معراج نامہ

از : ولی کبیر محدث جلیل فخر المحدثین واقف رموز شریعت ودین حضرت ابوالحسنات سید عبد اللہ شاہ نقشبندی مجددی قادری محدث دکن علیہ الرحمۃ والرضوان

فہرست

حمد و نعت
حکایت
آیت معراج کی تفسیر
مقدمہ
واقعہ معراج پر شبہ کا تفسیر " سبحٰن الذی " سے جواب
واقعہ معراج پر شبہ کا دوسرا جواب
حکایت
قوت روح کی تمثیل کے ذریعہ واقعہ معراج پر شبہ کا تیسرا جواب
نظام شمسی کی تمثیل کے ذریعہ واقعہ معراج پر شبہ کا چوتھا جواب
عشقیہ پیرا یہ میں واقعہ معراج پر شبہ کا پانچواں جواب
خیال کی تمثیل کے ذریعہ واقعہ معراج پر شبہ کا چھٹا جواب
ذرائع سفر کی تمثیل سے براق کی رفتار اور معراج پر شبہ کا ساتواں جواب
نگاہ کی تمثیل کے ذریعہ واقعہ معراج پر شبہ کا آٹھواں جواب
ابلیس کے قوت کی تمثیل کے ذریعہ واقعۂ معراج پر شبہ کا نواں جواب
دیگر انبیاء علیہم السلام کے آسمان پر جانے کی تمثیل سے واقعۂ معراج پر شبہ کا دسواں جواب
باز کے تمثیل سے واقعۂ معراج پر شبہ کا گیارہواں جواب
شعبدہ باز کے انڈے کی تمثیل سے معراج پر شبہ کا بارھواں جواب
آگ کے کرہ میں سے گذرنے کے شبہ کا پہلا جواب
عالم برزخ شکل (13)
عالم برزخ کی شکل (14)
عالم برزخ کی شکل (15)
عالم برزخ کی شکل (16)
عالم برزخ کی شکل (17)
عالم برزخ کی شکل (18)
عالم برزخ کی شکل (19)
عالم برزخ کی شکل (20)
حضرت کو معراج شریف میں جن اشکال میں دنیا نظر آئی تھی ، ایک حکایت سے اسکی توضیح اور اس سے نصیحت
حکایت :
حکایت :
باب دوم
دوسرا باب ان واقعات کے بیان میں جو بیت المقدس سے سدرۃ المنتہی تک کی سیر میں پیش آئے
سدرۃ المنتہی عجب قسم کا بہت بڑا درخت ہے :
جب بالکل جنت کے دروازہ کے سامنے سواری مُبارک پہنچی تو جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا تھا :
جنت میں حوروں کا راگ و نغمہ یہ ہوگا

آگ کے کرہ میں سے گذرنے کے شبہ کا دوسرا جواب
آگ کے کرہ میں سے گذرنے کے شبہ کا تیسر جواب
آگ کے کرہ میں سے گذرنے کے شبہ کا چوتھا جواب
آگ کے کرہ میں سے گذرنے کے شبہ کا پانچواں جواب
خلا میں گذرنے کے شبہ کا پہلا جواب
خلا میں گذرنے کے شبہ کا دوسرا جواب
خلا میں گذرنے کے شبہ کا تیسرا جواب
خلا میں گذرنے کے شبہ کا چوتھا جواب
معراج حضرت یونس علیہ السلام
حضور کے بہت سے نام تھے کوئی نام نہ لے کر "بعبدہ" کیوں فرمایا؟
بیت المقدس لے جاکر پھر وہاں سے عرش پر لیجانے میں کیا حکمت ہے؟
پہلی حکمت
دوسری حکمت
تیسری حکمت
چوتھی حکمت
پانچویں حکمت
چھٹی حکمت
ساتویں حکمت :
آٹھویں حکمت :
واقعہ معراج :
باب اوّل
پہلا باب ان واقعات کے بیان میں ہے جو مکہ معظّمہ سے بیت المقدس کی سیر میں پیش آئے
حضرت جبرئیل علیہ السلام پر احکام نازل ہوئے
پہلا حکم :
دوسرا حکم :
تیسرا حکم :
چوتھا حکم :
پانچواں حکم :
چھٹا حکم :
ساتواں حکم :
دوزخ کے دروازہ پر آپ نے لکھا ہوا ملاحظہ فرمایا
دوزخ کی آگ
دوزخ کے سانپ، بچھو
دوزخیوں کی غذا
دوزخ کا پانی
دوزخی کپڑے
دوزخی زنجیر
دوزخ کا بادل
نصیحت
دوزخ کی چکّی
امّت کے لئے مالک کی نصیحت
بخشش کے چند اسباب
پہلا سب توبہ
بخشش کا دوسرا اسبب شفاعت
بخشش کا تیسرا اسبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گریہ وزاری سے دُعا
بخشش کا چوتھا سبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے خاص
زندوں کے دعائے مغفرت سے بخشائش کا پانچواں سبب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبۂ عالی بخشش کا چھٹا سبب
حدیث شریف (1)
حدیث شریف (2)
حدیث شریف (3)
حدیث شریف (4)
حدیث شریف (5)
حدیث شریف (6)
حدیث شریف (7)
حدیث شریف (8)
حدیث شریف (9)
حدیث شریف (10)
حدیث شریف (11)
خدائے تعالیٰ کا ناصحانہ حکم
جبرئیل علیہ السلام کے سدرۃ المنتہٰی پر ٹھہر جانے اور حضور صلی اللہ علیہ

آٹھواں حکم :
نواں حکم :
دسواں حکم :
گیارہواں حکم :
بارہواں حکم :
تیرھواں حکم :
چودھواں حکم :
پندرھواں حکم :
سولہواں حکم :
سترہواں حکم :
اٹھارواں حکم :
اس نورانی کیفیت کے تائید میں حکایت
تشریح عالم برزخ
عالم برزخ کی شکل (ا)
عالم برزخ کی شکل (2)
عالم برزخ کی شکل (3)
عالم برزخ کی شکل (4)
عالم برزخ کی شکل (5)
عالم برزخ کی شکل (6)
عالم برزخ کی شکل (7)
عالم برزخ کی شکل (8)
عالم برزخ کی شکل (9)
عالم برزخ کی شکل (10)
عالم برزخ کی شکل (11)
عالم برزخ کی شکل (12)
وسلم کے آگے بڑھ جانے کا راز
تیسرا باب
شب معراج میں جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش کے نزدیک پہنچے تو عرش نے حضرت سے عرض کیا
اس کے بعد حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ عرش کے چاروں طرف یہ لکھا ہوا ہے
مضمون بالا پر ایک شبہ اور اس کا جواب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محویت جمال الہیٰ کی ایک حکایت سے تشریح
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ
اللہ تعالیٰ کا ارشاد
انس کی صراحت میں تمہید
خوف
شوق
اُنس
حکایت
باب چہارم
تسلسل واقعہ سے پہلے ایک شبہ اور اس کا جواب لکھا جاتا ہے :۔
شبہ
جواب شُبہ
خاتمہ
معراج المومنین
حکایت
حکایت
حکایت
حکایت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد و نعت

سارا عالم اللہ تعالیٰ کی قدرت کے کرشمے دکھا رہا ہے اس کے ساتھ ساتھ اس کا بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق پر کس قدر عنایت و رحمت ہے کہ ہر شئے کو جس چیز کی ضرورت ہے وہ چیز بہت فراغ دلی سے عطا فرمائی۔ اگر کسی کو بظاہر ضرورت کی چیز نہیں دی ہے تو اس کا بدل ضرور دے دیا ہے اس کو خوب یاد رکھئے' مکڑی کے منہ میں وہ لعاب دیا ہے جس سے وہ اپنا گھر بناتی اور اس میں اپنا شکار پھانستی ہے۔ پرندوں کو پر دیئے اور وہ سمجھ عطا کی جو عجیب و غریب گھونسلے اپنے رہنے کے لئے بنا لیتے ہیں ' بڑے بڑے پر کاروں سے بھی بنایا جائے تو ایسا نہیں بنا سکتے۔ زمین میں رہنے والی مخلوق کو سردی و گرمی سے بچنے کے لئے بِل بنانا سکھایا ' درندوں کو چنگل و دانت عطا کئے۔ درختوں کو سکھایا کہ جڑوں کے ذریعہ پانی کے ساتھ ساتھ نرم مٹی کو چوس کر اس سے رنگ برنگ کے پتے اور پھول پھل بنائیں ' غرض کوئی کہاں تک بیان کرے۔ ہر چیز کو وہ دے دیا جس کی اس کو ضرورت ہے۔ ایک آنکھ کو ہی لے لیجئے کس قدر خوبصورت بنائی ہے' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آئینے کے دو ٹکڑے ہیں جو دو طرف رکھ دیئے گئے' آئینے پر گرد و غبار پڑتا ہے تو اس کو وقتاً فوقتاً صاف کرنا پڑتا ہے۔ آنکھوں کے آئینے پر بھی گرد و غبار جمتی رہتی ہے اور اس سے ایذا ہوتی ہے اس سے پپوٹا بنایا اور اس میں پلکیں لگائیں تا کہ وہ پہلے تو گرد و غبار کو آنے ہی نہ دیں ' اور اگر اتفاقاً پڑ جائے تو اس کے لئے یہ انتظام فرمایا کہ پپوٹوں میں ایک حرکت پیدا کر دی کہ وہ بے اختیار حرکت کر کے آنکھوں کو صاف کرتی رہے' بعض جانور ایسے بنائے جیسے مکھی ' اس کو دیکھنے کی تو ضرورت ہے مگر سر چھوٹا ہے' اس لئے صرف دو آنکھوں کے نگینے

تو لگا دیئے مگر ان پر پپوٹے اور پلک کا موقع نہ تھا اور مکھی کو اس کی ضرورت تھی ' اگر یہ نہیں دیا تو بدل ضرور دیا' بجائے پپوٹوں کے دو ہاتھ اور زیادہ دیئے' ہاتھ پپوٹوں کا کام کریں ' ہر وقت وہ ہاتھوں کو آنکھوں پر مل کر صاف کرتی رہتی ہے پھر دونوں ہاتھوں کو آپس میں مل کر ہاتھوں کو صاف کرتے جاتی ہے' جب عام مخلوق کے ساتھ اس کی رحمت و عنایت ہے تو انسان جس کو اس نے اپنا خلیفہ بنایا ' اس کے ساتھ کیا کچھ نہ کیا ہوگا' انسان پیدا ہوا پڑا ہے 'نہ اس عالم کی اس کو خبر ہے نہ اُس عالم کی 'اس سے یہ دکھانا منظور ہے کہ او ناشکرے انسان ! دیکھ تیری کیا ہستی تھی ' پھر دیکھ ہم تجھ کو کیا سے کیا بناتے ہیں' پہلے حواس عنایت کرتے ہیں' جس سے لمس ٹھنڈا گرم' نرم سخت معلوم کرے۔ مگر حس لمس کو رنگ اور آواز کا کچھ پتہ نہیں لگتا' اس لئے آنکھ دی کہ وہ رنگ روپ' شکل و صورت دریافت کرے' مگر آنکھ کو معلوم ہی نہیں کہ آواز کیا بلا ہے' اس لئے کان دئے کہ وہ آواز سنیں ' پھر قوت ذائقہ دی مگر بہت سی ایسے چیزیں ہیں کہ جن کو نہ آنکھ دیکھ سکتی ہے نہ کان سُن سکتے' جیسے محبت اور دُشمنی ' اس کے لئے عقل پیدا کی ' عقل تو سب کو دی ' مگر بعض کو اعلیٰ درجہ کی عقل دی گئی ' نئی نئی ایجادوں کا ان کو الہام کیا ' ریلیں بنائیں ' جہاز بنائے' ٹیلیفون بنایا ' تار ریڈیو بنائے' اور دل دیا کہ وہ خدا کی ایک نعمت ہے اگر اس سے کام لینا چاہیں تو حق و باطل میں فرق کر سکتے ہیں اور نیکی اور بدی ' اچھی اور بُری سب سمجھ سکتے ہیں۔ طرح طرح سے خدا کی قدرت کے کرشمے نظر آرہے ہیں ' اگر دل سے کام لیتے تو وہ یہ سمجھتے کہ کوئی بڑی قدرت والا پس پردہ ان کو چلا رہا ہے ۔

ہائے او بے سمجھ دل ! تجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آتی ' جس کے گھر میں رہنا' جس کا کھانا' جس کی مہربانی کے بغیر ایک لحظہ نہیں رہ سکتے' اس کی نافرمانی کرنا کیا یہ سمجھ داروں کا کام ہے؟ دل سے کام لینے والے ایسا ہرگز نہیں کر سکتے ہیں ' اس سے صاف معلوم ہوا کہ دل ہے مگر کام میں نہ لانے سے زنگ کھا گیا ہے' جیسے آئینہ دھرے دھرے زنگ کھا جاتا ہے ایسے ہی او ناشکرے انسان ! تجھے آنکھیں

ہیں مگر آنکھوں سے کام نہیں لیتا ہے، عبرت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا ، اگر آنکھوں سے کام لیتا تو تجھ کو دکھائی دیتا کہ دنیا کی ہر چیز آنی جانی ہے، ہر عیش فانی ہے، کسی نے کیا خوب کہا ہے ۔

دنیا بھی عجب سرائے فانی دیکھی
ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
آ کے جو نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا
جا کے جو نہ آئے وہ جوانی دیکھی

اپنے پیاروں کو اپنے ہاتھ سے خاک میں سُلا کر آتے ہیں ، اس سے کچھ بھی عبرت نہیں ہوتی ، دنیا کے کیسے کیسے زبردست بادشاہ، کیسے کیسے حاکم وقت آئے گئے، آج جن پر درو دیوار حسرت سے رو رہے ہیں ، ہائے کیسے کیسے قلعے اور کیسے کیسے شاہی مکانات اجڑ پڑے ہیں ، جس میں کسی وقت کیا کیا ٹھاٹ ہوگا، ہائے آج وہاں الّو پکار رہے ہیں ، آنکھوں سے کیا نظر نہیں آرہا ہے، پھر تو ! کیسے غافل بنا ہوا ہے، کیا تیری سمجھ میں یہ نہیں آتا ہے کہ ایک روز ہم کو بھی جانا ہے ؟اور ہم پر بھی یہی دن پیش آنا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ تیری آنکھیں ہیں ، مگر تو دیکھتا نہیں ہے ۔

غبار ہوا چشم غفلت مدوفت
سموم ہوا کِشت عمرت بسوخت
(خواہشات نفسانی کا غبار تیرے غفلت کی آنکھ کو
دیکھنے نہیں دیتا ہے، خواہشات نفسانی کی گرم ہوا نے تیری عمر کے کھیت کو جلا کر خاک کر دیا ہے)

بکن سرمہ غفلت از چشم پاک　　　کہ فردا شوی سرمہ در چشم خاک

(غفلت کا سرمہ آنکھ سے نکال، یاد رکھ، کل سرمہ کی طرح پس جائے گا)۔

او غافل انسان ! تجھے کان دے ئے ہیں مگر تو حق بات نہیں سنتا، نصیحت سننے سے دل چراتا ہے۔

حکایت :

حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کو دیکھا کہ قبرستان میں قبریں اکھاڑ رہے ہیں، مُردوں کے سر پکڑ پکڑ کر کان کے سوراخ میں لکڑی چبھوتے جاتے ہیں، اگر لکڑی کان میں داخل ہو کر دوسرے کان سے نکل گئی تو اس کو باہر پھینک دیتے ہیں، اگر لکڑی کان میں بالکل نہیں گئی تو بھی بغیر دفن کئے اس کو چھوڑ دیتے ہیں، اگر لکڑی دماغ تک پہنچ کر ٹھیر جاتی ہے تو اس سر کو چومتے اور دفن کر دیتے ہیں، حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس کا سبب پوچھا تو حبیب عجمی رحمہ اللہ نے اس کا جواب یہ دیا کہ جس کے کان میں لکڑی اِدھر سے اُدھر پار ہو گئی، وہ ایسا شخص تھا جس نے نصیحت کو اس کان سنا، اس کان سے نکالدیا، اس نے حق بات کو اپنے دماغ میں رہنے نہیں دیا، اور نصیحت پر عمل نہیں کیا، جس کے کان میں لکڑی داخل ہی نہیں ہوئی، وہ نصیحت سنتا ہی نہیں تھا، جس کے دماغ میں لکڑی پہنچ کر ٹھیر گئی، اس نے نصیحت سنی اور اس پر عمل بھی کیا، یہی خدا کے پاس مقبول ہے اس لئے اس کو بوسہ دے کر دفن کر دیتا ہوں۔

او ناشکرے انسان ! تو اپنی ابتدائی حالت کو پھر غور کر کہ تو کیا تھا، پھر ہم نے تجھ کو کیا سے کیا بنایا، کیا کیا دیا، حواس دے ئے، دل دیا، عقل بھی اعلیٰ درجہ کی دی، جس سے تو نے سائنس

کے وہ وہ کام کیئے جس نے سارے عالم کو حیرت میں ڈالدیا ہے عقل کی دوڑ ختم ہو گئی ' عقل یہاں تک آ کر رک گئی ' جیسے ایک اندھا مادرزاد ہے کہ وہ سنتا ہے' اس کو لمس و ذائقہ سب ہے' بصر نہیں ہے' اس کے سامنے اگر رنگ و شکل کا ذکر ہو تو انکار کرے گا کہ وہ گورا کالا کچھ نہیں سمجھتا کہ کیا چیز ہے جس ذریعہ سے کہ وہ گورے کالے کو معلوم کر سکتا تھا' وہ چیز ہی اس کو نہیں دی گئی ' وہ انکار نہ کرے تو کیا کرے' ایسے ہی عقل کی معلومات کو حواس قبول نہیں کرتے ہیں ' اگر کسی سے کہا جائے کہ تار کے ذریعہ سے ہمارا ہاکوس کی بات معلوم ہو جاتی ہے' ریل خود بخود دوڑتی ہے' اب تجربہ ہونے سے مجبور ہے' ورنہ حواس کو اعتبار نہیں آ سکتا' صاف انکار ہو گا کہ ایسا نہیں ہو سکتا۔

ایسا ہی ایسی بہت سی چیزیں ہیں کہ وہاں عقل نکمّی ہو جاتی ہے' اس کے لئے ایک اور آنکھ کی ضرورت ہے کہ وہ چیزیں نہ اس آنکھ سے دِکھتی ہیں نہ عقل کی آنکھ سے' بلکہ ایک تیسری آنکھ سے' وہ تیسری آنکھ سے دیکھی ہوئی باتوں کا عقل انکار کرتی ہے' جیسے عقل کے باتوں کا آنکھ ' کان انکار کرتے ہیں ' وہ تیسری آنکھ سے جو چیزیں دکھتی ہیں وہ آخرت ہے' اور وہ افعال ہیں جو آخرت میں نجات دلانے والے یا آخرت میں سزا دلانے والے ہیں ' اور وہ امور ہیں کہ جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے' اور وہ امور ہیں جن کے کرنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے' یہ تیسری آنکھ سے دیکھی ہوئی باتوں کا عقل انکار کرتی ہے۔

دوائیں جو مفید صحت ہیں ان کو عقل کی آنکھ سے دیکھنا پڑتا ہے' اس لئے جن کو اسکی عقل دی گئی ہے' جیسے ڈاکٹر وغیرہ : ان سے رجوع کرنا پڑتا ہے ایسا ہی یہ تیسری آنکھ سے دیکھی ہوئی باتیں یعنی

آخرت، اور آخرت کے کام آنے والی باتیں اُن سے سیکھنا پڑتا ہے، جن کو یہ تیسری آنکھ دی گئی ہے۔

جس طرح مصلحتاً مکھی کو پپوٹے نہیں دے ئے گئے تو اس کا بدل دو ہاتھ دے ئے، اسی طرح ہر انسان کو مصلحتاً تیسری آنکھ نہیں دی جاسکتی، اس لئے اس کا بدل چند ایسے حضرات کو پیدا کیا، جن کو تیسری آنکھ دی گئی ہے۔

جس طرح مصلحتاً مکھی کو پپوٹے نہیں دئے گئے تو اس کا بدل دو ہاتھ دیئے اسی طرح ہر انسان کو مصلحتاً تیسری آنکھ نہیں دی جاسکتی، اس لئے اس کا بدل چند ایسے حضرات کو پیدا کیا، جن کو تیسری آنکھ دی گئی ہے۔

وہ حضرات کون ہیں، انبیاء علیہم السلام ہیں، جیسے ہر شخص طبیب نہیں ہوتا، مگر ہر شخص کو طبیب طرف رجوع کرنا پڑتا ہے، اسی طرح ہر شخص کو وہ تیسری آنکھ نہیں ہوتی مگر تیسری آنکھ والوں کے طرف رجوع کرنا پڑے گا، اب خدائے تعالیٰ پر الزام نہ ہار، ورنہ کل قیامت میں یہ ممکن تھا کہ کوئی کہے الہی ! آخرت اور آخرت میں کام آنے والی باتیں دریافت کرنے کیلئے ہمارے پاس کوئی ذریعہ نہ تھا، نہ حواس سے معلوم ہوسکتی تھیں نہ عقل سے، پھر ہم کرتے تو کیا کرتے، حکم ہوگا ہم نے اس کا بدل تم کو دے دیا تھا، تم میں کا ہر شخص ڈاکٹر نہیں ہوتا، مگر ہر شخص ڈاکٹر کی بات مانتا اور عمل کرتا ہے، ایسا ہی گو ہم نے ہر شخص کو تیسری آنکھ نہیں دی، مگر اس کو لازم تھا کہ تیسری آنکھ رکھنے والے کی بات مانتا او رعمل کرتا ہم نے اپنی رحمت سے ہر شخص کو تیسر ی آنکھ کا نمونہ بھی دیا تھا تاکہ تصدیق کرے کہ بعض ایسے ہوسکتے ہیں کہ جن کو تیسری آنکھ ملی ہے، تیسری آنکھ کا نمونہ یہ ہے کہ ہر شخص جب سو جاتا ہے تو

طرح طرح کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں' وہ چیزیں بھی دکھائی دیتی ہیں' جن کی بہت جلد تعبیر ہوشیاری میں ظاہر ہوتی ہے' اب بتاؤ یہ کونسی آنکھ سے دیکھتے ہو' یہ آنکھ تو سوجاتی ہے' معلوم ہوا کہ ایک تیسری آنکھ ہے جس سے تم نے خواب میں دیکھا' اور انبیاء ورسول ہوشیاری میں دیکھتے ہیں' اگر یہ نمونہ نہ ملتا تو نبوت کے طرح خواب کا بھی انکار کرتے' اب جب خواب کا انکار نہیں کرتے ہو تو نبوت کا انکار کیوں کرتے ہو۔

اب زمانہ آخر ہو رہا تھا' نبوت کا دفتر بند ہونے کا وقت آگیا تھا' اس لئے ایک ایسی مبارک ذات کو جن کا نام مبارک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے' پیدا کر کے تیسری آنکھ ان کو ایسی کامل دی گئی جو پہلے کسی کو نہیں ملی تھی اس واسطے ہر ایک کو اپنی تیسری آنکھ کی حیثیت سے معراج ہوا' کسی کو شکم ماہی (مچھلی کا پیٹ) تو کسی کو آگ نمرود میں' اور کسی کو کوہ طور پر' اور آپ کو عرش اعلی پر۔

اسی وجہ سے اکملت لکم دینکم " (میں نے تمہارا دین کامل کر دیا) کسی پیغمبر سے نہیں کہا گیا' صرف ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا گیا' اس لئے کہ آپ کو کامل تیسری آنکھ ملی تھی' اسی لئے آپ کا دین بھی کامل کر دیا گیا جو قیامت تک تغیر و تبدل سے محفوظ ہے۔

او خاک سے بنے ہوئے انسان! تیری شان میں "لقد کرمنا بنی آدم" آیا ہے' لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم " تیرے ہی لئے ارشاد ہوا ہے' یہ تیرا اکرام' یہ تیری عزت کب تک ہے؟ جب تک کہ تو "ماخلقت الجن والانس الا لیعبدون" (ہم نے جن اور انسان کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے) کے موافق اللہ تعالی کی تابعداری کرے اور "اطیعو اللہ واطیعو الرسول " (اللہ کا اور اسکے رسول کا فرماں

بردار رہے) اور جب تو نے اللہ تعالی کی تابعداری چھوڑ دی' خدا اور اس کے رسول کی نافرمانی کی تو یہ سب عزت تجھ سے چھین لی جاتی ہے' تیرے لئے " اوٗلئک کالا نعام بل ہم اضل " (نافرمان مثل جانوروں کے ہیں بلکہ ان سے بھی بدتر ہیں) ارشاد ہوا ہے کہ دیکھو جانور اپنے مالک کو پہچانتا ہے' بکری اپنے چارہ ڈالنے والے کے پیچھے پیچھے پھرتی ہے لیکن یہ نافرمان انسان اپنے مالک کو بھی نہیں پہچانتا' جانور اپنے محسن کے احسان کی قدر کرتا ہے' یہ نافرمان انسان اپنے مالک کی ناشکری کرتا ہے' مگر اس ناشکری کا بدلہ آخرت میں تو ملے گا ہی' مگر دنیا میں بھی کچھ سزا دی جاتی ہے' تاکہ اس سے بندہ اللہ کی طرف رجوع کرے' مثلاً معطل ہوگئے' یا فوجداری ہوئی' عہدہ داروں اور پولیس کی خوشامد کی وکیلوں کے پیچھے پھرے' سفارشیں پہنچائیں' جب سب جگہ ناکامی ہوئی تو اب وظیفہ پوچھتا ہے گھنٹوں وظیفہ پڑھتے بیٹھتا ہے' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا ولی ہے' بالکل باخدا بزرگ بنا ہوا بیٹھا ہے' اس وقت اللہ تعالی کے طرف سے ندا ہوتی ہے' کیوں بندے' ہم کو چھوڑ کر جن مشاغل میں پڑا تھا' اب کوئی یاد نہیں آتا ہے' اس وقت ہم یاد آرہے ہیں' بندے یہ تیری خود غرضی کی یاد ہے' مگر ہم اوروں کی طرح چھچھورے نہیں ہیں' خیر اب بھی آیا تو کچھ مضائقہ نہیں' جاہم تجھ پر رحم کرتے ہیں' اور تیری حاجت پوری کرتے ہیں' کیوں بندے کیا مصیبت جانے کے بعد پھر اول کی طرح ہم سے انجان بنا ہوا پھرے گا' یا یہ احسان یاد رکھ کر ہماری اور اس مقدس ہستی کی جن کو تیسری آنکھ کامل ملنے کی وجہ سے عرش اعلی پر معراج ہوئی تھی' تابعداری اور فرماں بر داری کرتا رہے گا۔

یقین کے تین مرتبے ہیں' اول علم الیقین کہ جیسا کسی نے دریا کو آنکھ سے دیکھ لیا' دوسرا عین الیقین کہ اس کے کنارے پر پہنچ کر پانی چلو میں لے لیا ہو' تیسرا حق الیقین کہ دریا میں گھس کر غوطہ لگا لیا ہو۔

ہمارے آقائے نامدار حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو علم الیقین اور عین الیقین تو حاصل ہوگیا تھا اللہ تعالی کو منظور ہوا کہ حق الیقین بھی ہو جائے اس لئے ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جسم مطہر کے ساتھ عالم برزخ سے اور آسمانوں سے ہوتے ہوئے عرش پر پہنچے ' اپنے سر کی آنکھوں سے سب کچھ دیکھ کر اور جنت اور دوزخ کو ملاحظہ فرمایا ' جس سے آپ کو حق الیقین بھی حاصل ہوگیا ' آئے اب ہم آپ کو معراج کے اجمال کی تفصیل سناتے ہیں سنئے :۔

(حضرت) ابوالحسنات سید عبداللہ حیدرآبادی (رحمۃاللہ علیہ)

۲۲! رجب ۱۳۷۶ھ روز شنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آیت معراج کی تفسیر

سبحٰن الذی اسری بعبدہ   وہ پاک ذات ہے جو اپنے بندہ کو

لیلا من المسجد الحرام   شب کیوقت مسجد حرام سے

الی المسجد الاقصی الذی   مسجد اقصیٰ تک جسکے

بارکنا حولہ لنریہ من ایاتنا

گرداگرد ہم نے برکتیں کررکھی ہیں لے گیا ' تاکہ ہم ان کو اپنے کچھ عجائبات دکھلائیں

انہ ھوالسمیع البصیر

بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے ' بڑے دیکھنے والے ہیں

مقدمہ

واقعہ معراج پر جو شبہات کئے جاتے ہیں ان شبہوں کے جواب میں مقدمہ ذیل پیش ہے :

واقعہ معراج پر جو شبہے کئے جاتے ہیں ان شبہوں کے جواب کے لئے معراج شریف کے واقعہ کو " سبحٰن الذی " سے شروع کیا گیا ہے۔

واقعہ معراج پر شبہ کا تفسیر " سبحٰن الذی " سے جواب

سبحان کے معنی ہیں :۔

خدائے تعالیٰ کی ذات ہر ایک قسم کے نقصان سے پاک ہے ' اور عاجز و کمزور بے قدرت ہونے سے بھی پاک ہے"۔

معراج کے واقعہ کو لفظ" سُبحان" سے شروع کرنے سے یہ غرض ہے کہ جب معراج کے عجیب و غریب واقعہ کا جاہل و نادان' کمزور عقل والے' روحانیت سے دُور رہنے والے ضرور انکار کریں گے اور طرح طرح کے شبہے پیش کریں گے تو یہ شبہے معراج کے واقعہ پر ہی منحصر نہیں رہتے بلکہ خدائے تعالیٰ کے قدرت تک پہنچتے ہیں ' گویا خدائے تعالیٰ میں قدرت نہیں کہ معراج کرا سکے' اس لئے اللہ تعالیٰ ان شبہوں کو دُور کرنے کے لئے واقعہ معراج بیان کرنے سے پہلے ارشاد فرماتا ہے کہ :

۔

"سبحان الذی "

معراج کس نے کرائی ؟ وہی قدرت والا خدا تو ہے جو ہر ایک طرح کی عاجزی اور کمزوری سے پاک ہے' تو پھر تم کو معراج کے واقعہ میں کیوں شبہ ہے۔

واقعہ معراج پر شبہ کا دوسرا جواب

تم ہمارے نبی کو سمجھے ہی نہیں اپنا جیسا یا اپنی طرح کا انسان سمجھ کر اور خود پر قیاس کر کے ان کے معراج سے انکار کر رہے ہو' تمہارا قیاس ایسا ہی ہے جیسا کہ ایک طوطی نے قیاس کیا تھا جس کو مولانا

نے مثنوی میں ایک نقل کے پیرایہ میں لکھا ہے :۔

حکایت :

ایک سوداگر نے ایک طوطی کو پالا تھا وہ بہت بولتی تھی ، اور باتیں کرتی تھی ، جس کی وجہ سے دوکان بہت بارونق تھی ، ایک دن سوداگر کسی کام کو گیا اور طوطی پنجرہ کے باہر بیٹھی تھی ، بلی نے اس پر حملہ کیا ، وہ خوف زدہ ہو کر ایک طرف اڑی ، اور روغن بادام کی ایک شیشی سے ٹکرائی ، شیشی گری اور سب روغن ضائع ہو گیا ، سوداگر جب واپس آیا ، اور روغن بادام کی شیشی کو گرا ہوا پایا تو طوطی پر اسے بہت غصّہ آیا ، اسے یہاں تک مارا کہ گنجا کر دیا ، اس کے بعد طوطی نے بولنا بند کر دیا۔ دوسری مرتبہ آقا نے اس سے باتیں کیں ، اس نے جواب ہی نہ دیا جب کئی دن اسی طرح ہو گئے تو وہ اپنی حرکت پر بہت نادم ہوا، اور خود کو کوسنے لگا کہ میرے یہ ہاتھ کیوں نہ ٹوٹ گئے، جن سے میں نے اس کو مارا تھا، میری دکان کی رونق ہی جاتی رہی ، جب کسی طرح طوطی نہ بولی تو اس نے درویشوں ، بزرگوں سے دُعا کرانا شروع کی ، مگر پھر بھی نہ بولی ، اتفاق سے ایک دن اس کی دوکان کے سامنے سے ایک گنجا فقیر گذرا تو طوطی نے اس کو پکارا اور کہا۔

از چہ کل باکلاں آمیختی
تو مگر از شیشہ روغن ریختی
از قیاس سش خندہ آمد خلق را

کوچو خود پنداشت صاحب دلق را

اے گنجے ! تو گنجوں میں کیوں کر آملا، معلوم ہوتا
ہے کہ تو نے بھی شیشی میں سے تیل گرایا ہو گا۔
طوطی کے اس قیاس پر سب لوگوں کو ہنسی آگئی کہ
اس نے گنجے فقیر کو بھی اپنے ہی اوپر قیاس کیا۔

یہی حال واقعہ معراج پر قیاس کرنے والوں کا ہے۔ مولانا اسی قیاس کے نسبت فرماتے ہیں ۔

جملہ عالم زیں سبب گمراہ شد
کم کسی زابدال حق آگاہ شد
گفت اینک ما بشر ایشاں بشر
و یاشاں بستہ، خوابیم و خور
یہ سب اس وجہ سے گمراہ ہوئے کے انہوں
نے پیغمبروں کو خود پر قیاس کیا، اور یہ
سمجھتے ہیں کہ پیغمبر بھی تو ہماری طرح آدمی ہیں۔

مولانا اس کے بعد فرماتے ہیں : ۔
کار پاکاں را قیاس از خود مگیر

گرچہ ماند در نوشتن شیر و شیر

پاکوں کو اپنے پر قیامت مت کرا گرچہ شیر و شیر لکھنے میں

مشابہ ہیں ' شیر نقصان رساں ہے اور دودھ نفع رساں۔

قوت روح کی تمثیل کے ذریعہ واقعہ معراج پر شبہ کا تیسرا جواب

جن لوگوں کی روح جسم کی کثافت میں دب کر جسم کی طرح مٹی ہو گئی ہے' وہ لوگ خود پر ان حضرات کو بھی قیاس کرتے ہیں جن کی روح نے جسم کو بھی اپنا سا لطیف بنالیا ہے' ان شبہ کرنے والوں نے روح کی قوت کو سمجھا ہی نہیں۔

مندرجہ ذیل چند تمثیلوں پر غور کرنے سے روح کی قوت واضح ہو گی :۔

1۔ مٹی کی قوت سے پانی کی قوت بڑھکر ہے۔

پانی کی قوت سے ہوا کی قوت زیادہ ہے۔

ہوا کی قوت سے آگ کی قوت بڑھکر ہے بلکہ آگ کی قوت سب سے زیادہ ہے۔اسی واسطے ریل گاڑی کی بھاپ جو پانی اور ہوا سے بنی ہے اس قدر قوی ہے کہ ایک دن میں ہزاروں من بوجھ کہاں سے

کہاں لے جا پھینک دیتی ہے۔

جس میں خالص آگ ہو' جیسے تار ہے تو اس تار سے ایک منٹ میں سینکڑوں کوس حرکت ہو جاتی ہے' یہ کام بھاپ سے نہیں ہو سکتا۔

2۔اسی طرح غول بیابانی جن میں ہوائی جز زیادہ ہے' وہ ایسی قوت کے کام کرتے ہیں جو اِن خاکی پتلوں سے نہیں ہو سکتے۔

3۔اجنّہ میں ناری اجزا زیادہ ہیں ' اس لئے اجنّہ سے زیادہ قوی افعال بہ نسبت غول بیابانی کے سرزد ہوتے ہیں۔

4۔اجنّہ سے زیادہ لطیف مادہ فرشتوں میں ہے' اس لئے وہ اجنّہ سے زیادہ قوی کام کرتے ہیں۔

5۔روح میں فرشتوں سے زیادہ لطافت ہے' اس لئے روح فرشتوں سے زیادہ قوی کام کر سکتی ہے۔

مگر روح جسم کی کثافت میں دب کر کچھ بھی نہیں کر سکتی ' جب بہ سبب ریاضت و مجاہدہ روح پر سے جسمانی کثافت چھٹی اور وہ خدائے تعالیٰ کے طرف بالکلیہ متوجہ ہو گئی تو اس پر خدائے تعالیٰ کے انوار ایسے چمکتے ہیں جیسے آئینہ میں آفتاب' آفتاب کے طرح آئینہ بھی نگاہ نہیں ٹھرتی ' روح کا بھی یہی

حال ہو جاتا ہے۔

6۔آگ کی صحبت میں لوہا سرخ ہو کر آگ کی طرح جلانے کے قابل ہو جاتا ہے۔

7۔ پھول کی صحبت سے مٹی معطر ہو کر پھولوں کی طرح دماغ کو معطر کرنے لگتی ہے۔

صاحبو! پہلے سے ہی روح ،کل مخلوق، جن اور فرشتوں وغیرہ سے قوی ہے، پھر جب خدا سے ایسا تعلق پیدا کرلے، جیسے لوہا آگ سے، تو اس روح کی قوت کو کیا پوچھتے ہو، ایسی روح وہ وہ کام جو کسی مخلوق سے نہ ہو سکیں کر دکھاتی ہے، انھیں کاموں کو معجزہ اور کرامت کہتے ہیں۔

حاصل ان تمثیلوں کا یہ ہے کہ :۔

جب معمولی روح کی یہ قوت ہے تو تمام روحیں جس روح سے بنی ہوں اور اس روح کو سب سے زیادہ خدائے تعالیٰ سے تعلق ہو تو اس روح کی قوت کا کیا ٹھکانا ہے، ایسی روح کی لطافت جسم پر غالب آکر جسم کو بھی روح کی طرح لطیف کر دیا ہو، اور وہ روح مع جسم اگر تھوڑی دیر میں مکہ معظّمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر ہوتے ہوئے عرش پر پہنچے تو کیا تعجب ہے۔

نظام شمسی کی تمثیل کے ذریعہ واقعہ معراج پر شبہ کا چوتھا جواب

قطع نظر اس کے رات ،دن کا آنا، طلوع وغروب کا ہونا، یہ سب حرکت فلک سے ہے، اگر

حرکتِ فلک موقوف ہو جائے تو وہ وقت جو موجود ہے وہی رہے گا' ممکن ہے کہ بوقت معراج اللہ تعالیٰ نے تھوڑی دیر کے لئے حرکتِ فلک موقوف کر دی ہو۔

معزز مہمان کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے دنیا میں بھی یہ قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ کی سواری نکلتی ہے تو سڑک پر دوسروں کا چلنا بند کر دیا جاتا ہے' اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرتؑ کی عظمت ظاہر کرنے کے لئے اگر آسمان' چاند' سورج' سب کی حرکت کو اس رات کچھ دیر کے لئے بند کر دیا ہو' تا کہ جو چیز جہاں ہے وہیں رہے۔ پس آفتاب جس جگہ تھا اسی جگہ رہا' ستارے جہاں تھے وہیں رہے' کوئی بھی اپنی جگہ سے ہلنے نہ پایا ' تو اس میں کیا تعجب ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج سے فارغ ہو گئے' فلک کو حرکت کی اجازت ہو گئی ' ظاہر ہے حرکتِ فلک جس جگہ موقوف ہوئی تھی ' وہیں سے شروع ہو گی ' آپ کے سیر میں چاہے کتنا ہی وقت صرف ہوا ہو' مگر دنیا والوں کے اعتبار سے سارا قصّہ ایک ہی رات میں ہوا۔

عشقیہ پیرا یہ میں واقعہ معراج پر شبہ کا پانچواں جواب

عاشقانہ جواب مولانا نظامی نے یہ دیا ہے ۔

تن او کہ صافی تراز جان ماست

اگر آمد وشد بہ یک دم رواست

آپ کا جسم مطہر ہمارے روح سے زیادہ لطیف تھا' اگر ایک لحظہ میں آئے' اور گئے ہوں تو ہو سکتا ہے۔

خیال کی تمثیل کے ذریعہ واقعہ معراج پر شبہ کا چھٹا جواب

یہ بات سب کو معلوم ہے کہ خیال انسانی ذرا سی دیر میں بہت دور پہنچ جاتا ہے' آپ اسی وقت عرش کا تصور کیجئے تو ایک لمحہ سے بھی کم میں خیال عرش پر پہنچ جائے گا' خیال کی حرکت بہت سریع و تیز ہے' اس کی وجہ یہ ہے کہ خیال روح کی ایک قوت ہے' روح نہایت لطیف چیز ہے'اس کے سیر کو کوئی روک نہیں ' مولانا نظامی فرماتے ہیں کہ" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم بارک تو ہمارے خیال سے بھی پاکیزہ تر ہے' جب خیال ذرا سی دیر میں کہیں سے کہیں پہنچ جاتا ہے تو آپ کا جسم اطہر زمین سے آسماں تک اور وہاں سے عرش تک ذرا سی دیر میں ہو آئے' تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔"

ذرائع سفر کی تمثیل سے براق کی رفتار اور معراج پر شبہ کا ساتواں جواب

پہلے بنڈی سے سفر کرتے تھے' اب ریل اور موٹر ہمارے سامنے کیسی جلد جلد سفر طے کرانے والی موجود ہے' امریکن نمائش میں بجلی گاڑی نے چند منٹوں میں سو ۱۰۰ میل طے کئے' نئے ذرائع سفر یہ بتلا رہے ہیں کہ ایک رات میں ہزارہا میل طے کرنا ممکن ہے۔

جب مخلوق ایسا کر سکتی ہے تو کیا خالق کائنات کوئی ایسی تیز رفتار سواری نہیں پیدا کر سکتا جو تھوڑی دیر میں آسمانوں پر ہو آئے وہ سواری براق تھی ' اس قدر تیز رفتار کہ اس کا ہر قدم اتنے فاصلہ پر گرتا تھا جہاں نگاہ پڑتی ہے' اس سواری کے نام کو ہی آپ نے نہیں سونچا ' براق برق سے ہے' برق بھی خدا

کی مخلوق ہے اور براق بھی ' برق کی طرح اگر براق میں تیزی رہے تو کیا تعجب ہے۔

نگاہ کی تمثیل کے ذریعہ واقعہ معراج پر شبہ کا آٹھواں جواب

آپ کے جسم میں ایک چیز ہے جو پاؤ سکنڈ میں آسمان پر جاکر واپس آتی ہے ' وہ چیز آپ کی نگاہ ہے جو پلک مارنے میں آسمان پر جاتی اور آتی ہے اس پر کیوں آپ کو تعجب نہیں ہوتا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو نگاہ سے زیادہ لطیف ہیں اسی لطافت کی وجہ تھی کہ پٹکا آپ کے کمر مُبارک سے نکل گیا ' ایسی لطیف ہستی اگر اس قدر جلد جاکر واپس آئے تو کونسا تعجب کا مقام

ابلیس کے قوت کی تمثیل کے ذریعہ واقعۂ معراج پر شبہ کا نواں جواب

ابلیس بدترین مخلوق ایک لحظہ میں مشرق سے مغرب تک جائے اور آئے' بہترین مخلوق مجموعۂ اٹھارا ہزار عالم ایک رات میں ملکوت کی سیر سے واپس آئیں تو اس پر کیوں تعجب کریں۔

دیگر انبیاء علیہم السلام کے آسمان پر جانے کی تمثیل سے واقعۂ معراج پر شبہ کا دسواں جواب

عیسیٰ علیہ السلام چوتھے آسمان پر' ادریس علیہ السلام معہ جسم وروح آسمانوں پر سے ہوتے ہوئے بہشت میں پہنچے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان سب سے افضل، اگر وہ آسمانوں پر جائیں تو حیرت کیوں ہے؟

باز کے تمثیل سے واقعۂ معراج پر شبہ کا گیارہواں جواب

باز کے پاؤں پر کچّی لکڑی باندھیں تو لکڑی اپنے بوجھ کی وجہ سے باز کو اڑنے سے روک سکتی ہے، باز اڑھ نہیں سکتا، اگر وہ لکڑی خشک ہو جائے تو ہلکی ہو جاتی ہے، اور باز کو اڑنے سے نہیں روک سکتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شاہ باز نے " انا من نور اللہ " کے آشیانے سے اڑھ کر اس عالم میں نزول فرمایا۔

"انّما انا بشر متلکم" (میں بھی تمہارے جیسا انسان ہوں) کی لکڑی آپ کے پیر مبارک میں اس لئے باندھی ہے تاکہ اس بوجھ کی وجہ امّت میں رہ سکیں، جب عشق الہیٰ کی آگ سے " انا بشر متلکم" کی لکڑی سوکھ گئی اور بشریت کا بوجھ ہلکا ہو گیا تو جسم اور روح، قلب و قالب کے ساتھ عروج فرمایا۔

شعبدہ باز کے انڈے کی تمثیل سے معراج پر شبہ کا بارہواں جواب

شعبدہ باز انڈے میں سوراخ کر کے زردی وغیرہ نکال لیتے ہیں اور اس سوراخ سے انڈے میں شبنم بھرتے ہیں اور موم سے سوراخ بند کر دیتے ہیں اور آفتاب میں رکھتے ہیں جب آفتاب کی گرمی اس کو پہنچتی ہے تو وہ انڈا اوپر اڑتا ہے۔

اسی طرح جب " الم نشرح " کی سوزن کے ذریعہ سینۂ مُبارک صلی اللہ علیہ وسلم سے بشیرت کے اخلاط باہر کردئے گئے اور عشق و محبت کی شبنم بھردی گئی اور تجلیات الہٰی کے آفتاب سے حرارت پہنچی تو حضرتؐ صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا کی طرف اڑے تو کیا تعجب ہے۔

آگ کے کرہ میں سے گذرنے کے شبہ کا پہلا جواب

شبہ کیا جاتا ہے کہ جسم اطہر آگ کے کرہ میں سے صحیح و سالم کیسے گذرا' بے شک آگ کا اثر جلانا ہے جو چیز اس میں جائے وہ جلتی ہے مندرجہ ذیل چند امور پر غور کرنے سے ظاہر ہو گا کہ کبھی آگ کے جلانے کی خاصیت باقی نہیں رہتی :۔

1۔آگ کے دو خاصہ ہیں ' ایک جلانا' دوسرا روشن کرنا۔ ممکن ہے کہ ایک خاصہ روشن کرنا باقی رہے' اور دوسرا خاصہ جلانا باقی نہ رہے' جیسے ولایتی یا جاپانی پھل جھڑی یا دوسری آتش بازیاں کہ ان میں آگ کی ایک خاصیت روشنی باقی ہے' مگر یہ آگ اصلاً کسی چیز کو جلا نہیں سکتی۔

یاروس وغیرہ کا ایجاد کردہ وہ کرتا جس کے پہن لینے سے بندوق کی گولی ذرا بھی اثر نہیں کرتی۔

جب مخلوق ایسا کرسکتی ہے کہ آگ سے جلانے کی صفت نکال دے تو کیا خالق ایسا نہیں کرسکتا۔

2۔ بعض چیزوں میں سے جلنے کی طاقت یا اثر جاتا رہتا ہے' جیسے سمندل کیڑا ' آگ میں پیدا ہو کر آگ میں نہیں جلتا' نہ آگ سے مرتا ہے بلکہ آگ سے جدا ہونا اس کے لئے موت ہے۔

یا پٹر و مکس کا وہ جالی دار سوتی کا کپڑا جس کا نام مینٹل ہے' جس پر ولایتی گھانس کا روغن ہوتا ہے' پٹر و مکس کی تیز آگ میں قائم رہ کر آگ کی روشنی کو زیادہ ترقی بخشتا ہے' اور روشنی کو صاف و شفاف کرتا ہے۔

مذکورہ تمہید کا خلاصہ

کیا یہ ناممکن ہے کہ جسم اطہر کے پسینہ میں یہ اثر ہو کہ آپ کو جلنے سے باز رکھے' اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے کرۂ نار میں آگ زیادہ روشن اور صاف ہو گئی ہو۔

تجربہ اور مشاہدہ تو یہ ہے کہ جسم مطہر کو جو لگا' وہ نہیں جلتا۔ بھلا جسم مطہر پر آگ کا کیا اثر ہو گا' واقعۂ ذیل اس کا شاہد ہے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نے دستر خوان جو میلا ہو گیا تھا' آگ میں ڈال دیا ' دستر خوان کا جلنا تو کجا میل و کچیل سے صاف ہو گیا ' حاضرین کے تعجب پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ' نے فرمایا :۔

”حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دستر خوان پر کھانا تناول فرمایا ہے‘ یہ دستر خوان آپ سے مس ہوا ہے آگ کا اثر اس پر کیسے ہو سکتا ہے۔

آگ کے کرہ میں سے گذرنے کے شبہ کا دوسرا جواب

ہائے شبہ کرنے والے تجھے شرم نہیں آئی ‘ شبہ کرنے سے‘ شعبدہ باز آگ کے اندر گھس جاتا ہے‘ آگ اپنے اوپر ڈال لیتا ہے مگر نہ خود جلتا ہے اور نہ اس کا کپڑا۔ کیا نبی کا مرتبہ شعبدہ باز سے کم ہو گیا کہ وہ نورانی تن آگ کے کرہ میں جائے اور نہ جلے تو تعجب کریں۔

آگ کے کرہ میں سے گذرنے کے شبہ کا تیسر جواب

اہل یورپ کہتے ہیں کہ سورج میں مخلوق آباد ہے۔ ایسے سخت اور روشن اور گرم کرہ میں مخلوق کا زندہ عمر بسر کرنا اللہ تعالٰی کے اس قدرت کا یقین دلاتا ہے‘ کہ اللہ تعالٰی جس کسی آگ کے کرہ میں سالم و سلامت رکھنا چاہیں تو رکھ سکتے ہیں۔

آگ کے کرہ میں سے گذرنے کے شبہ کا چوتھا جواب

”جواسا ستیاناسی “ ایک گھانس ہے جو تیر کی تیز دھوپ میں سرسبز رہتی ہے‘ جب بارش شروع ہوئی ‘ اور سردی پڑی تو اس کا درخت جل جاتا ہے۔

باغوں میں دیکھا گیا ہے کہ بعض درختوں کو پانی کے بجائے انکے نیچے آگ روشن کی جاتی ہے وہ آگ کی گرمی سے ہرے رہتے ہیں ' اگر ذرا آگ کی حرارت کم ہو جائے تو فوراً خشک ہو جاتے ہیں۔

نتیجہ یہ نکلا کہ

جس طرح بعض درخت عقل کے خلاف تیز گرمی اور دھوپ اور بھڑکتی ہوئی آگ میں زندہ اور ہرے رہتے ہیں ' اسی طرح تمام جسموں کے خلاف جسم اطہر قدرت الہٰی سے اس نارے کرہ میں نہ جلے بلکہ اور صحت زیادہ اچھی ہو گئی ہو تو کیا تعجب ہے۔

آگ کے کرہ میں سے گذرنے کے شبہ کا پانچواں جواب

آگ میں کوئی چیز جب جلتی ہے جب ذرا ٹھیرے ' اگر ہاتھ جلدی سے اِدھر سے اُدھر آنچ میں سے نکالتے رہیں تو نہیں جلتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس تیزی سے تشریف لے گئے کہ جب واپس تشریف آواری ہوئی بچھونا مبارک گرم تھا۔

اس سے ثابت ہوا کہ جیسے ہاتھ پر آنچ کا اثر نہیں ہوتا' ایسے ہی جسم مُبارک کو کرۂ نار کا کچھ اثر نہ ہوا۔

ایک شبہ یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ہوا کے طبقے کے اوپر جو '' خلا'' ہے اس میں ہوا نہ ہونے کے سبب کوئی تنفس زندہ نہیں رہ سکتا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں سے گذرتے وقت کیسے زندہ رہے ؟

خلا میں گذرنے کے شبہ کا پہلا جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ بہت دیر کے لئے بغیر تنفس کے نہیں رہ سکتے' تھوڑی دیر کے لئے سانس کی ضرورت نہیں ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت تیزی سے اس '' خلا'' سے نکل گئے' تھوڑی بغیر سانس لئے کے رہنا ہو سکتا ہے۔

خلا میں گذرنے کے شبہ کا دوسرا جواب

قطع نظر اسکے چلّہ کشی کرنے والے حبس دم کرتے ہیں ' کئی روز بلکہ کئی مہینے تک حبس دم کیا کرتے ہیں ' سانس نہیں لیتے پھر بھی زندہ رہتے ہیں۔

خلا میں گذرنے کے شبہ کا تیسرا جواب

بچہ کئی ماہ تک ماں کے پیٹ میں زندہ رہتا ہے اور سانس نہیں لیتا ' بچہ کی زندگی کئی ماہ تک بے سانس لئے گذرتی ہے اگر خدا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک رات ہوا کے کرہ سے اوپر لے جاکر بلا سانس لئے زندہ رکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہے تو کیا مشکل اور کونسا خلاف عقل ہوا۔

خلا میں گذرنے کے شبہ کا چوتھا جواب

بعض مشاق سمندر کی تہ سے موتی نکالنے کے لئے کئی گھنٹے تک غوطہ لگاتے ہیں اور وہ پانی میں سانس نہیں لیتے ' یہ غواص کیسے زندہ رہتے ہونگے۔

جب غوطہ خور صدف کی تلاش میں چند گھنٹے سانس نہ لے اور زندہ رہے۔ اگر حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم "گوہر معرفت" کی تلاش میں چند گھنٹے سانس نہ لیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ رہیں تو کیا محال اور کونسا مشکل ہے۔

" سبحن الذی اسریٰ " ابتدئً سبحٰن کی تفسیر میں باری تعالیٰ کا لفظ " سبحٰن " فرمانے کا فائدہ تو معلوم ہو چکا ہے۔

لفظ " اسریٰ " سے بھی تمام شبہات دُور ہو گئے کے خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لے گئے بلکہ خدائے تعالیٰ خود لے گیا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ " اسریٰ " کی جگہ " اذہب " کیوں نہیں فرمایا حالانکہ دونوں کے معنی ایک ہی ہیں۔

اس کا جواب کا لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے ساتھ حضرت یونس علیہ السلام کے معراج کا تقابل کیجئے ' جب آپ لو ان دونوں یعنی لفظ " اسریٰ " کہنے اور لفظ " اذہب " نہ کہنے کا فرق

معلوم ہو گا :۔

معراج حضرت یونس علیہ السلام

یونس علیہ السلام نے اپنے قوم کو عذاب الہیٰ سے ڈرایا اور فرمایا کہ ایمان لے آؤ ورنے اتنی مدّت میں عذاب الہیٰ نازل ہو گا' جب وہ مدّت قریب آئی تو آپ اس خیال سے کہ یہاں عذاب نازل ہو گا' وہاں سے چل پڑے' مگر حق تعالیٰ سے صریح اذن نہیں لیا۔

یہاں یہ قصّہ ہوا کہ جب عذاب کے تاریخ کی آمد ہوئی شروع ہوئی اور آثارِ عذاب دیکھ کر یہ لوگ گھبرائے اور ایمان پر آمادہ ہوئے اور یونس علیہ السلام کی تلاش کرنے لگے کہ ان کے ہاتھ پر ایمان لاویں ' یہ نہ ملے تو انھوں نے کہا اگر یونس علیہ السلام نہیں ہیں تو کیا ہوا ان پر اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا تو ممکن ہے' چناچہ ایمان لائے اور عذاب ٹل گیا ' یونس علیہ السلام لوگوں سے اس بستی کا حال پوچھتے رہتے تھے جب کسی سے عذاب کی خبر نہ سنی ' اور پورا واقعہ معلوم نہ ہوا تو آپ کو خیال ہوا کہ اب اگر واپس بستی میں جاؤں گا تو وہ لوگ جھٹلائیں گے کہ تمہارے قول کے موافق عذاب نہ آیا ' اس شرمندگی کی وجہ سے واپس نہ ہوئے بلکہ جہاں قیام فرماتے تھے وہاں سے آگے بڑھتے چلے گئے' راستہ میں دریا پڑا' اور آپ کشتی میں سوار ہو گئے' اثناء راہ میں وہ کشتی میں چلتے چلتے چکر کھانا لگی ' ملاح نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ اس کشتی میں کوئی غلام اپنے آقا سے بھاگا ہوا سوار ہے' اس وقت یونس علیہ السلام نے فرمایا ہاں بھائی میں اپنے آقا سے بدوں اجازت بھاگ آیا ہوں مجھے اس دریا میں ڈال دو' لوگوں نے آپ کی صورت سے نیکی اور بزرگی کے آثار دیکھ کر اس کلام میں شبہ کیا ' بالآخر قرعہ اندازی ہوئی ' جس میں یونس علیہ السلام کا نام نکلا' پس لوگوں نے آپ کو دریا میں ڈال دیا وہاں ایک مچھلی تھی اس نے بحکم حق

آپ کو نگل لیا اور قعر دریا میں لے پہنچی ' چالیس دن اس کے پیٹ میں رہے مگر ہضم نہ ہوئے' اللہ تعالیٰ نے ان کی ہر طرح حفاظت فرمائی " وہیں معراج ہوئی "۔

حضرت ابراہیم علیہ وسلم جب آگ میں ڈالے گئے' آپ کو وہیں معراج ہوئی۔

یونس علیہ السلام کا چالیس دن مچھلی کے پیٹ میں بغیر ہوا کے زندہ رہنا۔

ابراہیم علیہ السلام کا آگ میں زندہ رہنا" کیا یہ عقل کے موافق ہے؟"۔

ایسے ہی ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج گو عقل میں نہ آئے مگر جو کچھ ہوا' خدائے تعالیٰ کے قدرت سے ہوا۔

ایک یونس علیہ السلام کا جانا ہے اور ایک ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جانا کہ عشاء پڑھ کر استراحت فرمائی ' حضرت جبرائیل علیہ السلام آکر جگاتے ہیں ' حضور صلی اللہ علیہ السلام چلئے خدا بلاتا ہے۔

دوسرے " معراجیں " خوشی سے جانا نہیں تھا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی " معراج" خوشی کا جانا تھا' سیر و تفریح کا جانا تھا' اس لئے اوروں کو " اذھب" کہا گیا ' حضور صلی اللہ علیہ

وسلم کو" اسریٰ " کہا گیا جو سیر پر دلالت کرتا ہے۔

حضور کے بہت سے نام تھے کوئی نام نہ لے کر "بعبدہ" کیوں فرمایا؟

ایک وجہ تو "بعبدہ" کہنے سے یہ ہے کہ جسم کے ساتھ معراج ہونے کو بتایا جائے کیوں کہ "عبد" روح معہ جسم کو کہتے ہیں ' صرف روح کو عبد نہیں کہتے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام صرف آسمان پر اٹھالئے گئے تو نصاریٰ ان کو ابن اللہ کہنے لگے۔

اسی طرح کہیں امت محمدیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان بلکہ عرش پر جانے کے سبب سے خدا یا ابن خدا نہ کہہ دیں ' اس لئے پہلے ہی سے " بعبدہ" کہے کر یہ موقع ہی نہیں آنے دیا گیا۔
اس سے معلوم ہوا کہ اس امت پر کس قدر خدائے تعالیٰ کی محبت و شفقت ہے۔

" اسریٰ " میں خود لیل (رات) کا مفہوم شامل ہے پھر " لیلًا " اس لئے لایا گیا کہ " لیلًا " کی تنوین جو تقلیل کے لئے ہے اس سے یہ بتلایا جائے کہ تمام رات نہیں بلکہ رات کے تھوڑے سے حصہ میں واقعہ معراج ہوا۔
"اسری بعبدہ لیلًا "
معراج دن میں ہونا چاہیئے تھی رات میں کیوں ہوئی؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ خدائے تعالے نے دو جوہر پیدا کئے ' ایک "سیاہ " دوسرا" منور"۔

منور سے تمام نور نکال لیا ' اس کا بنایا دن' باقی سے دوزخ۔

اور سیاہ جوہر سے تمام سیاہی نکال لی ' اس سے بنائی رات' باقی جو نور ہی نور دہ گیا ' اس سے بنائی " جنت"

اس لئے جنت میں رات نہیں۔

اور دوزخ میں دن نہیں۔

دن دوزخ کا' رات جنت کا جز ہے۔

اسی لئے دن میں دوزخ کی طرح پریشانیاں اور افکارات۔

اور رات میں جنت کی طرح اطمینان اور سکون ہے۔

دن دوزخ کے جوہر سے بنا ہے اس لئے خدمت خلق کے لئے ہے۔

رات جنت کے جوہر بنی ہے اس لئے خدمت " خالق" کے لئے۔

"ظاہری معشوق" کا وصال بھی رات ہی میں۔

"حقیقی معشوق" کا وصال بھی رات ہی میں۔

ہر پچھلی رات کو آسمانِ دنیا پر اللہ تعالیٰ کے برآمد ہونے کی خبر دی گئی ہے' دن کے کسی حصّے میں برآمد ہونے کی خبر نہیں سنائی گئی ۔

ہر گنج سعادت کے خدا داد بہ حافظ	جو سعادت کے خزانے اللہ تعالیٰ نے حافظ کو دیئے ہیں '
امیمین دعائے شب و ورد سحری بود	وہ رات کی دعاؤں اور سحر کے وظیفوں کی برکت سے ہے۔

شبِ قدر جو ہزار ماہ سے افضل ہے وہ بھی رات ہی میں۔
انبیاء کی معراج بھی رات ہی میں ہوئی۔

" یہ وجوہات تھے کہ دن میں معراج نہ ہوئی "

فرمایا " من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی برکنا حولہ " مسجد حرام سے مسجد اقصا تک لے گیا۔ جس کے گرد اگرہم نے برکتیں کرر کھی ہیں۔

عرش پر لے جانا مقصود تھا تو مکہ معظّمہ ہی سے سیدھے عرش پر لے گئے ہوتے ' بیت المقدس لے جاکر پھر وہاں سے عرش پر لیجانے میں کیا حکمت تھی۔

پہلی حکمت

اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ بیت القدس ہر وقت دعا کرتا تھا کہ الہیٰ ! تمام پیغمبروں سے میں مشرف ہوچکا ' اب میرے دل میں کوئی آرزو باقی نہیں ہے ' اگر ہے تو یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم مُبارک دیکھوں ' ان کی ملاقات کے شوق کی آگ بے حد بھڑک رہی ہے ' بیت المقدس کی آرزو پوری کرنے کے لئے بیت المقدس لے جایا گیا۔

دوسری حکمت

دوسری وجہ بیت المقدس لے جانے کی یہ ہے کہ جب آپ معراج سے واپس ہوئے کفار نے انکار کیا ' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس دوڑے ہوئے گئے اور کہا لیجئے آپ کے دوست نے ایک عجیب وغریب خبر اڑائی ہے' حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا وہ کیا؟ کفار نے سارا واقعہ بیان کیا ' آپ نے فرمایا بالکل سچ ہے' جب ہی سے آپ کا لقب صدیق ہوا۔

عمر بھر میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بیت المقدس نہیں گئے تھے کفار نے امتحاناً ایک ایک بات وہاں کی پوچھنا شروع کی ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایک جگہ پھر کر تو دیکھا نہیں تھا' اس لئے خدائے تعالیٰ نے آپ کے سامنے سے تمام حجابات اٹھادئے' پورا بیت المقدس سامنے ہو گیا ' کفار جو بات دریافت کرتے وہ فوراً بتادیتے ' جو سعید تھے انھوں نے تو آپ کے معراج کی تصدیق کرلی ' اس طرح بیت المقدس جانا بھی معراج کی دلیل ہو گیا ' ورنہ معراج ہونے پر آپ کیا دلیل پیش کرتے کفار نے آسمان تو دیکھا نہیں تھا جو آسمانی واقعات دلیل بنتے' اس لئے پہلے آپ کو بیت المقدس لے جایا گیا ' پھر عرش' صرف بیت المقدس لے جانا مقصود نہیں تھا' اس لئے فرمایا " لنریہ من ایتنا " (تاکہ ہم ان کو کچھ عجائبات دکھلائیں)

تیسری حکمت

تیسری وجہہ یعنے حکمت یہ ہے کہ :۔جب زمین اور آسمان پیدا ہوئے تو زمین سے آسمان نے کہا مجھے خدائے تعالیٰ نے وہ بلندی دی ہے جو تجھے نصیب نہیں "والسماء رفعھا
زمین نے کہاِ جیسی تیری صفت اللہ تعالیٰ نے رفع سے بیان فرمائی ہے ویسے ہی میری صفت بھی

"بسط" سے کی ہے " واللہ جعل لکم الارض بساطا" (اللہ تعالیٰ ممین کو تمہارے لئے فرش بنایا)

آسمان نے کہاجب " آب نسیاں " مجھ کو عطا ہوتا ہے تو میں اس کو رکھتا نہیں بلکہ بخش دیتا ہوں۔

زمین نے کہاجب تو اپنی سخاوت کی تعریف کرتا ہے تو میں اپنے " حلم " کی تعریف کروں گی ' جس قدر بھی بوجھ مجھ پر ڈالا جائے میں اس کو سہہ لیتی ہوں۔

آسمان نے کہا مجھ میں " انوار " ہیں۔

زمین نے کہا مجھ میں " اسرار " ہیں جس کو وقتاً فوقتاً ظاہر کرتی رہتی ہوں'

آسمان نے کہا میں آفتاب اور مہتاب سے منور ہوں' اور تاروں سے جگمگاتا رہتا ہوں' شہاب ثاقب مجھ میں ہے جس سے شیطان پر رجم ہوتی رہتی ہے۔

زمین نے کہا تجھے کیا خبر نہیں کہ مجھ میں رنگ برنگ کے باغ و بہار ہیں اور خوشنما رخت' کہیں لالہ زار ہے تو کہیں گلاب کا چمن' اور طرح طرح کے پھول' جن کا رنگ علحدہ علحدہ' بو علحدہ علحدہ' کہیں پھول پر بلبل چہچہا رہا ہے تو کہیں قمریاں راگ گا رہی ہیں ' یہ لطف' یہ بہار' بھلا تیرے یہاں کہاں۔

زمین سے یہ باتیں آسمان نے سن کر طیش میں آکر کہا تو پرندوں کے آواز پر کیا فخر کرتی ہے' اری زمین سن مجھ میں فرشتے بستے ہیں جو رات دن خدائے تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے ہیں ' ہمیشہ خدا کا ذکر

مجھ میں ہوتا رہتا ہے ٗ فرشتوں کی یادالہیٰ کی گونج کے سامنے بھلا تیرے پرندوں کی آوازیں کچھ چیز ہیں ؟ تجھ میں گل و گلزار ہیں تو مجھ میں انوار کے باغ ہیں ٗ تجھ میں جیسے طرح طرح کے پھول ہیں ٗ ویسے ہی مجھ میں طرح طرح کے تارے جن کی شکل علحدہ اور اثر علحدہ ٗ جب رات کے اندھیرے میں مجھ پر تارے نکل آتے ہیں تو کچھ ایسی بہار معلوم ہوتی ہے کہ تیرے سارے باغ اس پر سے تصدق کرنے کے قابل رہ جاتے ہیں ٗ میرا عالم عالم ملکوت ہے ٗ تیرا عالم اے زمین عالم ناسوت ٗ مجھ پر ارواح بستی ہیں ٗ تجھ پر اجسام ٗ ارواح کے سامنے اجسام کوئی چیز نہیں ٗ عرش مجھ پر ہے ٗ کرسی مجھ پر ہے ٗ جبرائیل و میکائیل علیہما السلام کی جگہ میں ہوں ٗ اسرافیل علیہ السلام کا ٹھکانا میں ہی ہوں ٗ لوح و قلم مجھ میں ہیں ٗ بیت المعمور مجھ میں ہے۔

آسمان کی یہ تقریر سن کر زمین شرمندہ ہو گئی ٗ اسی شرمندگی ہیں ہزاروں سال گذر گئے ٗ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ تو زمین خوش ہو کر فخر سے کہنے لگی ٗ ارے وہ آسمان ! مجھ میں ”خاتم النبیین “ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے ٗ اب بتا تجھ کو مجھ پر کس بات کی فضیلت ہے اور کس چیز پر فخر ہے۔

یہ وہ پیغمبر ہیں کہ اٹھارہ ہزار عالم ان ہی کے وجود کا طفیلی ہے ٗ عالمِ ملکوت کے مقرب فرشتے ان ہی سے فیض لینے والے ہیں۔

جسم مطہر اسی خاک کا ہے

وطن و ٹھکانا بھی یہی خاک ہے

آسمان کو کوئی جواب نہ بن پڑا' مغلوب ہو ہو کر کچھ جواب نہ دے سکا۔ سال ہا سال تک یہی حالت رہی ' آسمان' اللہ کی درگاہ میں دعا کرنے لگا کہ اے اللہ ! ایک مرتبہ اپنے محبوب کو میرے اوپر لاتا کہ مجھے بھی فخر حاصل ہو۔

گر قدم رنجہ کند جانب کاشانۂ ما

اگر ہماری جھوپڑی کے طرف تکلیف فرما کر تشریف لائیں

رشک فردوش شوداز قدم ش خانۂ ما تو ہمارا گھر آپکی تشریف آواری سے رشک فردوں ہو جائے گا

۔

" اللہ تعالیٰ نے زمین اور آسمان دونوں کا مرتبہ برابر کرنے کے لئے آسمان پر آپ کو معراج عطا فرمائی "۔

چوتھی حکمت :

آسمان پر کروڑ ہا فرشتے ایسے تھے جو کسی طرح زمین پر نہیں آسکتے تھے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کے بیحد مشتاق تھے' وہ فرشتے ہر روز اللہ تعالے سے دُعا کیا کرتے تھے' الہٰی ہمیں بھی تیرے نبی آخرالزماں کی ملاقات سے مشرف فرما" اللہ تعالیٰ نے انکی دُعا قبول فرمائی ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم

کو عرش تک بلا کر فرشتوں کو آپ کی ملاقات سے مشرف فرمادیا۔

اس سے جو شرف صحابیت کا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حاصل تھا' وہی " ساتوں آسمان کے فرشتوں کو حاصل ہوا"۔

پانچویں حکمت :

جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے طرف بھیجنا چاہاتوآپ کو معجزہ دینے کے لئے فرمایا موسیٰ تمہارے ہاتھ کی لکڑی (عصا) زمین پر ڈالدو' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا زمین پر ڈال دیا ' وہ عصا بہت بڑا اژدہا ہو گیا 'موسیٰ علیہ السلام خود اس سے ڈر کر بھاگے حکم ہوا موسیٰ " خذھاولاتخف"اے موسیٰ اس کو پکڑو' ڈرو نہیں ' موسیٰ علیہ السلام نے اس کو پکڑ لیا ' ڈر نکل گیا ' پھر جب فرعون کیسامنے عصا کو سانپ بنائے تو ڈرے نہیں ' اگر یہ مشق نہیں کرائی جاتی تو فرعون کے سامنے خود ڈر کر بھاگتے تو معجزہ قائم نہیں رہ سکتا تھا۔

اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں بلا کر آسمانوں کی سیر کرائی گئی ' وہاں کے عجائب و غرائب دکھائے گئے' جنت و دوزخ بتائی گئی ' ثواب و عذاب کے مناظر آپ کے سامنے ظاہر کئے گئے۔

جب قیامت ہو گی تو سب کو نیا معلوم ہو گا' ہیبت و دہشت ایسی ہو گی کہ نفسی نفسی کہیں گے' چوں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا تو یہ دیکھا ہوا ہو گا۔اس لئے آپ کو نہ ہیبت ہو گی نہ دہشت'

اس لئے آپ امتی امتی فرماتے رہیں گے ، اطمینان سے عاصیوں کی شفاعت فرمائیں گے۔ آسمانوں پر بلائے جانے کا یہ بھی ایک راز تھا۔

چھٹی حکمت :

جب زلیخا کی بدنامی ہونے لگی ، مصر کی عورتیں طعنہ دینے لگیں تو زلیخا نے ان سب عورتوں کو دعوت دیکر بلایا ، ہاتھ میں میوہ اور چھری دی ، یوسف علیہ السلام کو ان کے سامنے لائی ، عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھتے ہی بجائے میوہ کے ہاتھ کاٹ لئے اور اپنی غلطی کا اقرار کیا اور کہا " حَاشَ لِلَّهِ مَا هَذَا بَشَرًا إِنْ هَذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ " (حاشا اللہ یہ انسان نہیں ہیں یہ تو بزرگ فرشتہ ہیں)۔

ایسا ہی تخلیق انسان کے وقت فرشتوں نے کہا " اتجعل فیہا من یفسد فیہا ویسفک الدماء " (کہ آپ ایسا انسان پیدا کرتے ہیں جو زمین میں فساد کرتے رہے گا اور آپس میں خون بہائے گا) تو جواب دیا گیا " انی اعلم مالا تعلمون " (تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کی حکمت میں جانتا ہوں تم کو اس کی خبر نہیں)

اس سے اشارہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طرف تھا کہ ان ہی مفسدوں کے نسل سے اور ان ہی تباہ کاروں کے اولاد سے دیکھو کیسا افضل البشر پیدا کرتا ہوں

اس وقت تو صرف اشارہ کر کے ڈال دیا ' پھر معراج میں حضرت کو آسمانوں پر بلا کر سب فرشتوں کو دکھایا تو مصر کی عورتوں کے طرح سب فرشتہ دنگ رہ گئے اور اپنی غلطی کا اقرار کر لیا۔

ساتویں حکمت :

آپ کو معلوم ہو گا کہ دلہن کو رخصت کرتے وقت دلہن کا ہاتھ دُلہا کے والد یا کسی بوڑھے بڑے شخص کے ہاتھ میں دیکر سونپتے ہیں۔

ایسے ہی اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام یا کسی اور فرشتے کے واسطے کے بغیر امت کو آپ کے سپرد کرنا چاہتے تھے بلکہ فرماتے ہیں :۔

" یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ امّت میں آپ کو سونپتا ہوں ' یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس امّت کو نہ دیکھنا ' مجھ سونپنے والے کو دیکھنا کہ کون سونپ رہا ہے ' باوجود سینکڑوں عیبوں کے ہم نے ان کو پسند کیا ہے ' باوجود عیبوں کے ہم ان پر عنایت کرتے ہیں ' آپ بھی ان پر شفقت کرتے رہیئے "۔

اسی واسطے سب نفسی نفسی کہیں گے ' آپ امّتی امّتی فرمائیں گے۔

آپ کے درجہء عالی کا تقاضہ تو یہ تھا کہ آپ " ربّی ' ربّی " فرماتے ' چونکہ امتی میں خود " ربّی " ' اس طرح مضمر ہے کہ امّت رب " کی سونپی ہوئی ہے ' اور دوست کی عطا کی ہوئی ہے اگر آپ امّت کا خیال نہ کرتے تو دوست کے عطیہ کی حقارت ہوتی ' قیامت میں آپ جو امّتی فرمائیں گے " رب

" کے خیال سے ہی فرمائیں گے ' آپ کا امّتی کہنا بھی " ربی " کہنے کی جگہ ہے۔

آٹھویں حکمت :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں کافروں سے سخت اذیتیں سہیں ' تسلی کے لئے آسمانوں پر بلاتے ہیں تاکہ معلوم کرائیں کہ آپ کا رتبہ یہ ہے کہ :۔

" بیت المقدس میں آپ امام انسان ہیں ' تو بیت المعمور میں امام ملائکہ " جب آپ کا یہ شرف ہے تو آپ کو ان کافروں کی ایذا کا کچھ خیال نہ کرنا چاہیئے۔

جمعہ دن بہت عظمت والا دن ہے ' خدا کا بہت پیارا دن ہے ' اس امّت پر خدا کی کس قدر شفقت ہے کہ قیامت جمعہ کے دن ہی ہو گی ' جمعہ تو تمہارا ہی دن ہے۔ اگر قیامت تمہارے دن میں آئے تو کیا غم ہے ' جمعہ تمہارا ہے تو تمہارے خلاف کیوں گواہی دے گا ' لیجئے ایک گواہ تو اس امّت کو مل گیا ' گواہ تو دو ہونا لازم ہے ' دوسرا دن کوئی ایسا بزرگ گواہ بننے کے قابل نہیں تھا ' اس لئے اللہ تعالٰی نے پیر کے دن کو بہت سی بزرگیاں عطا فرمائیں :۔

(1) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش پیر کے دن ہوئی۔
(2) حضرت کو نبوت پیر کے دن ملی۔
(3) ہجرت کا حکم پیر کے دن ہوا۔
(4) وفات شریف جو دراصل آپ کی امّت کے لئے بڑے مرتبے کا دن ہے ' وہ واقعہ بھی پیر

کے دن ہوا۔

(5) جس دن کی رات معراج کے لئے مقرر فرمائی گئی وہ بھی پیر کے دن کی تھی۔

پس پیر کے دن کو ایسی بزرگیاں دے کر جمعہ کے قریب قریب پہنچا یا ' تا کہ دوسرا گواہ بھی امّت کے لئے تیار رہے۔

اس طرح امّت کے نجات اور مغفرت کا پورا سامان کر دیا۔
ہفتہ میں دو دن اور دو راتیں اس امّت کے کالے اعمال کو نورانی بناتی ہیں ' تا کہ قیامت کے دن امّت کو" نور علی نور" بنا کر غیروں کے سامنے لائیں ' امّت کے رائی ' ذرّے ' ذرّے برابر نیک اعمال ان دنوں کی برکت سے نیکیوں کے پہاڑ بن کر سامنے آئیں گے۔

" یہ وجوہات تھے کہ پیر کی رات معراج کے لئے مقرر فرمائی "۔

مکہ معظّمہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں پر لیجانے کی جو باریک باتیں تھیں وہ اوپر گذر چکیں ' اب" لنریہ من اٰیتنا "کی تفسیر کرنا ہے۔
معراج میں بہت سی حکمتیں ہیں جن میں تھوڑی سی اوپر گذر چکیں ' منجملہ ان حکمتوں کے ایک حکمت" لنریہ من اٰیتنا " ہے

واقعہ معراج:

واقعہ یہ ہوا کہ :۔ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جگہ پر گذر ہوا' وہاں ابو جہل بیٹھا ہوا تھا'آپ کو دیکھ کر اٹھا اور اپنے مکان میں بلا کر لے گیا اور اس کوٹھری میں لے گیا ' جس میں سونا' روپیہ ' ریشم وغیرہ بھرا ہوا تھا' ابو جہل نے یہ چیزیں دکھا کر کہا' اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم ان تمام چیزوں کو چھوڑ کر فقر و فاقہ اختیار کرتے ہو اور دنیا سے بے رغبتی رکھتے ہو۔

اس پر خدائے تعالیٰ نے حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طرف وحی کی کہ :۔اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ابو جہل نے تمہیں اپنے گھر میں لیجا کر وہ چیزیں دکھائیں جو اس میں موجود تھیں ' میں آج کی رات آپ کو آسمانوں کی سیر کراتا ہوں اور اپنے گھر میں داخل کر کے وہ چیزیں دکھاتا ہوں جو اس میں موجود ہیں ' تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ ابو جہل کے گھر کو میرے گھر سے کچھ مناسبت بھی ہے ؟اس کا گھر فانی اور میرا ملک باقی ' فانی ' باقی کے سامنے پاسنگ.برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

اس لئے فرمایا ہم اپنے بندہ کو مکہ شریف سے بیت المقدس راتوں رات لے گئے" لنریہ من اٰیتنا " تاکہ ہم اپنے بندہ کو کچھ عجائبات قدرت دکھلائیں " انہ ہو السمیع البصیر "تو عجیب لطف دے رہا ہے۔

اس معراج کی عجیب سیر میں " بصیر " اللہ تعالیٰ دیکھ رہا تھا نگہبان تھا' ایسا ہے جیسے مسافر کو کہنا" اللہ نگہبان "۔

پھر معراج سے واپسی کے بعد منکروں کے بیہودہ سوالات اور شبہوں کا جواب " ہو السمیع " ہم سن رہے ہیں ' سے اس طرف اشارہ ہے کہ ان کو اس کی سزا بھگتنی پڑے گی۔

باب اوّل

پہلا باب ان واقعات کے بیان میں ہے جو مکہ معظّمہ سے بیت المقدس کی سیر میں پیش آئے ' اسی میں ضمنی طور پر " عالم برزخ " کی تفصیل بھی آئی ہے

آیئے اب معراج کی تفصیل سنئے اور " لنریہ من اٰیتنا " کی عملی تفسیر دیکھئے :۔

عجائبات قدرت دکھلانے کے لئے ستائیں 27 ' رجب پیر کی شب بھی عجیب شب تھی ' حضرت جبرئیل علیہ السلام پر یہ احکام نازل ہوئے :۔

پہلا حکم :۔

اے جبرائیل آج کی رات عبادت کی رات نہیں ہے ' اپنے عبادت خانہ سے نکلو ' آج تمہاری عبادت ایک خدمت کے صلہ میں معاف کی جاتی ہے۔

دوسرا حکم :۔

اے جبرائیل ، میکائیل سے کہو کہ تم بھی اپنے کاروبار چھوڑ دو۔

تیسرا حکم :۔

اور اسرافیل سے بھی کہو کہ صور رکھ دیں۔

چوتھا حکم :۔

عزاریل کو بھی یہ حکم پہنچاؤ کہ قبض اور ارواح بند کر دیں۔

پانچواں حکم :۔

فراشان قدرت کو حکم دو کہ نور کا فرش زمین اور آسمان میں بچھا دیں۔

چھٹا حکم :۔

عرش کو لباس قدس پہناؤ۔

ساتواں حکم :۔

رضوان سے کہو کہ جنت کو آراستہ و پیراستہ کرے، آئینہ بندی کرے، اور چمن آراستہ کرے۔

آٹھواں حکم :۔

حوروں سے کہو بناؤ سنگھار کر کے جواہرات کے طبق نثار کرنے کے لئے لے کر کھڑی رہیں۔

نواں حکم :۔

مالک سے بولو، دوزخ کے دروازوں کو قفل لگا دے۔

دسواں حکم :۔

تمام قبروں سے عذاب اٹھالو۔

گیارہواں حکم :۔

اور یہ ندا بھی کر دو کہ اے انعام و احسان کے حُلّو (لباس) تم رنگ برنگ کے ہو جاؤ۔

بارہواں حکم :۔

اے حورو! ناز و ادا سے اٹھکھیلیاں کرتی چلو۔

تیرھواں حکم :۔

اے آسمانو تم فخر و ناز کا پھریرا ہوا میں اڑاؤ۔

چودھواں حکم :۔

رحمت کے دروازے، چوپٹ کھول دو۔

پندرھواں حکم :۔

بلاؤں اور مصیبتوں کو اٹھادو۔

سولہواں حکم :۔

آدم و نوح، ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ (علیہم السلام) تمام پیغمبروں سے کہدو کہ تیار ہو کر ہمارے عظیم الشان مہمان کے استقبال کے لئے آگے بڑھو۔

سترہواں حکم :۔

اے جبرائیل لکھو کھا فرشتے جلو میں چلنے کیلئے ساتھ لیتے جاؤ۔

اٹھارواں حکم :۔

ایک براق بھی جنت سے لیتے جاؤ۔

جبرائیل (علیہ السلام) لرز گئے ' گھٹنے ٹیک کر عرض کیا ' الہیٰ کیا قیامت قایم ہو گی ؟ فرمایا نہیں بلکہ آج کی رات ہم اپنے حبیب کے ساتھ خلوت کریں گے۔

جبرائیل (علیہ السلام) وہ دیکھو مکہ میں حطیم کے پاس ہمارا پیارا لیٹا ہوا ہے اس کو جگاؤ اور عرش پر لے آؤ' دیکھو جبرائیل خبردار ان کو نہایت آہستگی سے جگانا' اگر وہ پوچھیں مجھے کس مقام تک جانا ہو گا تو کہہ دو اے نبی آپ کا سفر اس مقام تک ہو گا۔ جہاں تک کسی مخلوق کا وہم و گمان بھی نہ جا سکے۔

اے جبرائیل اپنے محمد کو میں نے ستائیں ۲۷ کی اندھیری رات میں اس لئے بلایا ہے کہ دنیا کے چاند کی روشنی تو سب دیکھ چکے ' ذرا میرے چاند کی چمک بھی دیکھ لیں فرش سے عرش تک ایک نور ہی نور ہو جائے گا۔

یہ حکم پاتے ہی جبرائیل علیہ السلام براق لینے چلے' ایک سے ایک اعلیٰ براق بنا ٹھنا کھڑا ہے' ہر ایک اپنے حُسن پر مغرور ہے ' ان سب میں ایک براق مغموم ایک کونے میں تھا جبرائیل علیہ السلام انتخاب کے لئے متحیر کھڑے تھے' خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا' جبرائیل اس مغموم کو لو' ہم کو عاجزی پسند ہے' جبرائیل علیہ السلام وہ براق اور جلو کا ساز و سامان لے کر مکہ معظّمہ کے طرف چل پڑے۔

موسیٰ علیہ السلام کو بھی معراج ہوئی ہے' تیس روزے رکھاتے ہیں ' مسواک کرنے سے روزوں سے پیدہ شد بو جب کم ہو گئی تو اور دس ۱۰ روزے رکھا کر بلاتے ہیں ' یہ عاشقوں کی معراج تھی

ذرا معشوقوں کی معراج دیکھئے ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم عشاء سے فارغ ہو کر سو رہے ہیں ' جبرائیل علیہ السلام آکر کھڑے ہیں مجال نہیں جو جگا سکیں ' جبرائیل علیہ السلام نے ادب سے اپنے رخسار حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تلوں سے ملتے ہیں اور دل میں کہتے ہیں کہ " آج یہ راز کھلا کہ میرا چہرہ کافور سے اسی واسطے بنایا گیا ہے کہ کافور کی سردی سے آپ بیدار ہوں " حضور صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہو کر پوچھتے ہیں کیوں جبرائیل علیہ السلام کیا بات ہے' جبرائیل علیہ السلام عرض کرتے ہیں ' حضور خدائے تعالیٰ نے یاد فرمایا ہے اور سلام کے بعد فرماتا ہے " میرے پیارے آج آپ کی وہ عزّت کرتا ہوں کہ آپ سے پہلے کسی کی ایسی عزت نہیں کی گئی نہ بعد آپ کے کسی کی ایسی عزت ہوگی ' اور آج آپ کا مرتبہ ایسا بلند کرتا ہوں کہ آج تک کسی نے سنا اور نہ کسی کے دل میں ایسے مرتبے کا خیال گذرا ' اور ایک مخفی راز بھی کہنا ہے جو میرے اور آپ کے درمیان ہوگا۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم' چلئے یہ رات آپ ہی کی رات ہے ' یہ دولت آپ ہی کی دولت ہے۔

بولا کیا شب ہے یہ اے محبوب رب ☆ حشر تک پھر آئے گی ایسی نہ شب
اب جلو میں آپ کے اے شہسوار ☆ یہ فرشتے آئے ہیں ستر ہزار
ہیں مزین نور سے ساتوں فلک ☆ ہیں تمام آراستہ حور و ملک
لے چلو تشریف اے نور خدا ☆ پیشوائی کو کھڑے ہیں انبیاء

ساتوں جنت آج ہیں آراستہ ☆ بجھ گئی ہے نارِ دوزخ جابجا
نہریں جنت کی ہیں جاری اب تمام ☆ اہل دوزخ پر ہے آج آتش حرام
حکم ہے خورشید پر یہ یا نبی ☆ طول سب راتوں سے ہو رات آجکی

یا نبی یہ ذکر بحر و بر میں ہے
آج مہمانی خدا کے گھر میں ہے

یہ عرض کرنے کے بعد حضرت جبرائیل علیہ السلام نے سینۂ مبارک کو چاک کر کے دل مُبارک کو تین زم زم سے دھو کر نور معرفت اور لاکھوں قسم کے انوار سے جو حضور رب العزّت سرکار سے حضرت کے لئے تحفہ لائے تھے، بھر کر قلب مُبارک کو آفتاب سے زیادہ چمکنے والا بنا دیا، پھر ایسے دل کو سینۂ مبارک میں رکھکر سینۂ مبارک درست کر دیا۔

جس طرح حضور کا دل معراج میں جانے کے لئے تین مرتبہ آب زم زم سے دھویا گیا اسی طرح امت کی معراج نماز ہے، نماز کے وقت تین تین مرتبہ وضوء میں اعضاء کا دھونا فرض اور مستحب ہوا۔

حضور نے غسل کا ارادہ فرمایا : حکم ہوا جبرائیل ہمارے نبی کو حوض کوثر کے پانی سے نہلاؤ، ایسے میں رضوان کوثر کا پانی لئے ہوئے حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم، نے اس کوثر کے پانی سے غسل فرمایا، پھر جنتی لباس حضرت کو پہنایا گیا، نورانی عمامہ سر پر باندھا گیا، جس پر بجائے گل

بوٹوں کے یہ نقش تھے۔

محمد رسول اللہ

محمد نبی اللہ

محمد خلیل اللہ

محمد حبیب اللہ

عبا پہن کر، چادر اوڑھ کر حضور جب برآمد ہوئے اس وقت کا نقشہ ایک عاشق نے یوں کھینچا ہے۔

قدرِ عنا کی ادا جامۂ زیبا کی پھبن ☆ سر مگیں آنکھ غضب ناک بھری وہ چیتون

وہ عمامہ کی سجاوٹ وہ جبینِ روشن ☆ اور وہ مکھڑے کی تجلی وہ بیاض گردن

وہ عبائے عربی اور وہ نیچا دامن ☆ دل ربا یانہ وہ رفتار وہ بیساختہ پن

مردہ بھی دیکھتے تو کرے چاک گریبانِ کفن ☆ اٹھ چلے قبر سے بے تاب زباں پر یہ سخن

مرحبا سید مکی مدنی العربی ☆ مرحبا ہمارے سردار مکہ مدینے والے عرب کے باعث فخر ' ہماری

دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی ☆ دل وجان آپ پر قربان آپ کا نام بھی کیا پیارا نام ہے۔

سواری کے لئے براق پیش کیا گیا ' جس وقت آپ نے براق کو دیکھا ' غمگیں ہو کر آنکھوں میں آنسو بھر لائے ' خطاب آیا ' جبرائیل یہ خوشی کا وقت ہے رنج کیسا ' میرے حبیب سے پوچھو کہ اس رنج وملال کا سبب کیا ہے ؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ! جبرائیل مجھے خلعت سرفراز ہوئی براق سواری کو آیا ' مقرب فرشتے استقبال کو آئے ' آج تو یہ سب کچھ ہے مگر کل قیامت کے دن میری امّت کے لوگ بھوکے پیاسے ننگے ' گناہوں کا بوجھ گردن پر رکھے ' بیکسی میں ہاتھ پھیلائے ہوئے بیچارے مصیبت کے مارے اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے ' پچاس ہزار برس کا قیامت کا راستہ ہوگا اور بیس ہزار برس کا پل صراط کا راستہ ہوگا ' یہ غریب کیوں کر طے کریں گے کس طرح قدم اٹھائیں گے ' جبرائیل یہ افکارات مجھے رلا رہے ہیں۔

حکم ہوا کہ

اے ہمارے رحمت العالمین ! آپ اس کا ہرگز غم نہ کیجئے ' جس طرح آپ کے در دولت پر براق بھیجا ہے ' اسی طرح قیامت کے دن آپ کے ہر امّتی کے قبر پر ایک براق بھیجوں گا جو پلک مارنے

میں قیامت اور پل صراط کا راستہ طے کر کے بہشت میں پہنچا دے گا۔

تب حضرت حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو کر سوار ہونے لگے تو براق کسی قدر تیزی اور شوخی کرنے لگا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے براق کے گردن پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ " اے براق تجھے شرم نہیں آتی " آج تو کس عالیشان پیغمبر کی سواری میں شوخی کرتا ہے' کیا تجھے خبر نہیں کہ آج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزماں تجھ پو سواری فرما رہے ہیں۔ براق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر اپنے شوخی پر نادم ہوا' اور غیرت سے پسینہ پسینہ ہو گیا۔

مندرجہ صدر واقعہ سے نصیحت

ایک جانور ایک مصلحت سے ذرا سی دیر اطاعت نہ کرنے پر کس قدر شرمندہ اور شرم سے پسینہ پسینہ ہوا' افسوس ہمارے حال پر کہ ہم صرف انسان ہی نہیں بلکہ مسلمان' اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں شامل اور شفاعت کے امیدوار رہ کر رات و دن کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت سے منھ موڑے ہوئے ہیں ' اس پر ہم کو کبھی غیرت آتی ہے نہ شرم و حیا ' کیا کبھی خوف سے ہمارے آنسو نکلتے ہیں یا شرم سے پسینہ آتا ہے' مسلمانو! جانور سے شرم و حیا سیکھو۔

براق نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم ! میری ایک درخواست ہے جس طرح آج میری پشت پر سوار ہو کر میری عزت بڑھائی اسی طرح کل قیامت میں بھی میری پشت پر سوار ہو کر عزّت دیں ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو قبول فرمالیا ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار ہو کر روانہ

ہوئے۔

اس وقت کی کیفیت کو کسی نے خوب کہا ہے ۔

مرکب اندازِ تجمل سے اٹھاتا تھا گام
نہ توآہستہ ہی چلتا تھا وہ تو تیز خرام

ملکُ و جن و بشر کرتے تھے جھک جھک کے سلام ئ حور و غلماں کی زبانوں پہ تھا جاری یہ کلام

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

غرض سواری چلی جارہی ہے ' جبرائیل علیہ السلام رکاب تھامے ہوئے میکائل علیہ السلام باگ پکڑے ہوئے' اور اسرافیل علیہ السلام غاشیہ بردار ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ان فرشتوں کی اس خدمت سے مجھے شرم آئی ' میں نے ان سے عذر کیا ' ان فرشتوں نے کہا یارسول اللہ ! ہم نے ہزاروں برس کی عبادت میں اس خدمت کو خریدا ہے' پھر فرشتوں نے کہا' حضور صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ یہ ہے کہ ہماری ہزاروں برس کی عبادت کے بعد ایک روز خدائے تعالیٰ نے ہم سے فرمایا اس عبادت کا کیا انعام چاہتے ہو' ہم نے

عرض کیا ' عرش پر تیرے نام کے ساتھ جن کا نام ہے انکی کوئی خدمت عطا فرما۔ حکم ہوا جب وہ پیدا ہوں گے تو میں ان کو مکّہ معظّمہ سے بیت المقدس لاؤں گا' اس وقت ان کی خدمت تم کو عطا کروں گا' یا رسول اللہ اس طرح یہ خدمت ہم کو عطا ہوئی ہے۔

ستر ہزار فرشتے سیدھے طرف' اور ستّر ہزار فرشتے بائیں طرف' ہر ایک کے ہاتھ میں عرش کے نور کی ایک ایک مشعل تھی ' باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک کے نور کا اور ہی عالم تھا۔ حکم ہوا جبرائیل (علیہ السلام) میرے حبیب کے چہرہ پر کئی ہزار پردے پڑے ہوئے ہیں ' پھر بھی نور کا یہ عالم ہے اچھا ذرا ایک پردہ تو اٹھاؤ' ایک پردہ کا اٹھنا تھا کہ نور کے جو لکھو کھا قندیلیں روشن تھیں ' حضرت کے نور کے سامنے ماند پڑ گئیں۔

اس نورانی کیفیت کے تائید میں حکایت

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی ' اس رات میں اپنے بستر پر سوتا تھا' آنکھیں جو کھلیں ' کیا دیکھتا ہونکہ تمام دنیا پر دن کی طرح روشنی پھیلی ہوئی ہے' یہ سماں دیکھ کر سر سے پیر تک کانپ اٹھا اور چاہا کہ لوگوں کو پکاروں کہ آج قیامت قائم ہو گئی ' دفعتاً غیب سے آواز آئی ' عثمان چپکے رہو' قیامت قائم نہیں ہوئی ہے' بلکہ آج محبوب حبیب کی طرف جارہا ہے۔

آگے پیچھے جلو میں لکھو کھا فرشتے درود و سلام پڑتے ہوئے چل رہے تھے ۔

انگلیاں اٹھنے لگیں دُور سے وہ آ پہنچا ☆ گردنیں جھکنے لگیں سجدہ کے خاطر ہر جا

سب لگے کہنے کہ ہے سایۂ ذاتِ یکتا ☆ آدمی ہم نے تو اس حسن کا دیکھا نے سنا

آدمی ہوتا تو اس ماہ کا سایہ ہوتا ☆ جس کا سایہ نہ ہو وہ نور خدا ہے بخدا

واہ کیا حسن ہے کیا شان ہے اے صلِّ علیٰ ☆ وجد کے حال میں پھر جھوم کے ہر ایک بولا

مرحبا سید مکی مدنی العربی ☆ دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

چاروں طرف سے آوازیں آرہی تھیں ' حضور ذرا ہمارے طرف توجہ کیجئے اور اپنا پیارا اور بزرگ چہرہ ہمارے طرف کیجئے اس جواب میں حضور نے ارشاد فرمایا ' کیا کروں جو بھی اس مقام پر پہنچتا ہے ' وہ خدا کے سوا اوروں کے طرف توجہ نہیں کرسکتا۔

معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منجملہ اور عالموں کے عالم برزخ کی سیر بھی کرائی گئی ' بہتر معلوم ہوتا ہے کہ عالم برزخ کی تشریح کردی جائے تاکہ حضور کے عالم برزخ کی سیر کے واقعات سمجھنے میں سہولت رہے۔

تشریح عالم برزخ

عالم تین ہیں :۔

(1) عالم دنیا

(2) عالم برزخ

(3) عالم آخرت

ہر کام نیک ہو یا بد کرنے کے بعد اس کا رنگ روح پر ٗ اور دل پر جمتا ہے ٗ اور عالم برزخ میں چھپتا ہے ٗ ہر ایک کام عالم برزخ میں اپنے مناسب شکل و صورت سے ظاہر ہوتا ہے ٗ اسی عالم برزخ کو قبر بھی کہتے ہیں ٗ عالم برزخ میں جس کی جو صورت بنتی ہے ٗ قیامت تک وہی رہتی ہے ٗ پھر قیامت میں جب یہ دونوں عالم (دنیا اور برزخ) فنا ہو جائیں گے ٗ کثافت کی چادر اتار کر سارا عالم لطیف اور نورانی ہو جائے گا تو عالم برزخ میں جس کام کی جو صورت بنی تھی ٗ وہ کامل طور پر ظاہر ہو جائے گی۔

اس لحاظ سے ہر نیک و بد کام کی موجود ہونے کے تین حالتیں ہوئیں :۔

(1) صدور

(2) ظہور مثالی

(3) ظہور حقیقی

اس کو فوٹو،فون کی مثال سے سمجھئے :۔

جب آدمی بات کرتا ہے تو اس کے تین درجے ہوتے ہیں :۔

پہلا درجہ۔ الفاظ منہ سے نکلے۔

دوسرا درجہ۔ منہ سے نکلے ہوئے الفاظ فوراً فوٹو فون (ریکارڈ) میں بند ہو گئے اور اس میں چھپ گئے۔

تیسرا درجہ۔ جب کنجی دیں اور ریکارڈ بجنے لگے تو بعینہٖ وہی الفاظ اور آواز ظاہر ہو جاتی ہے جو ریکارڈ میں بند ہوئی ہے۔

مذکورہ مثال کی تطبیق اس طرح ہوتی ہے :۔

پہلا :۔ الفاظ منہ سے نکلنا یہ ایک عالم۔ اس کی مثال عالم دنیا کی سی ہے۔

دوسرا :۔ فوٹو فون (ریکارڈ) میں الفاظ بند ہونا ایک عالم۔ اس کی مثال عالم برزخ کی سی ہے ۔

تیسرا :۔ اس سے یعنی ریکارڈ سے آواز نکلنا ایک عالم۔ اس کی مثال عالمِ قیامت کی سی ہے۔

کوئی شخص اس بات میں شک نہیں کرتا کہ جو الفاظ منہ سے نکلے تھے، وہی فوٹوفون (ریکارڈ) میں بند نہیں ہوئے، اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کرتا کہ ریکارڈ بجتے وقت وہ الفاظ نہ نکلیں گے جو ریکارڈ بھرتے وقت نکلے تھے۔

اسی طرح مسلمان کو اس میں شک نہیں کرنا چاہیے کہ جس وقت کوئی عمل نیک و بد اس سے ہوتا ہے وہ عالم برزخ میں نہ چھپے گا اور قیامت میں اس کا پورا ظہور نہ ہوگا، کیوں کہ قدرت کے کارخانے میں جو طریقہ مقرر کیا گیا ہے، اسکے خلاف نہیں ہو سکتا، ایسا ہی نیک و بد عمل کا جو طریقہ مقرر کیا گیا ہے اس کے خلاف بھی نہیں ہو سکتا۔

اسی کو اور ایک مثال سے یوں سمجھئے :۔

درخت پیدا ہونے کے تین درجے ہیں۔

(1) تخم ڈالنا
(2) درخت زمین سے نکلنا
(3) درخت بڑا ہو کر پھل پھول لگنا۔

ziaislamic.com

صاحبو! بغیر تخم کے کیا خود بخود درخت نکلتا ہے ' اور بغیر درخت کے پھل پھول لگ جاتے ہیں ' نہیں صاحبو' ہرگز نہیں ' یہ سب تخم ڈالنے کا نتیجہ ہے۔

ایسا ہی عمل کرنا تخم ڈالنا ہے۔

عالمِ برزخ میں چھپنا درخت نکلنا ہے۔

قیامت میں اعمال کے آثار کامل کا ظاہر ہونا' پھل پھول لگنا ہے۔

تخم میں پھل' پھول' پتے' ڈالیاں سب موجود ہوتے ہیں ' مگر نظر نہیں آتے' جب تخم زمین میں ڈالا گیا اور درخت بنا تو اب پتے وغیرہ ظاہر ہوتے ہیں ' ایسا ہی نیک و بد عمل میں عذاب و ثواب سب کچھ موجود ہے مگر نظر نہیں آتا' قبر اور قیامت میں ظاہر ہوں گے۔

نہ جاننے والے کو تخم اور درخت میں کچھ مناسبت نہیں معلوم ہوتی ' مثلاً املی کے درخت اور اس کے تخم کو سونچیئے' نہ جاننے والا کہے گا اتنے چھوٹے تخم میں اتنا بڑا درخت کیسے ہو سکتا ہے مگر تجربہ کار سمجھ جائے گا کہ یہ اسی تخم کا درخت ہے۔

جس طرح تخم دیکھنے اور درخت نہ دیکھنے والے کو اس کا اعتبار نہیں آتا کہ اس تخم کا یہ درخت ہے، ایسا ہی ہم کو اعمال کے نتیجہ کا جو قبر اور قیامت میں ظاہر ہوگا، چونکہ دیکھا نہیں ہے ہرگز اعتبار نہیں آتا۔

اعتبار کرنے کی صورت یہ ہے کہ تخم دیکھنے اور درخت نہ دیکھنے والے کو جس شخص نے درخت دیکھا ہے اس کا اعتبار کرنا چاہیے، ایسے ہی ہمارے چھوٹے چھوٹے نیک و بد اعمال کی جو بڑی بڑی صورتیں قبر و قیامت میں ظاہر ہونگی، ان کو پیغمبروں نے دیکھا ہے ہم کو ان کا اعتبار کرنا چاہیے۔

عالمِ برزخ کی اس تشریح کے بعد معراج شریف کے واقعہ کا وہ حصہ شروع ہوتا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم برزخ کی سیر کرائی گئی۔

عالم برزخ کی تشریح میں معلوم ہو چکا ہے کہ عالم دنیا کے ہر ایک نیک و بد عمل کے اشکال عالم برزخ میں ظاہر ہوتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ اشکال اس طرح دکھلائے گئے :۔

عالم برزخ کی شکل (۱)

ایک مقام پر آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک بدنصیب قوم سخت تکالیف میں مبتلا ہے، انھیں زمین پر چت لٹا رکھا ہے اور ان کے سروں کو بڑے بڑے وزنی پتھروں سے کچلا جاتا ہے، اُدھر سر کچلا گیا، اِدھر فوراً صحیح و سالم ہو گیا، پھر کچل دیا گیا، بدستور یہی حالت چلی جاتی ہے اس کا سلسلہ ذرا بند نہیں

ہوتا' اس حالت کو دیکھ کر بہت افسوس کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ' جبرائیل یہ کون بدنصیب لوگ ہیں ' انھیں یہ سزا کیوں دیجارہی ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضرت یہ وہ لوگ ہیں جو نماز پانچ وقت کی نہیں پڑھتے تھے ' جمعہ اور جماعت کے لئے مسجد میں نہیں آتے تھے یا رکوع و سجود پوری طرح نہیں کرتے تھے'' جو سر خدا کے سامنے نہیں جھکتا تھا وہی سر یہاں کچلا جارہا ہے''۔

یہ خوف ناک واقعہ دیکھتے ہوے آگے تشریف لے چلے ' تھوڑی دُور چل کر آپ ملاحظہ فرمائے کہ :۔

عالم برزخ کی شکل (2)

کچھ لوگ ننگے منگے کھڑے ہیں ' صرف ان کی ستر اور شرم گاہ پر دھجیاں سی پڑی نظر آتی ہیں ' اس حالت میں ان کی یہ کیفیت ہے کہ دوزخ کے جنگل کی گھانس' کانٹے' پتھر' انگار' سب کچھ کھاجا تے ہیں مگر پیٹ نہیں بھرتا' اس حالت کو ملاحظہ فرماکر آپ نے پوچھا' جبرائیل (علیہ السلام) یہہ کون لوگ ہیں اور کس عمل کی ان کو یہ سزا مل رہی ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دیا کرتے تھے ' زکوٰۃ کا مال دینے کی چیز نہ دیکر آپ ہی کھالیا کرتے تھے ' اسکی سزا میں کنکر' پتھر' انگار جوانکے کھانے

کی چیز نہیں ہے انھیں کھلائی جارہی ہے " سچ ہے جیسی کرنی ویسی بھرنی "۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ غمناک حادثہ دیکھتے ہوئے آگے چلے ' تب ایک اور عجیب واقعہ ملاحظہ فرمایا کہ :۔

عالم برزخ کی شکل (3)

ایک جگہ کچھ عورتیں اور مرد جمع ہیں ' انکے سامنے اچھا نفیس گوشت نہایت عمدہ پکا ہوا رکھا ہے ' دوسرے طرف کچا بدبو دار گوشت پڑا ہوا ہے ' انھیں حکم ہوتا ہے کہ یہ نفیس گوشت کھاؤ ' مگر وہ بدنصیب لوگ وہ عمدہ گوشت چھوڑ کر وہ کچا سڑا ہوا مردار گوشت کھا رہے ہیں ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حالت دیکھ کر ان نالائقوں کے ناجائز فعل پر نہایت نفرت کرتے ہوئے دریافت فرمایا ' جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں اور یہ کیوں ایسا کرتے ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ مرد ہیں جنکے پاس حلال و پاک بی بی ہوتے ہوئے بھی دوسری عورت سے حرام وزنا کرتے تھے ' رات بھر حلال بیویوں کو ترستا چھوڑ کر ناجائز عورتوں کے پاس راتیں گذارتے تھے۔

اسی طرح یہ وہ خبیث عورتیں ہیں کہ جن کے پاس حلال خاوند ہیں مگر ان بد عورتوں نے اپنے خاوندوں سے بے رغبت ہوکر غیروں سے رغبت اختیار کی تھی ' ان کے عمل کی یہ صورت عالم

برزخ میں بنی ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب آگے چلے تب آپ کو ایک بڑا گڑھا اور خوفناک بھڑکتی ہوئی آگ سے بھرا ہوا کنواں جس میں آگ جوش مار رہی تھی نظر آیا ' اس میں ننگے مرد اور عورت جلتے ہوئے اوپر آتے ہیں ' پھر نیچے اس کی تہہ میں جاتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں ' عرض کیا گیا کہ حضور یہ وہی زانی ' اور بدکار مرد 'عورت ہیں ' جن کو حضور نے ابھی ملاحظہ فرمایا تھا' یہاں خیال کی بھی صورت ہو جاتی ہے' وہ ان کے ناپاک خیال کی مثال حضرت نے ملاحظہ فرمائی تھی : یہ ان کے عذاب کی کیفیت آپ دیکھ رہے ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے آگے چلے تھوڑی دُور کے بعد کیا دیکھتے ہیں کہ :۔

عالم برزخ کی شکل (4)

سر راہ چند لوگ آگ کی سولیوں پر لٹکے ہوئے ہیں ' کانٹوں دار درخت کے طرح ان کی حالت ہے جو کوئی ان کے پاس سے گذرتا ہے فوراً وہ ان گذرنے والوں کے کپڑے اور سر کے بال نوچ لیتے ہیں ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرائیل (علیہ السلام) یہ کیا ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور یہ وہ لوگ ہیں جو راستہ پر بیٹھتے تھے' اور راستہ چلنے والوں کو ایذا دیتے تھے' آنکھ سے اشارہ کرتے تھے' اور زبان سے گالیاں دیتے تھے' لوگوں پر ہنستے تھے

۔

اسکے بعد کچھ دُور جا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمایا :۔

عالم برزخ کی شکل (5)

ایک شخص نہایت کمزور ناتوان ہے اور ایک بڑا گٹھا لکڑیوں کا باندھ کر چاہتا ہے کہ اس بھاری گٹھے کو سر پر اٹھائے' مگر وزنی ہونے کے سبب اٹھا نہیں سکتا' جب اس سے وہ گٹھا نہ اٹھا تو بجائے لکڑیوں کو کم کرنے کے لکڑیاں اور زیادہ کرتا ہے' اور پھر اٹھانا چاہتا ہے' اسی طرح ہر دفعہ وزن زیادہ ہی کرتا جاتا ہے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اے جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون بے عقل شخص ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا' یہ وہ خیانت کرنے والا شخص ہے جو تھوڑی سی امانتوں کا بوجھ اٹھا نہیں سکتا تھا مگر اور امانتوں کے زیادہ کرنے کی کوشش کرتا تھا' آخر اسی حالت میں ہلاک ہو گیا' یہ ایسا حریص شخص تھا' مال اتنا جمع کرتا تھا کہ اس کے حقوق ادا نہیں کر سکا۔ لیکن اور مال زیادہ کرنے کی ہی حرص کرتا رہا۔

آگے چل کر ملاحظہ فرمایا کہ :۔

عالم برزخ کی شکل (6)

ایک جماعت ہے جنکے منھ ، زبان اور ہونٹ آگ کے قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں ، حضرت نے دریافت فرمایا یہ کون ہیں :۔ عرض کیا گیا ، حضور یہ لوگ حاکموں کو رعایا کے طرف سے جھوٹی خبریں پہنچا کر لوگوں پر ظلم کرایا کرتے تھے۔ آگے چلے اک اور عجیب واقعہ نظر آیا۔

عالم برزخ کی شکل (7)

بعضے لوگوں کی حلق چیری جا رہی ہے اور ان کے منھ میں چھریاں ماری جا رہی ہیں ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ، ان لوگوں نے کیا قصور کیا ہے۔

عرض کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ واعظ ہیں جو لوگوں کو وعظ کہتے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے۔

اس واقعہ کے بعد حضرت نے ملاحظہ فرمایا کہ :۔

عالم برزخ کی شکل (8)

ایک میدان میں نہایت چھوٹا سوراخ ہے ، اس ننّھے سوراخ میں بڑے موٹے بیل باہر نکل کر پھر اسی سوراخ میں واپس جانا چاہتے ہیں لیکن جا نہیں سکتے ، حضور نے ارشاد فرمایا جبرائیل یہ کیا واقعہ ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا ، حضور یہ مثال اس شخص کی ہے جو چھوٹے منھ سے بڑی بات نکالتا ہے ، ایک کلمہ جو بظاہر چھوٹا سا نظر آتا ہے مگر فساد اس کا زیادہ ہوتا ہے ، فساد کے خوف سے یہ

شخص اس کلمہ کے کہنے سے نادم ہو کر وہ کلمہ واپس لینا چاہتا ہے مگر واپس نہیں لے سکتا۔

مذکورہ واقعہ سے نصیحت

انسان کو اپنا پیٹ حکمت اور فضیلت سے بھرنا مناسب تھا مگر افسوس یہ کہ بے خبر لوگ اپنا پیٹ فسادی باتوں سے بھرتے ہیں ' جس طرح زمین کے اس سوراخ سے جس کا ذکر اوپر ہوا' بیلوں کا نکلنا محال اور مشکل ہے' ایسا ہی عقل کے نزدیک انسان کے منہ سے ایسی خراب اور گتنہ انگیز باتوں کا نکلنا محال ہونا چاہئے لیکن یہ لوگ سمجھتے نہیں کہ ذرا ذرا سی باتوں سے کیا فساد برپا ہوتا ہے' چھوٹی سی بات '' مرکہنے بیل '' کی طرح مخلوق کو مارتی اور اذیت دیتی ہے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آگے چلی ' تب آپ کو ایک جماعت نظر آئی ' جن کے پیٹ برج کی طرح بڑے ہیں اور شیشے کی طرح صاف اور پیٹ کے اندر سانپ بچھو بھرے ہوئے ہیں اور ان کو کاٹ رہے ہیں ' ہاتھوں میں آگ کے طوق اور پاؤں میں آگ کی بیڑیاں پڑے ہیں ' جب کوئی ان میں سے اٹھنا چاہتا ہے تو پیٹ کے بوجھ سے فوراً گر پڑتا ہے۔ تھوڑی دیر میں ایک مہیب شکل کا گھوڑا ان کے پیٹوں کو کچلتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ بہت روتے ہیں ' شور غل مچاتے ہیں اور بھی طرح طرح کا عذاب ان کے نیچے اوپر گھیرے ہوئے ہیں ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبرائیل یہ کون لوگ ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ سود فوار ہیں جو قیامت تک عالم برزخ میں اسی عذاب میں مبتلارہ کر قیامت میں اسی صورت سے اٹھیں گے۔

واقعہ مذکورالصدر سے نصیحت

یعنی سود خور شخص کے جس قدر سود لینے کے خیالات وسیع ہوتے ہیں وہ سود در سود لے کر بھی جی نہیں بھرتا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی نیت کے انداز سے ان کا پیٹ برج کے برابر کر دیا اور سود کا پیسہ جو انھوں نے کھایا وہ سانپ اور بچھو بنا کر ان کے پیٹ میں بھر دیا۔

یہ واقعہ ملاحظہ فرمانے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم افسوس فرماتے ہوئے آگے تشریف لے چلے ' تھوڑی سی دُور جا کر کیا ملاحظہ فرماتے ہیں کہ :۔

عالم برزخ کی شکل (9)

ایک جماعت ہے انکے منھ اونٹوں کی طرح ہیں اور فرشتے انکے منھ چیر کر بڑے بڑے انگارے ان کے منھ میں ڈال رہے ہیں وہ انگارے ان کے حلق سے اتر کر فوراً پاخانے کے راستہ سے باہر نکلتے ہیں ' انگاروں کے حلق سے اترتے اور پیٹ سے باہر نکلتے وقت نہایت درد ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہ لوگ چیخ چیخ کر روتے ہیں ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ یہ کون لوگ ہیں۔

عرض کیا گیا یہ یتیموں کا مال کھانے والے ہیں ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں وہ گویا انگارے کھاتے ہیں ' یہ لوگ قیامت تک اسی عذاب میں مبتلا رہیں گے۔

عالم برزخ کی شکل (10)

ارشاد ہوا کہ جب میں آگے بڑھا ' کیا دیکھتا ہوں کہ عورتوں کی ایک جماعت ہے جن کی پستانیں بڑھی ہوئی لٹک رہی تھیں اور آگ کے کوڑوں سے ماری جا رہی تھیں ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون عورتیں ہیں۔

عرض کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ بدکار عورتیں ہیں جو حرام کے بچے جن کر انھیں قتل کر دیا کرتی تھیں ' یا ان میں وہ عورتیں ہیں جو غیر کی اولاد کو دودھ پلا دیتی تھیں اور یاد نہیں رکھتی تھیں نہ اہتمام کرتی تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ آگے جا کر نکاح ہو جاتا تھا۔

یہ حسرتناک واقعہ ملاحظہ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آگے چلی ' کچھ دور جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا۔

عالم برزخ کی شکل (11)

چند آدمی ایک جگہ جمع ہیں فرشتے ان کے جسموں کا گوشت کاٹ کر ان ہی کو دیتے ہیں تا کہ کھائیں ' اور کہتے جاتے ہیں کہ جس طرح تو نے دنیا میں اپنے بھائیوں کا گوشت کھایا تھا اسکی سزا میں آج تجھے اپنا گوشت کھانا پڑے گا ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام یہ کون

لوگ ہیں جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ غیبت کرنے والے ہیں ان کو قیامت تک یہی عذاب ہوتا رہے گا' قیامت تک یہ اپنا گوشت آپ کھاتے رہیں گے۔

عالم برزخ کی شکل (12)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں آگے بڑھا' ایک جماعت کو دیکھا جن کا منھ کالا' اور آنکھیں نیلی ہیں ' نیچے کا ہونٹ زمین پر گھسیٹتا ہے' اوپر کا ہونٹ ان کے سر پر رکھا ہوا ہے پیپ 'لہوان کے منھ سے جاری ہے' جس کے بو میدان سڑا جاتا ہے آگ کے پیالوں میں دوزخ کا کھولتا ہوا پیپ' لہو زبردستی انکو پلایا جارہا ہے اور یہ لوگ گدھوں کی طرح آواز نکال رہے ہیں ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کون لوگ ہیں۔

عرض کیا یہ ناپکار سیندھی شراب پینے والے ہیں۔

عالم برزخ شکل (13)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ آگے چل کر میرا گذر ایک جماعت پر ہوا' جن کے منھ سوّر کی طرح تھے' ان کی زبانیں پیٹ پر لٹک رہی تھیں ' اور وہ سخت عذاب میں مبتلا تھے' میں نے دریافت کیا یہ کون ہیں۔

عرض کیا گیا ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ جھوٹی گواہی دینے والے لوگ ہیں۔

عالم برزخ کی شکل (14)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پھر میرا گذر ایسی عورتوں پر ہوا جن کو آگ کے کپڑے پہنا کر آگ کے کوڑے مارے جارہے تھے' ان کوڑوں کی تکلیف سے یہ عورتیں کتوں کی طرح روتی اور غل مچاتی تھیں ' میں نے دریافت کیا جبرائیل یہ عورتیں کون ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ خاوندوں کو ستانے والی عورتیں ہیں ' ان ہی میں اُن مردوں کو بھی عذاب ہو رہا تھا جو عورتوں کو ستاتے تھے' خصوصاً ایک شخص کو دیکھا جس کا آدھا دھڑ گرا ہوا ہے اور اس پر عذاب ہو رہا ہے' پوچھا یہ کون ہیں ' کہا گیا یہ وہ شخص ہے جس کی دو منکوحہ عورتیں تھیں اور وہ ان میں عدل نہیں کرتا تھا۔

عالم برزخ کی شکل (15)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں اس کے بعد جب آگے بڑھا تو ایک جماعت نظر آئی ' جو آگ میں جلائی جاتی تھی ' ادھر جل چکی ' ادھر پھر زندہ ہو گئی ' پوچھا جبرائیل یہ کون ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ ماں باپ کے نافرمان ہیں ' جس طرح انھوں نے ماں باپ کی نافرمانی کر کے ان کو جلایا تھا یہاں خود جل رہے ہیں اور اسی طرح یہ قیامت تک جلتے رہیں گے۔

عالم برزخ کی شکل (16)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اس کے آگے جب میں چلا تو ایک جماعت کو دیکھا کہ فرشتے انھیں چھروں سے ذبح کر رہے ہیں ` ان کے حلقوں سے نہایت بدبو دار سیاہ خون نکل رہا ہے ۔یہ لوگ مر کر پھر اسی وقت زندہ ہو جاتے ہیں ` اور پھر ذبح کئے جاتے ہیں ` پوچھا جبرائیل یہ کون ہیں۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ قاتل خونی ہیں جنھوں نے ناحق خون کئے تھے` اس کی سزامیں یہ ہمیشہ ذبح ہوتے رہیں گے۔

عالم برزخ کی شکل (17)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ دیکھنے کے بعد جب آگے بڑھا تو ایک جماعت کو دیکھا کہ پہاڑوں کے برابر دو ۲ پتھروں کے درمیان پیسے جا رہے ہیں ` حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ کون لوگ ہیں۔

عرض کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم` یہ مغرور` تکبر کرنے والے لوگ ہیں ` ان کا غرور قیامت تک اسی طرح توڑا جائے گا۔

عالم برزخ کی شکل (18)

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے چل کر ملاحظہ فرمایا کہ ایک جماعت مقید ہے انکے جسم کے منافذ (سوراخ) یعنے آنکھ ' کان ' اور ناک سے آگ شعلے نکل رہے ہیں ' زبردست فرشتے جن کے ہاتھ میں آگ کے کھم ہیں ' وہ کھم اس قدر بھاری ہیں کہ اگر پہاڑ پر رکھے جائیں تو پہاڑ پگھل جائیں ' ان کھموں سے ان پر وہ فرشتے عذاب کر رہے ہیں ' پوچھا یہ کون ہیں۔

عرض کیا گیا منافق ہیں۔

عالم برزخ کی شکل (19)

آگے چلے تو ملاحظہ فرمایا کہ ایک شخص ہے کہ ڈول باؤلی یعنے کنویں میں ڈالتا ہے ' بڑی محنت سے کھینچتا ہے مگر وہ ڈول اوپر خالی آتا ہے ' ایسا ہی کرتے ہوئے عذاب میں مبتلا ہے ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ کون ہے۔

عرض کیا گیا یہ ریاکار لوگ ہیں عبادت تو کرتے ہیں مگر لوگوں کے دکھانے کے واسطے کرنے سے ثواب سے خالی ہیں۔

آگے کیا ملاحظہ فرماتے ہیں کہ :۔

عالم برزخ کی شکل (20)

ایک قوم کھیتی کر رہی ہے لیکن عجب قسم کی وہ کھیتی ہے کہ اِدھر ہل چلایا اور کھیت بویا اُدھر کھیت پختہ ہو کر تیار ہوا، اور فوراً کٹ کر غلّہ کا ڈھیر لگ گیا ، یہ عجیب واقعہ ملاحظہ فرما کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، جبرائیل (علیہ السلام) یہ کون لوگ ہیں ، یہ کھیتی کیسی ہے۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ وہ لوگ ہیں جو خدا کے راستے میں جان، مال، اسباب، روپیہ ، پیسہ ، خرچ کرتے تھے، ان کے اعمال کے ثواب اور نیک عملوں کی ترقی کی یہ صورت ومثال ہے، کبھی انکے کھیت ختم نہیں ہوں گے ، کیونکہ ان لوگوں نے ایسا ہی عمل کر نیکی نیت کر رکھی تھی ، اس لئے ہمیشہ ثواب ان کو پہنچتا رہے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالم برزخ کے ان تمام عجیب وغریب واقعات کو ملاحظہ فرماتے ہوئے آگے چلے، یکا یک ایک عورت بہترین لباس پہنے ہوئے سونے کے زیوارات سے آراستہ ہو کر طرح طرح کے بناؤ سنگار کے ساتھ آپ کے سامنے آئی اور عرض کیا خصور صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے کچھ عرض کرنا ہے چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم تھے، اس لئے غیر عورت کے طرف بالکل مائل نہیں ہوئے، جب سواری آگے نکلی تب :۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو معلوم ہے کہ یہ عورت کون تھی ، حضرت یہ دنیا تھی ، بڑی زینت اور اہتمام سے آج حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حاضر ہوئی تھی ، اگر آج اس سے کلام فرماتے یا کچھ بھی اسکے طرف توجہ کرتے تو حضرت صلی ا اللہ

علیہ وسلم کی ساری امّت دنیا کے بندے ہو کر آخرت کو بالکل چھوڑ دیتی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نے یہ کلام ابھی پورا نہیں کیا تھا کہ حضرت کے سامنے ایک بڑھیا بد شکل گذری جس کو دیکھ کر نفرت ہوتی تھی ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ جبرائیل یہ بڑھیا کون تھی :۔

جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ بھی وہی دنیا تھی ، پہلی صورت دھوکہ دینے کی تھی ، جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ نہ فرمائی تو اب اپنی اصلی شکل سے آپ کے سامنے آئی۔

معراج شریف کے مذکورہ بالا واقعہ سے نصیحت

جس طرح دنیا پہلی مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بناوٹی صورت بنا کر حاضر ہوئی تھی اسی طرح خاصانِ خدا کے سامنے بھی آتی ہے جب وہ اسکے طرف توجہ نہیں کرتے تب انکو اپنی اصلی صورت دکھا کر انکی نفرت بڑھاتی ہے اور جو کم ہمت اور پست حوصلہ ہوتے ہیں ، وہ اسکی بناوٹی صورت پر فریفتہ ہو جاتے ہیں ، آخرت کو بھول کر دنیا کی طرح طرح کی مینت پر مبتلا ہو جاتے ہیں۔

حضرت کو معراج شریف میں جن اشکال میں دنیا نظر آئی تھی ' ایک حکایت سے اسکی توضیح اور اس سے نصیحت

حکایت :۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دنیا کو اس طرح دیکھا کہ منھ کے طرف نہایت عمدہ اور زینت کا لباس ہے مگر پیٹھ کی طرف پھٹے پرانے کپڑے ہیں اور ایک ہاتھ جو ظاہر نظر آتا ہے وہ نہایت خوش رنگ حنا سے رنگین ہے اور جو ہاتھ کپڑوں کے اندر چھپا رکھا ہے وہ خون میں رنگین ہے' حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا دنیا ! یہ دورنگی کیسی ' دنیا نے عرض کیا کہ جس نے میرا منھ دیکھا پیٹھ نہیں دیکھی وہ ہمیشہ میرا عاشق اور طالب رہا ہے' اور جس بندے کو میری پیٹھ نظر آئی وہ مجھ پر لعنت کرتا ہوا بھاگتا ہے لیکن میں اپنے عاشق کو شروع میں ظاہری زینت اور مہندی سے رنگین ہاتھ دکھا کر اپنا فریضتہ بناتی ہوں' اس کے بعد اس کا گلا کاٹ کر دوسرا ہاتھ اس کے خون سے رنگ لیتی ہوں' ہمیشہ سے میرا یہی طرز عمل رہا ہے ۔

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا

مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے
دنیا نہیں کسی کی ہمیشہ قیام گاہ

ziaislamic.com

جو ہے یہاں وہ تیر قضا کا نشاں ہے
دنیا میں کوئی داغ سے خالی جگر نہیں
بے داغ چرخ پر بھی روشن قمر نہیں
دنیا نہیں کچھ بھی جو دیکھا بچشم غور
اس پر وہ مبتلا ہے کہ جس کو نظر نہیں

اس کو ملاحظہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے چلے ' آپ کے سامنے ایک بوڑھا آیا اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بائیں جانب سے پکارا' یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ذرا میری بات سن لیجئے " آپ راستہ بھول گئے ہیں " آپ نے اسکی طرف بھی توجہ نہیں فرمائی تب داہنے طرف سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کان میں آواز آئی ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کچھ میری بھی سن لیجئے آپ نے اب بھی کچھ توجہ نہیں فرمائی ' ایسا ہی آگے سے ندا آئی اور پیچھے سے بھی ' آپ نے کسی کی طرف توجہ نہیں فرمائی اور سیدھے چلے گئے۔

کچھ دور جا کر حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس بوڑھے نے آپ کو پہلے پکارا تھا وہ یہود کے دین کی روح تھی ' اور دوسرا پکارنے والا نصاریٰ کے دین کی روح تھی ' اور سامنے سے پکارنے والا مشرکوں کا دین تھا اور پیچھے سے پکارنے والا آتش پرستوں کا دین تھا' اگر آج آپ ان کے طرف کچھ بھی توجہ فرماتے تو آپ کی امت یہودی اور نصرانی اور مشرک و آتش پرست ہو جاتی ' الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے حضرت کی امت کو بچالیا۔

ziaislamic.com

مذکور الصدر تمام داعیان کو دکھانے اور آپ کا ان کے طرف متوجہ نہ ہونے میں حکمت یہ تھی کہ :۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر آزردہ رہتے تھے کہ معلوم نہیں میرے بعد میری امّت کی کیا حالت ہوتی ہے ٗ دین اسلام پر قائم رہتے ہیں یا برگشتہ ہو جاتے ہیں ٗ معراج میں آپ کو امت کے بارے میں طرح طرح سے تسلی دینے کے لئے بلایا گیا ہے منجملہ اور تسلیوں کے ایک یہ بھی تسلی دینا منظور تھا کہ آپ کی امّت کو اپنے کرم سے اللہ تعالیٰ اسلام پر ثابت قدم رکھے گا۔

ان واقعات کے ملاحظہ فرمانے کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری چلی جارہی تھی کہ اثناء راہ میں پاکیزہ اور ٹھنڈی ہوا اور مشک کی خوشبو آئی ٗ اور آپ نے ایک آواز بھی سنی ٗ کوئی کہتا ہے کہ :۔

اے اللہ تو نے مجھ سے جو وعدہ کیا ہے وہ جلدی عطا فرمادے کیوں کہ اب میرے پاس سامان عیش وآرام کثرت سے موجود ہو چکا ہے میرے پاس بالا خانہ ٗ اور استبرق اور حریر اور سندس اور عبقری اور موتی ہوں گے ٗ اور چاندی سونے کے گلاس اور تشتری ٗ دستہ دار کوزے اور سواریاں ٗ شہد اور پانی اور دودھ اور شراب بہت جمع ہو گئے ہیں ٗ ان کے برتنے والے جلدی بھیج۔

اس کے بعد یہ ارشاد بھی سنائی دیا کہ :۔

" خوش ہو جاؤ کہ وہ مسلمان مرد ' مسلمان عورت تیرے سامان کے برتنے والے ہیں جو شرک نہ کریں اور مجھ سے ڈرتے رہیں "۔

اس کے بعد جواباً یہ آواز سنائی دی کہ میں راضی ہو گئی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جبرائیل یہ کون بولتا اور کون جواب دیتا ہے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ جنت ہے جو اپنے اندر آنیوالے مسلمانوں کو طلب کرتی ہے' اور اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے کہ بہت جلد تجھے مسلمان دئے جائیں گے۔

اس کے بعد ہی ایک بدبو آئی اور وحشت ناک آواز آئی ' الہیٰ میرے اندر عذاب کے سامان بہت ہو چکے ہیں ' مجھ میں زنجیر اور طوق اور بیڑیاں اور شعلے اور گرم پانی اور پیپ اور سانپ' بچھو بہت کثرت سے ہو گئے ہیں ' میرا قعر بہت تیز ہو گئی ہے جن سے مجھ کو بھرنے کا وعدہ ہوا ہے انکو بھیج اس کے بعد جواباً یہ آواز سنائی دی ' جلدی نہ کر ہر مشرک و مشرکہ' کافر و کافرہ' ہر سرکش و نافرمان جسکو قیامت آنے کا بھروسہ نہیں ' وہ تجھے دئے جائیں گے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جبرئیل یہ کون ہیں ' جبرئیل علیہ السلام عرض کیئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ دوزخ کی آواز ہے جو خدا سے خدا کے دشمنوں کو' اس کے نافرمانوں کو طلب کرتی ہے' جس کے جواب میں خدائے تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے عنقریب وہ وقت آنے والا ہے کہ کافر و

مشرک و نافرمان تیرے اندر داخل کیئے جائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت اور دوزخ کا کلام ' اور سوال و جواب سُن کر آگے چلے اور عالم برزخ سے باہر آگئے۔.

اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری ایک کھجور کے میدان پر پہنچی حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہاں آپ اتر کر دو رکعت پڑہیں ' جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکے' تب جبرئیل نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ یثرب یعنے مدینہ ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کی جگہ ہے' اسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کوہ طور 'اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدائش کی جگہ اور دیگر متبرک مقامات پر نماز پڑہاتے ہوئے لے چلے۔

اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک قوم پر گذر ہوا' جن کے چہرے کا رنگ زرد تھا ۔حضرت صلی اللہ علیہ وسلمنے دریافت فرمایا تم لوگوں کی ایسی حالت کیوں ہے' ان لوگوں نے عرض کیا خوف خدا سے ہماری یہ حالت ہو گئی ہے' اور ان لوگوں کے دل سلیم اور لباس کمبل کا تھا (کمبل کا لباس اس لئے تھا کہ اکثر پیغمبروں کا لباس بھی یہی تھا' تا کہ دل میں رعونت و غرور پیدا نہ ہو) ان لوگوں میں رعونت اور غرور نہ ہونے کی ادنیٰ علامت یہ تھی کہ ان سب کے گھر برابر نہ تھے اور ان کے کسی مکان کو باہر کا دروازہ نہیں تھا' دریافت پر ان لوگوں نے باہر کا دروازہ نہ ہونے کی یہ وجہ بتائی کہ باہر کا دروازہ دفع خائن اور چور کے لئے ہوتا ہے' ہم میں کوئی خائن اور چور نہیں ہے اور قبرستان نزدیک تھا تا کہ موت فراموش نہ ہو' اور مساجد دور تھے تا کہ ہر قدم پر ثواب ملے' اور گناہ مٹے' ان کے دوکان

ہمیشہ کھلے رہتے ' مشتری خود تول لیتا ' قیمت رکھ کر مال لے جاتا' انھوں نے اس طریقہ بیوپار کی یہ وجہ بتلائی کہ ہم میں سب امانت دار ہیں ' بچہ پیدا ہوتا تو یہ لوگ روتے کہ اس دنیا کے قید خانہ میں آیا ' اگر کوئی مر جاتا تو خوش ہوتے کہ قید سے چھوٹا' جبرئیل علیہ السلام نے ان لوگوں کا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تعارف کرایا کہ یہ نبی آخرالزماں ہیں تو وہ لوگ بہت خوش ہوئے اور عرض کیا ہم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امّت میں سے ہیں ' جب ہم میں قتل انبیاء اور معاصی کی کثرت ہونے لگی تو ہم نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ہم تیرے نافرمانوں سے علحدہ کردے' دفتعۃً ایک سرنگ نمودار ہوئی ' اس میں ہم چلے' ہمارے ساتھ ایک نہر بھی جاری ہوگئی اور نور کے چراغ روشن ہو گئے 'ڈیڑھ برس تک ہم برابر چلتے رہے' اسکے بعد زمین پر نکلے اور یہیں رہنے لگے۔

ہم میں بغض وحسد و ظلم نہیں ہے' ہم صلہ رحمی کرتے ہیں قضا پر راضی اور بلا پر صبر کرتے ہیں اور رضائے نفس پر رضائے حق کو ترجیح دیتے ہیں غیبت کرتے ہیں اور نہ فضول کلامی ' ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے ہیں اور رات عبادت میں گذارتے ہیں ' ہم میں کوئی بیمار نہیں ہوتا کیوں کہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہے' ہم میں کوئی گنہگار نہیں ' اس لئے بیمار نہیں ' اگر کسی نے گناہ کیا تو آگ آتی اور اس کو جلا دیتی ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مُبارک توریت میں دیکھ کر ہم اپنی اولاد کو وصیت کرتے تھے کہ اگر آپ کا زمانہ پائیں تو آپ کا دین اسلام قبول کرلیں ' یہ کہ کر سب مسلمان ہو گئے حضرتؐ نے ان کو قرآن کی سورتیں سکھائیں اور نماز وزکواۃاور ہفتہ کو چھوڑ کر جمعہ اختیار کرنے کا حکم دیا ' ان لوگوں نے عرض کیا حضور ہماری دو استدعائیں ہیں ایک یہ کہ ہمارا ملک اب تک جس طرح لوگوں کے نظروں

سے چھپایا گیا ہے کہ کوئی یہاں نہیں آسکتا، ایسا ہی لوگوں کے نظروں سے مخفی رہے، دوسری یہ کہ ہم پانچ وقت کی نماز مکہ معظّمہ میں پڑھیں ، حضرت صلی ا اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم چلے جارہے تھے کے بیت المقدس کا دروازہ نظر آیا ، آپ کیا دیکھتے ہیں کہ فرشتے دورویہ صف باندھے کھڑے ہیں ، جب سواری مُبارک گذری توانھوں نے سلامی اتاری۔

السلام علیک یااول (آں کہ اول شفاعت کند او قبول شود)

السلام علیک یاآخر " وہ مبارک ذات ہیں کہ سب سے اول شفاعت کریں گے اور وہ قبول ہو جائے گی۔"

السلام علیک یاحاشر
(حشر میں آپ ہی کا بول بالا رہے گا)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس کے دروازے پر.براق سے اترے جس حلقے سے تمام پیغمبروں نے اپنے سواریوں کو باندھا تھا اسی حلقے سے آپ کا.براق باندھا گیا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا .براق جس حلقے سے باندھا جانے کا اوپر ذکر ہوا ہے، اس کی تائید میں ایک حکایت لکھی جاتی ہے :۔

حکایت :

ابو سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے ' قیصر روم کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ گھٹانے کے لئے قیصر روم سے کہا میں تجھ کو ایک ایسی بات سناتا ہوں جس سے اس شخص کا جھوٹا ہونا ثابت ہوتا ہے " وہ کہتے ہیں کہ ایک رات میں مکہ سے بیت المقدس گیا اور واپس آگیا ' قیصر کی طرف سے جو حاکم بیت المقدس میں مقرر تھا اس وقت وہاں موجود تھا ' اس نے کہا بالکل سچ ہے ' میں اس رات کو جانتا ہوں ' قیصر نے کہا کیا واقعہ ہے :۔

اس حاکم نے کہا اس رات میں نے مسجد کے سب دروازے بند کردئے تھے صرف ایک دروازہ کھلا رہ گیا تھا میں نے نوکروں کے ساتھ بہت کوشش کی کہ وہ دروازہ بھی بند کردوں مگر وہ دروازہ بند نہ ہو سکا ' نجاروں کو بلوایا پھر بھی و دروازہ اپنی جگہ سے نہ ہلا ' بہ مجبوری وہ دروازہ کھلا چھوڑ کر چلا گیا ' صبح کو آکر جو دیکھا تو پتھر جس میں پیغمبروں کی سواریاں باندھی جاتی تھیں سوراخ دار ہے اور کسی جانور کے باندھے جانے کا تازہ نشان موجود ہے ' میں جب ہی سمجھا کہ کوئی پیغمبر یہاں آیا اور نماز پڑھی ہے اور اسی وقت میں نے اپنے دوستوں سے کہا کہ رات کو اسی واسطے دروازہ بند نہیں ہوتا تھا میں نے پہلے کی آسمانی کتابوں میں دیکھا ہے کہ ایک پیغمبر بیت المقدس سے آسمانوں پر جائینگے معلوم ہوتا ہے کہ یہ وہی رات تھی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ مسجد اقصیٰ میں لے گئے ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ تمام پیغمبر وہاں پہلے سے جمع تھے ' میری نظر سب سے پہلے ایک دراز قد خوبصورت بزرگ پر پڑی ' میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

میں نے ان کو سلام کیا ' حضرت آدم علیہ السلام نے بڑی محبت سے میرے سلام کا جواب دیا ' اس کے بعد ایک اور بزرگ پر نظر پڑی ' جن کا سر سفید اور چہرہ نورانی تھا۔ان کی صورت میرے چہرے سے ملتی جلتی تھی ' جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون ہیں جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ جناب کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ' بعد ازاں میں نے اور ایک دراز قد بزرگ کو دیکھا ان کے متعلق بھی دریافت کیا ' معلوم ہوا کہ یہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ ہیں' اسی طرح یکے بعد دیگرے دوسرے پیغمبروں سے ملاقات ہوئی ' ان ملاقاتوں کے بعد جبرئیل علیہ السلام نے اذاں دی ' انکی اذان سے آسمان کے دروازے کھلے' فرشتے اس قدر اترے کہ پوری مسجد اور پورا جنگل حتی کہ زمین و آسمان فرشتوں سے بھر گیا ' بعد ازاں جبرئیل علیہ السلام نے تکبیر فرمائی صفیں درست ہوئیں ' تمام پیغمبر اور سب فرشتے صفیں باندھ کر کھڑے ہو گئے' مگر اس وقت تک امام کی جگہ یعنے مصلیٰ خالی تھا کوئی امام مصلیٰ پر نہیں تھا اور نہ کسی کی ہمت ہوتی تھا کہ مصلیٰ پر چلا جائے البتہ ہر ایک پیغمبر کو اس وقت نماز پڑھانے کی تمنا تھی۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام صفوں سے باہر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستِ مبارک پکڑ کر فرمایا :۔

" اے امام الاولین و الآخرین مصلّی پر تشریف لے چلئے آپ کس کا انتظار فرماتے ہیں ' کیا آپ سے زیادہ افضل کوئی اور آئے گا' میں مشرق سے مغرب تک' جنوب سے شمال تک زمین سے آسماں تک پھرا ہوں' مجھے قسم ہے رب العزت کی آپ سے زیادہ افضل کسی کو نہیں پایا ۔

آفاق ہا گرویدہ ام مہربتاں ورزیدام بسیار خوباں دیدام لیکن تو چیزے دیگری

تمام دنیا میں پھرا ہوں میں نے
مقبولانِ بارگاہ کو دیکھا ہے میں بہت سے بزرگ
ہستیوں سے ملا ہوں لیکن آپ کچھ اور
ہی ہیں آپکے جیسا کسی کو نہیں پایا ہوں

آج کی امامت کے قابل صرف آپ ہی ہیں یہ کہ کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مصلی پر کھڑا کر دیا ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوگانہ پڑہایا۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سلام پھیرا تب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا سید المرسلین اس وقت آپ کے پیچھے کون کون ہیں ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے معلوم نہیں ۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اور سارے رسل اور ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس نماز میں آپ کے پیچھے موجود تھے۔

اس کے بعد تمام پیغمبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حلقہ میں لے کر کھڑے ہوئے سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطور خطبہ کے جو فرمایا اس کے الفاظ یہ تھے۔ خدا کا شکر ہے جس نے مجھے ’’خُلّت‘‘ کا مرتبہ عطا فرمایا ۔ اور نمرود کی آگ کو مجھ پر گلزار کیا ۔ اور میری
نسل میں بکثرت انبیاء پیدا کئے۔ ان کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے فرمایا الحمد للہ حق تعالیٰ نے مجھے ہمکلامی کا مرتبہ عطا فرمایا ۔ فرعون کو میرے ہاتھ سے غارت کیا ۔ بنی اسرائیل کو اس کے تکلیفوں سے نجات دلائی ۔ اور بہت سے معجزے میرے ہاتھ سے دکھلائے۔ انکے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کھڑے ہوئے فرمایا الحمد للہ خدا نے مجھ کو بادشاہت دی ۔ اور مجھ پر زبور نازل فرمائی ۔

لوہے کو میرے ہاتھ پر نرم فرمایا ' پہاڑ جنگل میرے لئے مسخر کر دئے اور مجھے حکمت سے فیصلے کرنا سکھایا ' ان کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام اٹھے اور فرمایا الحمد للہ ' خدائے تعالیٰ نے ہوا کو میرے لئے مسخر کیا ' انسان اور جنات اور چوپائے میرے تابع کئے ' مجھے جانوروں کی بولیاں سکھائیں ' اور بہت بڑا ملک مجھ کو عطا کیا ' ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام اٹھے اور فرمایا کہ الحمد للہ خدائے تعالیٰ نے مجھے اپنے حکم سے پیدا کیا اور مجھے توریت و انجیل بغیر استاد کے سکھائی ' مٹی کا جانور بنا کر پھونک سے زندہ کر کے اڑاتا تھا' مادر زاد اندھے کو چنگا' اور کوڑھی کو اچھا کرتا تھا' مردہ کو جِلاتا تھا' خدا کے حکم سے شیطان مجھ سے دور رہتا تھا خدا نے مجھ کو زندہ آسمان پر اٹھایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہمارے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم اٹھے اور فرمایا ہر ایک پیغمبر نے خدا کی تعریف کی ' اب میں بھی بیان کرتا ہوں الحمد للہ رب العالمین سب تعریف اس خدائے تعالیٰ کے لئے ہے جس نے مجھے تمام جہاں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ' تمام عالم کے لئے مجھ اکیلے کو پیغمبر اور ہادی بنایا ' مجھ پر وہ قرآن مجید اتارا' جو حق اور باطل میں پورے طور سے فرق کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس قرآن میں ہر ایک اصول بیان فرمادئے' اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ کھول دیا ' میرے ذِکر کو اپنے ذِکر کے ساتھ ملایا ' کوئی جگہ میرے ذکر سے خالی نہ چھوڑی ' مجھ کو سب سے اوّل نبوت عطا فرمائی ' سب کے بعد خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا ' مجھے رؤف و رحیم کا خطاب عطا فرمایا ' میری امّت کو ساری امتوں پر بزرگی دی ' میری پوری امّت کو منصب نبوت یعنے مرتبہ ' امر معروف عطا کیا ' انھیں دنیا میں سب سے پیچھے بھیجا ' مگر آخرت میں سب سے پہلے بخشے گا اور جنت میں سب سے اول داخل کرے گا۔ جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ ختم فرمایا 'تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فیصلہ کے طور پر فرمایا اے پیغمبروں کی جماعت ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وہ وہ فضائل بیان فرمائے کہ

بلا شک وہ تم سب پر فضیلت لے گئے اور سب سے بڑھ گئے اس لئے اگلے پیغمبروں نے جو باتیں بیان کیں وہ جلدی فنا ہونے والی یا صرف جسم پر اثر ڈالنے والی تھیں ' جیسے سلیمان اور داؤد علیہما السلام کے معجزے ' یہ سب فانی معجزے ہیں ' بخلاف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزے اور فضائل ' روحانی اور باقی رہنے والے ہیں اور حضرت نے اپنی امّت کو بھی بزرگی دلوائی جو کسی پیغمبر میں یہ بات نہیں۔

اس کے بعد فوراً حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دو برتن لائے گئے ' ایک میں دودھ ' اور ایک میں شراب تھی ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شراب سے نفرت فرمائی ' دودھ کا برتن لے کر نوش فرمایا ' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا آج آپ کی اس نفرت سے شراب آپ کی امّت پر حرام ہو جائے گی ' دودھ کو آپ نے جو پسند فرمایا ' گویا آپ نے اپنی امّت کے لئے ہدایت اور دینداری کو اختیار فرمایا اور آپ نے گمراہی سے امّت کو بچا لیا ' یہاں سے فارغ ہو کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس سے باہر آ گئے۔

باب دوم

دوسرا باب ان واقعات کے بیان میں جو بیت المقدس سے سدرۃ المنتہیٰ تک کی سیر میں پیش آئے

بیت المقدس کے دروازہ پر ایک سڑھی لگائی گئی ' جس پر سے چڑھ کر آپ آسمانِ اوّل پر تشریف لے جائیں گے ' قبل اس کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سیڑھی سے چڑھ کر آسمانوں کی سیر کا سلسلہ شروع کیا جائے ' سیڑھی کی توصیف اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سیڑھی پر چڑھتے وقت کی

شوکت اور عظمت سے متعلق کچھ لکھا جاتا :۔

بیت المقدس کے دروازہ پر جو سیڑھی لگائی گئی ' اس کی ایک پٹری سونے کی دوسری چاندی کی اور ان پر جواہرات سے جڑاؤ کام کیا ہوا تھا' یہ سیڑھی نہایت خوبصورت تھی ' جس پر سے بنی آدم کے ارواح بعد موت چڑھتی ہیں ' آپ نے دیکھا ہوگا کہ بعض مرنے والے آنکھیں پھاڑ کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں وہ اسی سیڑھی کا دوسرا سرا آسمان کے دروازے سے ملا ہوا ہے' بعد مرنے کے اسی سیڑھی سے مرنے والے کی روح کو آسمان کے طرف لے جاتے ہیں خواہ مسلمان ہو یا کافر' جب دونوں روحیں آسمان کے دروازے پر پہنچتی ہیں تو مسلمان کی روح کے لئے آسمان کا دروازہ کھلتا ہے کافر کی روح کے لئے نہیں کھلتا' آسمان تک لیجا کر کافر کی روح کو واپس کردیتے ہیں ' اس وقت بڑی حسرت اور ندامت ہوتی ہے' مسلمان کی روی کو اعلیٰ علے ین میں لیجاتے ہیں اور کافر کی روح کو سجے ین میں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سیڑھی پر چڑھتے وقت اس سیڑھی کے دونوں طرف فرشتے زمین سے آسمان تک صفیں باندھ کر کھڑے تھے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ سب فرشتے مجھ کو ادب سے سلام کر رہے تھے' اس سیڑھی کے نچلے حصہ پر ان فرشتوں کا افسر ایک بہت برا قوی ہیکل فرشتہ کھڑا تھا' اس نے مجھ کو سلام کیا اور بہت خوشی کا اظہار کیا اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم' آدم علیہ السلام پیدا ہونے کے پچیس ہزار سال پہلے سے مجھ کو اس سیڑھی کے سرے پر ٹھرایا گیا ہے' اس دن سے آپ کی محبت میرے دل میں ہے زبان سے ہمیشہ آپ پر درود وسلام بھیجتا ہوں آپ کے یہاں آنے کا انتظار میں تھا خدا کا شکر ہے آج آپ کی ملاقات کی دولت سے سرفراز ہوا۔

جب دولہا آتا ہے تو کیا کیا تیاریاں ہوتی ہیں ' ہر چیز قرینے سے رکھی جاتی ہے۔ ایک ایک کام پر ایک ایک شخص مقرر ہوتا ہے ' ہر شخص کے دلوں پر خوشی ہوتی ہے یہاں بھی یہی حال تھا ' آسمانوں میں طرح طرح کے تیاریاں ہو رہی تھیں اپنے اپنے مرتبوں سے پیغمبروں کو ٹھیرا یا گیا تھا ' ہر ایک فرشتہ خوشی سے پھولا نہیں سما رہا تھا ' کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

جو کوئی چرخ کے جانب نگران ہوتا تھا کسی شادی کی ہے محفل یہ گماں ہوتا تھا

فلک پر شور ہے برپا رسول اللہ آتے ہیں ہر ایک عرشی ہے یہ کہتا رسول اللہ آتے ہیں

آپ کو اس سیڑھی سے لیکر حضرت جبرئیل علیہ السلام اوپر چڑھے آسمانِ دنیا کے دروازے تک پہنچے ' اس دروازے کا نام باب الحفظہ ہے ' اس دروازے کا داروغہ اسمٰعیل نامی فرشتہ ہے ' ستر ہزار فرشتوں کا افسر ہے ' ان ستر ہزار میں سے ہر ایک فرشتہ کے ماتحت ستر ستر ہزار فرشتے ہیں ' ان فرشتوں کا داروغہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیدائش سے آج تک آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا ' جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا۔

پوچھا جبرئیل سے یوں چرخ کے دربان نے کہ مَن ؟ (کون)

قال جبریل مَعِیِ جَدُّ حسین وحسن (میرے ساتھ حسین وحسن کے جد ہیں)

دربان نے کہا کون ہے؟ جواب دیا میں ہوں جبرئیل ، پوچھا آپ کے ساتھ کون ہیں؟ جبرئیل نے کہا نبی آخرالزماں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں آج اللہ تعالیٰ نے ان کو بلایا ہے ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج کے لئے جارہے ہیں آسمان اول کے دربان نے کہا۔

قال واللہ لقد جاء بوجہ احسن (کہا مرحبا مبارک آنا آئے ہیں)

اٹھ کے پھر کھول دیا قفلِ درِچرخ کہن   کہا جو شوق کہ اپنے دل میں رکھتا تھا اے شاہ زمانہ

گفت شوقیہ کہ بہ دل واشتم اے شاہ زمن   میرا دل ہی جانتا ہے ، اور میں ہی جانتا ہوں

دلِ من داند و من دانم و دند دل من   اور خوب جانتا ہے میرا دل)۔

گاہ آنکھوں سے لگاتا تھا ردا گہ دامن اور کبھی کہتا تھا قدموں پر جھکا کر گردن

مرحبا سید مکی مدنی العربی   دل وجاں باد فدایت پہ عجب خوش لقبی

آسمان کے سارے فرشتوں نے ملاقات کی ، اور اس قدر خوش ہوئے جس کی کوئی حد نہیں۔

آمد آمد کی جو افلاک پہ پیہم تھی دھوم　　عرش ہر مرتبہ بس شوق سے جاتا تھا جھوم

پاؤں رکھتا تھا جہاں ناز سے وہ عینِ علوم　　اس جگہ آنکھ بچھاتے تھے تمنا سے نجوم

اور ہر نقش قدم پر تھا فرشتوں کا ہجوم　　کوئی رکھتا تھا جبیں اور کوئی لیتا تھا چوم

کوئی کرتا تھا ادا عشرت و شادی کے رسوم　　اور کسی نغمہ سے ہوتا تھا یہ مضموں مفہوم

مرحبا سید مکی مدنی العربی　　دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پہلے آسمان پر پہنچے ' وہاں ایک بزرگ دراز قد بیٹھے ہوئے ملے ' انکے داہنے طرف ایک دروازہ تھا جس میں سے نہایت خوشبو آتی تھی ' بائیں طرف دوسرا دروازہ تھا جس میں سے بدبو آتی تھی ' ان کے داہنے طرف کچھ صورتیں نورانی تھیں ' اور ان کے بائیں طرف کچھ صورتیں کالی تھیں ' داہنے طرف دیکھتے تو ہنس دیتے اور بائیں طرف دیکھتے تو رو دیتے ' میں جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں ' یہ دو دروازے کیسے ہیں ' یہ کیوں ہنستے ہیں اور کیوں روتے ہیں ؟ یہ صورتیں کیسی ہیں ؟ عرض کیا ' یہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں ' داہنے طرف کا خوشبو دار دروازہ جنت کا ہے اور بائیں جانب کا بدبو دار دروازہ جہنم کا ہے۔

یہ دونوں طرف آپکے اولاد کی روحیں ہیں ' وہ روحیں تو اپنے مقام پر ہیں۔ ان کا عکس یہاں پڑتا ہے' جب جنتیوں کے طرف دیکھتے ہیں خوش ہو کر ہنستے ہیں ' جب دوزخیوں کے طرف دیکھتے ہیں غمگیں ہو کر رُوتے ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس جا کر سلام کیا ' آدم علیہ السلام نے نہایت خوشی سے سلام کا جواب دیا ' اور مرحبا کہا' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ آسمان اوّل پر میں نے عثمان (رضی اللہ عنہ) کی شکل دیکھی ' پوچھا عثمان تم یہاں کیسے پہنچے 'جواب دیا ' حضور رات کی نماز کی برکت سے پہنچا' آسمانِ اول پر اتنے فرشتوں کو دیکھا ' جن کی گنتی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ' وہ صفیں بنا کر قیام میں کھڑے ہیں ' سر سامنے خشوع سے جھکائے ہوئے ہیں ' اور اللہ کی تسبیح کر رہے ہیں ' جبرئیل علیہ السلام نے کہا' جب سے آسمان بنے ہیں ' یہ اسی عبادت میں ہیں۔

انسان کا قاعدہ ہے کہ جو اچھی چیز دیکھتا ہے تو وہ اپنی اولاد کے لئے بھی چاہتا ہے' ایسا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ' جبرئیل علیہ السلام ایسی ہی میری امت کی عبادت ہونا چاہئے اور خدا سے دُعا فرمائی ' اللہ تعالٰی نے آپ کی اس دُعا سے نماز میں قیام فرض کیا۔

اثنائے سفر میں آسمان اوّل پر ایک مرغ ملاحظہ فرمایا جو خوب پروں والا تھا' اور بہت بڑا اور نہایت خوبصورت تھا' ویسا خوبصورت کہیں دیکھنے میں نہیں آیا ' جب تھوڑی رات باقی رہتی ہے تو یہ مُرغ اپنے پروں کو پھڑ پھڑا کر سمیٹ لیتا ہے اور چلّا چلّا کر اللہ تعالٰی کی تسبیح کرتا ہے' اس کے ساتھ ہی تمام روئے زمین کے مرغ تسبیح کرنے لگتے ہیں ' اور پروں کو پھڑ پھڑا کر چیخنے لگتے ہیں ' جب یہ آسمانی مرغ

تھم جاتا ہے تو روئے زمین کے تمام مرغ خاموش ہو جاتے ہیں ، حضور یہ سیر کرتے ہوئے چلے جا رہے تھے ، اللہ تعالیٰ کے پاس سے قاصد پر قاصد ، فرشتے کے پیچھے فرشتہ آ رہا تھا کہ جبرئیل میرے محمد کو جلدی لاؤ۔

آسمان دنیا کے عجائبات ملاحظہ کرتے ہوئے دوسرے آسمان کے دروازے پر پہنچے جبرائیل علیہ السلام دوسرے آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں۔

بڑھ کے جبرئیل نے دربانِ فلک سے یہ کہا کھول دے چرخ کا در آگئے محبوب خدا

سُن کے اس مژدہ خوش ہو کے جگہ سے اٹھا اور کہا کھول کے در کو میں اس آنے کے فدا

گر قدم رنجہ کنی جانبِ کاشانہ ءِ ما رشک فردوس شود از قدمت خانہ ءِ ما

اگر تشریف لائیں ہماری جھونپڑی میں ، وہ جھونپڑی رشک فردوں ہو جائے گی ، آپ کے تشریف لانے سے

جب آپ دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے ، چاروں طرف سے فرشتوں نے مرحبا کا غل مچایا ، دوسرے آسمانوں کے فرشتوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ صفیں باندھے سب رکوع میں ہیں اور تسبیح کر رہے ہیں ، جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا جب سے یہ پیدا ہوئے ہیں رکوع ہی میں

ہیں ' سر اوپر نہیں اٹھاتے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دُعافرمائی کہ میری امت کے عبادت میں رکوع شامل ہو' اللہ تعالیٰ نے دُعا قبول فرمائی اور نماز میں رکوع فرض کیا گیا۔

دوسرے آسمان پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت یحییٰ علیہ السلام دکھائی دئے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں پیغمبروں سے ملاقات فرمائی اور دونوں نے مرحبا مرحبا کہتے ہوئے آپ کا استقبال فرمایا ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے آسمان کی سیر فرماتے ہوئے تیسرے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ فرشتے صفیں باندھے سب کے سب سجدہ میں ہیں ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ان کو میں نے سلام' انھوں نے سر اٹھا کر سلام کا جواب دیا اور پھر سجدہ میں چلے گئے' حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ تیسرے آسمان کے فرشتوں کی عبادت یہی ہے :۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے عبادت میں سجدہ بھی شامل ہونے کی دعا فرمائی 'خدا ئے تعالیٰ نے ان فرشتوں کی حالت کے بموجب کہ پہلے سجدہ میں تھے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جواب کیلئے سر اٹھا کر پھر سجدہ میں گئے۔ نماز میں دو سجدے فرض فرمائے۔

تیسرے آسمان میں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میرے بھائی یوسف علیہ السلام کی ایسی شکل ہے' جیسے چودھویں رات کا چاند' آپ کے

مقابلے میں جہاں بھر کے حسین ایسے ہیں جیسے ستارے' حضرت یوسف علیہ السلام نے مرحبا مرحبا کہتے ہوئے خیر مقدم کیا' آگے بڑھے تو داؤد اور سلیمان علیہما السلام سے بھی ملاقات ہوئی۔

اس کے بعد آپ تیسرے آسمان سے گذر کر چوتھے آسمان پر پہنچے۔

جب ہوا قصر چہارم پہ ورود مولا   دیکھا حضرت نے کہ یہ چرخ تو ہے چاندی کا

در کے پیشانی پہ لیکن ہے محمد لکھا   سنہ نے خورشید کو پوچھا تو امیں نے یہ کہا

سامنے آپ کے آتے ہوئے گھبراتا ہے   وہ تو کچھ دن ہی سے غائب ہے کہ چاند آتا ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھے آسمان کے فرشتوں کو ملاحظہ فرمایا کہ "قعدہ" میں بیٹھے ہوئے تسبیح میں ہیں' جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم چوتھے آسمان کے فرشتوں کی یہی عبادت ہے۔

ارشاد ہوا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایسی عبادت کے لئے بھی دُعا کی تو میری امّت کے لئے نماز میں قعدہ آخرہ فرض ہوا۔

یہاں میں نے حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی ، اور سلام کے بعد ان سے کہا اے ادریس مُبارک ہو کہ خدا نے تم کو آسمانوں پر زندہ بلایا اور جیتے جی جنّت میں پہنچایا۔

ادریس علیہ السلام نے عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں نے ابھی تک جنت دیکھی ہی نہیں ، آج تک میں جس محل کے قریب گیا ، آواز آتی ہے کہ اے ادریس یہ محل تمہارا نہیں ہے بلکہ یہ محل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کے ایک مسلمان کا ہے، اے ادریسؑ ان محلوں میں کوئی شخص محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے نہیں آ سکتا، حضرت کاش میں بھی آپ کی امت میں ہوتا تو میرے لئے نہایت بہتر ہوتا۔

یہ سُن کر آپ آگے چلے، وہاں ایک فرشتہ کو ملاحظہ فرمایا جو نہایت غمگیں ایک تخت پر بیٹھا ہوا ہے، اس کے اطراف بہت فرشتے ہیں ، جن کی گنتی اللہ کے سوا کسی کو معلوم نہیں ، اس فرشتہ کے سیدھے ہاتھ کے طرف نورانی فرشتے سبز لباس پہنے ہوئے ہیں جن سے خشبو مہکتی ہے، ان کے چہرے روشن ہیں ، اور بہت نرمی سے بات کرتے ہیں ، ان کے دیکھنے سے دل بہت خوش ہوتا ہے، ان کے خوبصورت چہروں سے نگاہ اٹھانے کو جی نہیں چاہتا، تخت پر بیٹھے ہوئے فرشتہ کے بائیں ہاتھ کے طرف بھی بہت سے فرشتے ہیں ، سیاہ چہرے، سیاہ لباس، کرخت آواز، بدزبان، آگ ان کے منھ سے جھڑتی ہوئی ، ان کے ہاتھوں میں کھموں جیسے گرز، ان فرشتوں کے دیکھنے کی انسان کو تاب و طاقت نہیں ، اس تخت پر بیٹھے فرشتہ کے سامنے بڑے بڑے، دفتر رکھے ہوئے ہیں ، ہمیشہ ان دفتروں کو دیکھتا رہتا ہے، ایک بڑا جھاڑ بھی ان کے سامنے ہے، اس کے پتّے اتنے ہیں کہ جس کی گنتی اللہ ہی جانے، ہر پتّہ پر کسی کا نام لکھا ہوا ہے، اور ایک چیز مثل طشت کے ان کے سامنے دیکھی ، ہر لحظہ

اس میں ہاتھ دراز کر کے کوئی چیز اٹھالیتا ہے اور وہ چیز کبھی نورانی فرشتوں کو دیتا ہے اور کبھی سیاہ رو فرشتوں کو۔

آپ فرماتے ہیں جب میری نگاہ اس فرشتہ پر پڑی تو میرے دل میں ہیبت ہوئی کہ جسم میں لرزہ پڑ گیا ' جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ جبرئیل یہ فرشتہ کون ہے ان کا کیا نام ہے ' جبرئیل علیہ السلام نے کہا یہ عزرائیل علیہ السلام ہیں ' ان کو دیکھنے کی کسی میں طاقت نہیں یہ (ہادم للذات مفرق الجماعات) لذتوں کو مٹانے والے ' مجمعوں میں تفرقہ ڈالنے والے ہیں)۔

وہ اپنے کام میں ایسے محو تھے کہ کسی طرف متوجہ ہوتے ہی نہیں تھے جبرئیل علیہ السلام ان کے پاس گئے اور بتایا کہ یہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیغمبر آخر الزماں ہیں ' محبوبِ حضرت رحمٰن ہیں ' سر اٹھا کر مجھے دیکھا اور مسکرائے ' اور میری تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے ' مرحبا کہتے ہوئے مجھ سے کہا آپ سے زیادہ عزت والا بزرگ اللہ تعالیٰ نے کوئی پیغمبر پیدا نہیں کیا ' اور آپ کی امّت سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے پاس کسی امت کی عزت نہیں ' اسی واسطے میں آپ کی امت پر ماں باپ سے زیادہ مہربان ہوں ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " عزرائیل " تم سے مل کر مجھکو بہت خوشی ہوئی اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا عزرائیل تم غمگیں کیوں ہو ؟ عرض کیا کہ حضور قبض ارواح کا کام میرے سپرد ہے ' مجھے یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں کوتاہی نہ ہو جائے کہ خدائے تعالیٰ کے غضب میں آجاؤں ' اس لئے غمگیں رہتا ہوں ' اس پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے یہ استفسار فرمایا کہ یہ طشت کیسا ہے ؟ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام دنیا ہے جو میرے اقتدار میں ہے جس کی چاہتا ہوں جان نکال لیتا ہوں ' میں نے کہا یہ دفتر کیا ہے ؟ عرض کیا بندوں کے نام ہیں ' اور یہ

درخت کیسا ہے؟ عرض کیا ، اس کے ہر پتہ پر نیک اور بد کا نام لکھا ہوا ہے؟ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے اس کا پتّا زرد ہونا شروع ہو جاتا ہے؟ جب موت آتی ہے تو وہ پتا اس جھاڑ سے جھڑ جاتا ہے؟ پھر میں اس بندہ کی روح نکال لیتا ہوں؟ خواہ وہ مشرق میں ہو؟ یا مغرب میں ، اور یہ فرشتے جو سیدھے ہاتھ کے طرف ہیں وہ رحمت کے فرشتے ہیں ، اور بائیں طرف عذاب کے فرشتے ہیں ، دوزخیوں کی روح ان عذاب کے فرشتوں کو دیتا ہوں؟ اور جنتیوں کی روح ان نورانی فرشتوں کو دیتا ہوں۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عزرائیل علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا عزرائیل تم سے میری ایک خواہش ہے؟ انھوں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ فرمائیں اس کی تعمیل کے لئے حاضر ہوں؟ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ، میری امت بہت ناتوان ہے؟ میری امت کے ساتھ بہت نرمی کرنا؟ انھوں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ خاطر جمع رہیں ، ہر رات دن پے درپے اللہ تعالیٰ کا حکم مجھ پر آتا رہتا ہے کہ عزرائیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کیح امت پر نہایت آسانی کرتے رہنا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوتھے آسمان کی سیر فرماتے ہوئے اور قدرت کے عجائبات ملاحظہ فرماتے ہوئے پانچویں آسمان پر پہنچے؟ جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھلوایا ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر پہنچ کر ملاحظہ فرمایا کہ اسحاق و اسمٰعیل و یعقوب و لوط علیہم السلام بیٹھے ہوئے ہیں ، حضرت صلی ا للہ علیہ وسلم نے ان سب کو سلام کیا ، انسب نے بہت محبت سے سلام کا جواب دیا ، مرحبا مرحبا کہتے ہوئے ملاقات کی پھر حضرت ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

کو بھی سلام کیا انھوں نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا کہا۔

پانچواں آسمان کے عجائبات دیکھنے کے بعد چھٹے آسمان کا دروازہ کھلوا کر اوپر گئے وہاں نوح علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ' وہ بہت خوش ہوئے اور فرمایا خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا مُبارک چہرہ دکھایا ' جب اس سے آگے تشریف لے گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی ' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ محبوبیت دیکھ کر حضرت سے فرمایا۔

ارنی بگوید آنکس کہ بگفت لن ترانی تو بدیں جمال و خوبی سر طورا گر خرامی

آپ اس حسن اور خوبصورتی کے ساتھ اگر طور پر تشریف لائیں ' دیکھئے مجھ کو فرمائیگی وہ مُبارک ذات جس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا تھا ہرگز آپ مجھکو نہیں دیکھ سکتے۔

جب آپ آگے بڑھے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رونے لگے ' پوچھا گیا کہ آپ کے رونے کا کیا سبب ہے تو انھوں نے فرمایا کہ یہ نوجوان پیغمبر میرے بعد مبعوث ہوا ' ان کی امّت میری امت سے بہت زیادہ جنت میں جائے گی ' مجھکو اپنی امت پر حسرت ہے کہ انھوں نے میری اس طرح اتباع نہیں کی ' جس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت آپ کی اطاعت کرے گی ' میری اطاعت نہ کرنے کی وجہ سے میری امّت کے اکثر لوگ جنّت سے محروم رہے ' مجھے ان کے حال پر رونا آرہا ہے۔

دوستو ! یہ خدا کی عنایت ہے کہ نوح علیہ السلام کی ساڑھے نو سو برس کی کوشش اور موسیٰعلیہ السلام کی دیڑھ سو برس کی کوشش بلکہ تمام پیغمبروں کی کوشش ایک طرف ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم کی چند روزہ کوشش ان سب کی کوششوں سے لاکھوں درجہ زیادہ ہے ' اسی لئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے " کان فضل اللہ علیک کبیرا " (آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے)

میکائل علیہ السلام سے بھی یہیں ملاقات ہوئی ' ان کو بھی سلام کیا ' انھوں نے سلام کا جواب دیا ' اور میری تعظیم کے لئے کھڑے ہوئے مجھ کو گلے لگایا ' اور دعا دی کہ خدا تعالیٰ آپ کو اس سے زیادہ عزت عطا فرمائے ' اور دُعا دینے کے بعد کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ کوئی امّت آپ کی امّت سے بہتر نہیں ہے ' سب امتوں کے میزان سے آپ کی امّت کی میزان نیکیوں میں بھاری ہوگی مُبارک ہو ان کو جو آپ کی تابعداری کریں ' اور آپ سے محبت رکھیں ' افسوس ہے اس شخص پر جو آپ کی نافرمانی کرے اور آپ سے بغض رکھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس آسمان پر بہ نسبت اور آسمانوں کے بہت زیادہ فرشتے تھے یہ فرشتے چیخ چیخ کر رو رہے تھے ' میں نے دریافت کیا کہ جبرئیل یہ کون ہیں ؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کرّوبی فرشتے ہیں ' خوف الہیٰ سے رُو رہے ہیں ' میں نے ان کو بھی سلام کیا ' انھوں نے جواب دینا چاہا ' مگر ان پر خوفِ الہیٰ اس قدر غالب تھا اور اتنا رو رہے تھے کہ ان کے منھ سے جواب نہ نکل سکا ' صرف سروں سے اشارہ کیا۔

"ہائے افسوس مقرب فرشتوں کو اس قدر خوف ہو ' اور ہم اسقدر بے فکر "۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم چھٹے آسمان کی سیر فرماتے ہوئے ساتویں آسمان پر پہنچے ٗ وہاں ایک ساتھ ہزار ہا فرشتوں نے جو صدا و غلغلہ بلند کیا وہ یہ تھا۔

کیا اچھا نیک بندہ اور نیک نبی آیا ٗ جس کے لئے زمین و آسمان روشن ہو گیا ٗ وہ اپنے پروردگار کے نزدیک بزرگ اور عزت یافتہ ہے ؟آج ان کی انتہا درجے کی عزت و توقیر کی جائے گی وہ جو مانگیں گے دیا جائے گا اور وہاں اسرافیل علیہ السلام سے بھی ملاقات ہوئی ٗ اس سے جب آگے بڑھے تو ملاحظہ فرمایا کہ ایک بزرگ سونے کی کرسی پر ایک مکان سے ٹیکا دئے ہوئے بیٹھے ہیں ٗ چھوٹے چھوٹے بچے ان کو گھیرے ہوئے ہیں ٗ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جبرئیل یہ مکان کیا ہے اور یہ بزرگ جو کرسی پر بیٹھے ہیں کون ہیں ٗ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا ٗ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)ٗ یہ مکان '' بیت المعمور '' آسمانی کعبہ ہے '' یہ بزرگ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں ٗ چونکہ دنیا میں انھوں نے کعبہ بنایا تھا اور لوگ اس کا اب تک حج کر رہے ہیں ٗ اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ نے ان کو آسمان کے اس کعبہ میں رکھا ہے ٗ فرشتے اس کا حج کرتے ہیں ٗ اور آسمان کے فرشتوں کا یہ کعبہ ایسا ہے کہ ستّر ہزار فرشتے ہر روز اس کی زیارت کو آتے ہیں ٗ پھر قیامت تک انکو آنا نصیب نہیں ہوتا۔ اور یہ بچے مسلمانوں کے کم سن بچے ہیں جو مر گئے ہیں یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نگرانی میں رہتے ہیں ٗ یہ باتیں سنتے ہوئے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس تشریف لے گئے اور سلام کیا ٗ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آپ کے سلام کا جواب دیا اور بہت سی مبارکبادیاں دے کر فرمایا :۔

یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اپنی امت کو میرا یہ پیغام پہنچائیے کہ جنت کی زمین نہایت بہتر اور قابل زراعت ہے اس میں درخت لگا کر باغ و بہار بنانا تمہارے ہاتھ میں ہے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جنت کی زراعت کے کیا طریقے ہیں جواب دیا نیک اعمال کرنا اور سبحان اللہ والحمد للہ ولاآلہ الاا للہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم اور بعد نماز سبحان اللہ(33) بار الحمد للہ(33) بار ا للہ اکبر (34) بار پڑھنا''

اس سیر میں جگہ جگہ پیغمبروں کے ملنے اور آخر میں حضرت اسرافیل علیہ السلام کی ملاقات کو ایک شاعر نے خوب کہا ہے۔

جب چلا چاند مدینہ کو سوئے ربّ جلیل بجھ گئی مہر درخشاں کی فلک پر قندیل

شیر فردوس کی رکھی کہیں آدم نے سبیل کہ اسی راہ سے گذری گاوہ فرزند جمیل

فرش خلّت کا بچھاتے تھے کسی جاپہ خلیل کہیں یوسف تھے کھڑے اور کہیں اسمٰعیل

روح پر روح لگی کرنے براہ تعجیل پھر ہوا نغمہ سرا صور میں یوں اسرافیل

مرحبا سید مکی مدنی العربی دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے رخصت ہو کر " بیت المعمور " میں داخل ہوئے ' حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا ' جس نے ایسے مقام عالی پر کھڑے ہو کر اذاں کہی جہاں آج تک کوئی مقرب سے مقرب فرشتہ نہ پہنچ سکا تھا' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل سے آپ کے مؤذن فرشتہ کو خدائے تعالیٰ نے یہ مقام عالی مرحمت فرمایا۔

" حضور کا مؤذن آسمانوں پر نور سے بنا ہوا فرشتہ تھا تو دنیا میں سیاہ رنگ کے بلال حبشی تھے ' اللہ اکبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نورانی اور روحانی قوت اور فیض کو ملاحظہ کیا جائے کہ اس فرشتہ کو جو مؤذن مقرر ہوا تھا اعلی مقام پر فائز کیا گیا تو ادھر دنیا کے کالے مؤذن حضرت بلال رضی اللہ تعالی عنہ کو آسمانوں کے نور علی نور فرشتہ کے پاس کھینچ کر لے گئے ' کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آسمانوں پر موجود تھے سُبحان اللہ کیا شان ہے۔"

غرض اس فرشتہ نے اذان شروع کی " اللہ اکبر "۔

اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا " صدق عبدی انا اللہ اکبر"

میرا مؤذن سچا ہے ' میں اللہ سب سے بڑا ہوں۔

مؤذن نے کہا" اشھد ان لا الہ الا اللہ"

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سچا ہے مؤذن میرے سوا کوئی معبود نہیں۔

مؤذن فرشتہ نے کہا" اشھدان محمدا رسول اللہ "

اللہ تعالیٰ نے فرمایا بیشک میں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا رسول بنا کر بھیجا ہے، میں نے انکو اپنا امین بنایا ، میں نے ہی ان کو سب پر برگزیدہ کیا۔

مسلمانوں ! غور کرو کیسا مُبارک وقت ہے، بیت المعمور آسمانی کعبہ جیسے مقام پر خدا کا مقرب فرشتہ مؤذن ہے اور اذان دے رہا ہے اور کہتا ہے۔

" اشھدان محمدا رسول اللہ " یعنے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدائے تعالیٰ کے سچے رسول ہیں ، لطف یہ کہ وہاں حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ وسلم بھی خود تشریف فرما ہیں ، آپ کے سامنے مؤذن کے جواب میں اللہ تعالیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت وامانت کی تصدیق فرماتا ہے، شاہد ومشہود ایک جگہ جمع ہیں "سبحان اللہ ، سبحان اللہ "

اس کے بعد مؤذن فرشتہ نے کہا، حی علی الصلوٰۃ ، حی علی الفلاح چلو نماز کے طرف، چلو بھلائی کے طرف۔

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا سچا ہے مؤذن میں نے ہی نماز کو فرض کیا ہے جو شخص اسکو ادا کرے گا' سارے گناہوں سے پاک کروں گا۔

اس کے بعد عرض کیا گیا یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم چلئے نماز پڑھایئے" بیت المعمور" میں آپ امام بنے' سارے آسمان کے فرشتوں نے آپ کے پیچھے نماز پڑھی ' سارے فرشتوں کو آپ کے اقتداء کا شرف حاصل ہوا۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان ایک بھاری علاقہ ہوتا ہے اسی علاقہ کی وجہ ہے کہ اگر امام کی نماز فاسد ہو جائے تو مقتدی کی نماز بھی فاسد ہو جاتی ہے اور امام کی سہو سے مقتدیوں پر بھی سہو کا حکم ہوتا ہے' اسی علاقہ کی وجہ سے ارشاد ہے" قراءۃ الامام قراءۃ لہ"(امام کی قراءت وہی مقتدی کی بھی قراءت ہے) مقتدی کو علحدہ قراءت کی ضرورت نہیں۔

اسی علاقہ کی وجہ ہے کہ اگر امام کے اندر کوئی خوبی ہو تو وہ مقتدی کے اندر بہت جلد سرایت کر جاتی ہے جیسے حبیب عجمی اور حسن بصری رحمتہ اللہ علیہما کا قصّہ ہے۔

ایک روز حضرت حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ ' حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کے پاس تشریف لے گئے' نماز کا وقت تھا حبیب عجمی کے پیچھے اس خیال سے بلا نماز پڑھے واپس ہوئے کہ یہ عجمی ہیں ' انکی قراءت کامل قراءت نہیں ہے۔ حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو الہام ہوا ' حسن ! تم نے یہ کیا کیا؟ اگر تم حبیب عجمی کے پیچھے نماز پڑھتے تو تمہاری نماز تمہاری سب نمازوں کی سردار ہوتی '

تم نے یہ موقع کھو دیا۔

الحاصل یہ کہ آپ اس رات محبوبِ خدا تھے ' اور شانِ محبوبیت ظاہر ہو رہی تھی ' سب کے سب نے آپ کو امام بنا کر یہ چاہا کہ خود میں بھی کچھ امام کی خوبی کا اثر یعنے بوئے محبوبیت آ جائے ' اسی لئے کہیں پیغمبر آپ کو امام بناتے تو کہیں فرشتے۔

مسلمانو ! آپ نے دیکھا اذان ہو رہی ہے ' خدائے تعالیٰ تصدیق فرما رہا ہے ' خوش ہو جاؤ ' اگر ہمارا خاتمہ ایمان پر خدائے تعالےٰ فرمادے تو ایک دن انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے لئے بھی ایسا ہی آئے گا جب ہم قبر میں پڑے ہونگے اور نکیریں فرشتے ہمارے سامنے ہوں گے اور ہم اپنی زبان سے " ربی اللہ و نبیّ محمد رسول اللہ " کہ رہے ہونگے اس کے جواب میں خدائے تعالیٰ خود فرمائے گا ' صدق عبدی صدق عبدی میرا بندہ سچّا ہے ' قبر میں پڑا ہوا سچ بول رہا ہے۔

(سلسلہ واقعہ معراج یوں ہوا کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔ الہٰی ! جس طرح یہ فرشتے جمع ہیں اسی طرح میری امّت کے لئے بھی ایک دن ایسا عطا فرما جس میں سب جمع ہو کر عبادت کریں ' دعا قبول ہوتی ہے ' اور "دُعا مقبول" کا یہ نتیجہ ہے کہ جمعہ کا دن اسی طرح کی عبادت کے لئے مقرر کیا گیا۔

بیت المعمور میں جمعہ کے دن فرشتے اس طرح جمعہ پڑھتے ہیں کہ جبرئیل علیہ السلام اذان دیتے ہیں ' اسرافیل علیہ السلام خطبہ پڑھتے ہیں ' اور میکائیل علیہ السلام امامت کرتے ہیں ' اور سات آسمانوں کے

فرشتے ان کی اقتدا کرتے ہیں ؛ نماز سے فارغ ہو کر ہر ایک یوں کہتے ہیں :-

(1) جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اس اذان کا ثواب میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کے جمعہ کے مؤذنیں کو دیا۔

(2) اسرافیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے اس خطبہ کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امّت کے جمعہ کے خطیبوں کو دیا۔

(3) میکائیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ میں نے اس امامت کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امّت کے جمعہ کے اماموں کو دیا۔

(4) تمام فرشتے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی نماز کا ثواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امت کے تمام جمعہ کی نماز پڑھنے والوں کو دیا۔

سب فرشتے اپنے اپنے اعمال کے ثواب کے متعلق کہ چکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ؛ اے فرشتو ! جب تم نے ایسی سخاوت کی ہے ہیں تو خالق ہوں تم گواہ رہو ؛ میں نے جمعہ پڑھنے والوں کے گناہ بخش دیے اور آخرت کے عذابوں سے امن دیا۔

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ کر " بیت المعمور " سے باہر تشریف لائے ' اس امامت کے صلہ میں تین خطاب عطا ہوئے :۔

(1) یا محمد انک سید المرسلین اے نبی تم سارے نبیوں اور رسولوں کے سردار ہو '

(2) یا امام المتقین اے نبی تم جہاں بھر کے متقی پرہیز گاروں کے امام ہو '

(3) وقائد الغرا لمحجلین وضوء کی وجہ سے نور سے جو پنچکلیاں ہوں گے ان کو

جنت کی طرف لے کر چلنے والے ہو۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے سامنے سارے نبی پیش ہوئے ' کسی نبی کے ساتھ چالیس ۴۰ مسلمان تھے ' اور کسی کے ساتھ دو 2 'اور بہت سے ایسے بھی پیغمبر نظر آئے جن کے ساتھ ایک مسلمان بھی نہ تھا ' یعنے ساری عمر میں ان پر کوئی شخص بھی ایمان نہ لایا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نبی اور ان کے امّت جو پیش ہوئی اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بڑا بادشاہ جب آتا ہے تب ساری فوجیں اور فوجوں کے افسر پادشاہ کے سامنے پیش ہو کر سلام کرتے ہیں ' اسی طرح سارے انبیاء اور ان کی امت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش ہوئے ' کیا

اچھے نصیب ہیں اس امت کے جن کو نبیوں کا سردار نبی عطا ہوا۔

جب پورے نبی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گذر چکے' تب ایک عظیم الشان گروہ اہل اسلام کا آپ کے سامنے پیش ہوا' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کون ہیں؟ عرض کیا گیا یہ حضرت موسیٰ اور ان کی امت ہے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے امّت کی کثرت دیکھ کر خیال ہوا شاید موسیٰ کی امّت میری امّت سے زیادہ جنّت میں جائے گی اور کچھ ملال بھی ہوا۔

فوراً وہ امّت آپ کے نظروں سے غائب ہو کر' ایک دوسری امّت جو پہلی امت سے ہزار درجے زیادہ اور کثرت سے تھی' آپ کے سامنے پیش ہوئی اور کہا گیا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ غم نہ فرمائیں' یہ آپ کی امت آپ کے سامنے حاضر ہے جو تمام امتوں سے زیادہ ہے' آپ کی امت میں سے اس جماعت کے سوا ایک اور جماعت ایسی بھی ہے جن میں ستّر ہزار بلا حساب و بلا سوال جنت میں جائیں گے۔

جس طرح دنیا کے بادشاہوں کا ملک گیری اور مال و سلطنت سے جی نہیں بھرتا اگر سات ملک قبضہ میں ہوں تو آٹھویں ولایت کا خیال کرے گا' اسی طرح نبیوں کا جی امّت کے مسلمانوں سے نہیں بھرتا' جتنا بڑا نبی ہوگا اسی قدر اس کی خواہش اور حرص امت کے لئے زیادہ ہوگی' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو "حریص علیکم" ہیں' آپ جس قدر امّت کے اسلام لانے کی حرص کریں تھوڑی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرص اور دنیا کے بادشاہوں کے حرص میں بہت بڑا فرق ہے' غرض حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امّت کی کثرت ملاحظہ فرما کر خوش ہوتے ہوئے سدرۃ المنتہیٰ کے طرف چلے۔

سدرۃ المنتہیٰ عجب قسم کا بہت بڑا درخت ہے :

اس کی ٹہنیاں سونے کی اور پتّے ہاتھی کے کان برابر' اس کے پھل زمرد کے' اور اس قدر بڑے کہ جیسے بڑے بڑے گھڑے' اس کو منتہیٰ اس لئے کہتے ہیں کہ دنیا کے اعمال وغیرہ وہاں جاکر منتہی ہو جاتے ہیں' اور عرش کے احکام بھی وہاں آکر ٹھیر جاتے ہیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی مسرّت میں تمام آسمانوں کے فرشتے اجازت لے کر اس درخت پر اس قدر جمع ہو گئے تھے کہ ایک پتّا بھی نظر نہیں آتا تھا آسمان کے تاروں یا جنگل کی ریت کے طرح بے گنتی فرشتے ہی اس درخت پر نظر آتے تھے۔ یکایک اس درخت پر اللہ تعالیٰ کی تجلی ہوئی جیسی کوہ طور پر ہوئی تھی مگر فرق یہ تھا کہ طور کے ٹکڑے ٹکڑے ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے' یہاں نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہوئے اور نہ سدرہ پر کچھ اضطراب ہوا' اس درخت پر جمع شدہ فرشتوں نے آپ کو دیکھ کر سلام عرض کیا اور بیحد خوش ہو کر کہنے لگے۔

آمدی ای آمدنت بس خوش است   آپ تشریف لائے ہیں آپ کی آمد بہت خوش کرنے والی ہے

دیدنِ روئے تو عجب دل کش است آپ کا چہرہ مُبارک کا دیکھنا بے حد دل لبھانے والا ہے

خاکِ رہت بر سر ما تاج باد   آپ کے راستہ کی خاک ہمارے سر کا تاج بنے۔

ہر شبِ عمرت شبِ معراج باد   آپ کے عمر کی ہر رات ایسی ہی شب معراج ہوتی رہے

اور یہ بھی کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیا تحفہ پیش کریں ، قیامت تک ہم جو اطاعت کریں گے اس کا ثواب آپ کی امت کو بخشتے ہیں۔

جب سے مخلوق پیدا ہوئی ہے اس وقت سے سدرہ کے پاس ایک کرسی رکھی ہوئی ہے اب تک کسی کی مجال نہیں ہوئی کہ اس پر بیٹھ سکے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ کو اس کرسی پر بٹھایا ، اور عرض کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری ایک آرزو ہے ، میں نے دریافت کیا کہ وہ کیا ہے ؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا میرے ٹھرنے کی جگہ پر دو رکعت نماز پڑھیے، تاکہ آپ کے قدموں کی برکت سے میری جگہ مُبارک ہو جائے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا ، سدرہ کے تمام فرشتوں کے ساتھ مقام جبرئیل میں دو رکعت پڑھیں ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میں نے سدرہ کے پاس ایک نہر دیکھی جس کے کنارے پر یاقوت موتی ، زبرجد کے خیمے تھے اور وہاں خوش آواز پرندے چہچہا رہے تھے تاروں کی طرح کٹورے رکھے ہوئے تھے، اس نہر کا پانی دودھ سے زیادہ مفید اور شہد سے زیادہ میٹھا تھا، اور مشک سے زیادہ خوشبودار تھا، میں نے دریافت کیا یہ کیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور یہ "کوثر" ہے ، سدرہ المنتہیٰ کے پاس حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ تعالیٰ کے قدرت کے عجائبات ملاحظہ فرما رہے تھے کہ :۔

آپ کے سامنے یہاں بھی تین برتن پیش ہوئے' ایک شراب کا' دوسرا دودھ کا' تیسرا شہد کا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے دودھ کو اختیار کیا ' جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یہ فطرت یعنے دین اسلام ہے' خدائے تعالیٰ کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دودھ کی طرف ہدایت دی ' آپ کی امّت دین اسلام پر قائم رہیگی ' اگرآپ شراب اختیار فرماتے توآپ کی امّت گمراہ ہو جاتی ' اگرآپ شہد لیتے توآپ کی امت دنیا کے لذتوں میں پڑ جاتی' یہ دوسری مرتبہ ہے' اس سے پہلے بیت المقدس میں بھی ایسا ہی واقعہ پیش آیا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے سدرہ کے پاس ایک فرشتہ کو دیکھا بڑا قوی ہیکل ' ایسا فرشتہ میں نے کبھی نہیں دیکھا تھا' وہ فرشتہ خدا کی تسبیح ' اور ذکر میں مشغول تھا؟ میں نے اس کو سلام کیا ' وہ میری تعظیم کے لئے کھڑا ہوا نہایت محبت سے مجھ کو چھاتی سے لگایا ' میرے منھ پر بوسہ دیا ' اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو خوش خبری دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امّت کے روزہ داروں کو رمضان المبارک کی برکت سے بخش دیا ' میں اس فرشتہ کی خوش خبری دینے سے بہت خوش ہوا' پھر میری نظروں وصندوقوں پر پڑی جو اسکے سامنے رکھے ہوئے تھے' ان صندوقوں پر نور کے ہزاروں قفل پڑے ہوئے تھے' میں نے دریافت کیا کہ یہ صندوق کیا ہیں۔

اس فرشتہ نے جواب دیا کہ جو روزہ دار رمضان المبارک میں پورے مہینے کے روزے رکھتے ہیں انکو دوزخ سے آزادی لکھی جاتی ہے' یہ براء ت کا کاغذ اس صندوق میں رکھا جاتا ہے اور میرے ذمہ اس کی نگرانی ہے اور کہا" طوبیٰ لک ولامتک یا رسول اللہ "۔ (مبارک ہو آپ کی امّت کو یا رسول اللہ

)۔

میں نے ایک طرف اور ایک فرشتہ کو دیکھا جو سفید مرغ کی شکل کا تھا جو پانچ نمازوں کے وقت خوش آوازی سے خدا کا ذکر کرتا تھا' اس کی آواز جنّت میں جب پہنچتی ہے تو جنّت کی ڈالیاں ہلنے لگتی ہیں ' حوریں خوش ہو ہو کر ایک دوسرے کو مُبارک باد دیتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کی عبادت کا وقت آگیا '۔اور عرش تو کیوں جھوم رہا ہے' وہ عرض کرتا ہے کہ امّتِ محمدی جو نماز کو اٹھی ہے اس کی خوشی منا رہا ہوں۔

" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے' تم سب گواہ رہو کہ میری رحمت یہ پانچ وقت نماز پڑھنے والوں کے لئے واجب ہو گئی میں نظرِ رحمت سے انکو دیکھ رہا ہوں' جس کو نظر رحمت سے دیکھتا ہوں وہ دوزخ سے آزاد اور جنت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

یکایک جبرئیل علیہ اسلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم آیا کہ جبرئیل ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے فرماں برداروں کے لئے میں نے جو جنت تیار کی ہے وہ ان کو دکھلاؤ' اس کے ساتھ ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکم الہیٰ سے جنت کی سیر کو تشریف لیجا رہے تھے کہ اثنائے راہ میں جنت کا دروازہ نظر آنے لگا۔

اُدھر جنت میں جو تیاری ہو رہی تھی اسکو کسی شاعر نے خوب کہا ہے۔

کی تھی فردوس کی رضواں نے بڑی تیاری

جتنی حوریں تھیں وہ سب پہنے تھے جوڑے بھاری
نخل چھانٹے گئے تھے صاف ہر ایک تھی کیاری
خوبصورت تھا جو ہر پھول تو کلیاں پیاری
کسی گل رو کی قبا کا نہیں ایسا دامن
بن گیا قدرتی قالین زمیں کا دامن
آمدِ سرورِ عالم سے سجا تھا گلزار
نونہالان گلستاں کی دورویہ تھی قطار
سروشمشاد نقیبانہ کھڑے تھے ہشیار
سر پہ باندھی تھی شہ گل نے گلابی دستار
تمغہ پایا گل لالا نے تو سالاری کا
گلِ عباس کو عہدہ تھا علم داری کا
چوٹیاں اونچے درختوں کی یہ دیتی تھیں صدا
پہلے ہم دیکھیں گے نورِ رُخ شاہ والا
پُھل گئے آتشِ فرقت سے پھلوں نے یہ کہا
ٹوٹ کر دیکھنے کو ہم تو گریں گے بہ خدا

سر سری ڈال کے اپنے قد و قامت پہ نظر
سب سے اونچا ہوں کہا سرو نے خوش ہو کر
پہلے دیکھوں گا میں ہی نورِ رُخ پیغمبر
میں تو کچھ کم نہیں شمساد اکڑتا ہے کدھر
فخر اور ناز سے گلشن کی زمیں نے یہ کہا
پاؤں سر پر میرے رکھیں گے شہنشاہِ ہدا
خوابِ راحت سے یہ کہتا ہوا سبزہ چونکا
سب سے پہلے میں ہی حضرت کے قدم چوموں گا
درِ جنت نے کہا یہ تو ہے درجہ میرا
پاؤں رکھدیں گے تو بڑھ جائے گا رتبہ میرا
ایسے میں غل ہوا سیر کو فردوس کے آتے ہیں حبیب
بولا رضواں کہ بھلا میرے کہاں تھے یہ نصیب
پیشکش کیا کروں اس شاہِ زمن کے میں غریب
صدقہ آپ ہی کا ہے جو خلد میں ہے چیز عجیب
کوئی دعوت کی نہیں بنتی ہے مجھ سے ترکیب
مگر امّت کے مکانوں کی دکھاؤں ترتیب
ناگہاں آنے لگی کانوں مے آوازِ نقیب
عرض کرنے لگا یوں جا کے سواری کے قریب
مرحبا سید مکی مدنی العربی

دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے میں جب جنت کے قریب ہو گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ جنت کی چار دیواری سونے کی ہے اس میں ایک اینٹ یاقوت کی اور ایک اینٹ زبرجد کی ہے' جنّت کا دروازہ اس قدر چوڑا ہے کہ اگر اس میں چلیں تو چالیس برس میں طے ہو گا' یہ چوڑائی اس لئے ہے تا کہ بے گنتی مخلوق آ سکے او اونچا بھی بہت ہے اور اس پر اونچے اونچے بالا خانے ہیں دروازہ کا محل وقوع ایسا ہے جہاں سے میدانِ قیامت بالکل سامنے نظر آئے گا' میں نے پوچھا یہ اونچے بالا خانے کس کے واسطے ہیں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ ان بالاخانوں پر قیامت کے دن تمام حوریں جمع ہو جائیں گی ' جب مسلمان اپنی اپنی قبروں سے نکلیں گے تو پچاس ہزار برس مسافت کا میدانِ قیامت اور وہاں کی مصیبتیں دیکھ کر گھبرائیں گے' اس وقت ہر ایک حور اپنے اپنے خاوندوں کو پکارے گی کہ گھبراؤ نہیں جلدی آؤ' جلدی آؤ' حوروں کو دیکھ کر اور انکی باتیں سُن کر جنتی میدانِ قیامت بہت آسانی سے طے کریں گے۔

جب بالکل جنت کے دروازہ کے سامنے سواری مُبارک پہنچی تو جنت کے دروازہ پر لکھا ہوا تھا:۔

(1) خیرات کا دس گناہ ثواب ہے (2) قرض بے سود دینے کا اٹھارا گنا ثواب ہے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ جبرئیل اسکا کیا مطلب ہے' جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا سائل تو کبھی بلا ضرورت بھی مانگتا ہے اور دینے والا دیتا بھی ہے' برخلاف اس کے سخت ضرورت والا ہی قرض مانگتا ہے' خیرات مانگنے والے کو عادت ہوتی ہے' قرض مانگنے والے کو عادت نہیں ہوتی ' شرم سے کٹا جاتا ہے ' ان وجوہات کی وجہ سے قرض دینے کا بڑا ثواب ہے۔

جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم جنت کے دروازہ پر پہنچتے اس وقت کی پوری کیفیت کوئی کیا بیان کر سکتا ہے البتہ کسی شاعر نے اس کیفیت کو کسی قدر یوں ظاہر کیا ہے۔

پہنچے جس دم فردوس پر شاہ عالم   چلی جنت کی ہوا لینے کو سرور کے قدم

نوبت آمد کی بجانے لگے غنچے پیہم   بلبلیں گانے لگیں نعت کے نغموں کو بہم

پہنچا رضوان تو گلدستۂ جنت لے کر   اور ادریس بڑھے نور کا خلعت لے کر

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ سے گذرنے لگے تو فرشتہ نور کا طبق بھر بھر کے سر پر سے نثار کرنے لگے' جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سے جنت بنی ہے ' اس وقت سے یہ فرشتے اس لئے مقرر ہیں کہ قیامت کے دن آپ اور آپ کی امت یہاں سے گذرے تو اسی طرح طبق نثار کریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جو جنّت میں جائے گا' ہمیشہ نعمت میں رہے گا' کسی قسم کی تکلیف نہ ہو گی ' اور اس کا قیام جنت میں ہمیشہ رہے گا' کبھی موت نہ آئے گی ' کپڑے پرانے نہیں ہونگے' جوانی ختم نہ ہو گی ' اور محلوں کو میں نے دیکھا طرح طرح کے تھے' ان میں کوئی محل موتی کا تھا تو کوئی زبرجد کا؟ اور کوئی سونے کا تھا' ان کے کنگورے چاندی کے بہ شکل مہتاب بنے تھے کہیں سونے کے تخت بچھے ہیں ' کہیں یاقوت کے تو کہیں موتی کے اور بالاخانو پر بلاخا بنے ہوئے

ہیں ، غرض ہر ایک نیک عمل کا ایک ایک محل تیار تھا، چنانچہ جنت میں ایک عظیم الشان محل دیکھ کر میں نے پوچھا یہ محل کس عمل کے صلہ میں حاصل ہوتا ہے، عرض کیا گیا کہ جو شخص کسی نابینا کا ہاتھ پکڑ کر جہاں وہ جانا چاہتا ہے وہاں پہنچائے تو اللہ تعالیٰ یہ محل اس کو عطا فرمائیں گے، میوہ کے درختوں ہیں پھل ٹپکتے ہوئے جس کا جو جی چاہے وہاں موجود ہوں گے جن کو نہ آنکھوں نے دیکھا نہ کانوں نے سنا اور جنت کا ہر وقت صبح کے وقت کا نمونہ ہوگا، فرحت وخوشی ہر وقت ہوگی اور محلوں کے سامنے کئی نہریں بہہ رہی ہیں ، کسی کا نام سلسبیل ہے، اور کسی کا تسنیم اور کسی کا زنجبیل ، ان نہروں کے کنارے سونے اور چاندی کے تھے اور ان میں کنکر موتی اور یاقوت کے۔

اس کے علاوہ اور چار نہریں علحدہ دوڑ رہی ہیں ، ایک پانی کی دوسری دودھ کی ، تیسری شہد کی ، چوتھی شراب کی ، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ نہریں کہاں سے آرہی ہیں تو آپ کو ایک موتی کے گنبد پر لے گئے، اس کے اندر سے یہ نہریں نکل رہی تھیں ، اس گنبد پر قفل لگا ہوا تھا ، وہاں جو فرشتہ تھا، اس نے کہا اس کے اندر جاکر ملاحظہ فرمایئے، آپ نے فرمایا یہ مقفل ہے کیسے جا سکتا ہوں۔

اس فرشتہ نے کہا اس کی کنجی آپ کے ہاتھ میں ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیسے ؟ اس فرشتے نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھیے، حضرت نے جب بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھی ، وہ قفل فوراً گر پڑا، آپ اندر تشریف لے گئے، اس گنبد کے اندر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم منقش تھا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے نقش سے چار نہریں اس طرح جاری تھیں۔

ziaislamic.com

(1) بسم اللہ کے میم سے پانی کی نہر۔

(2) لفظ اللہ کے ھا سے دودھ کی نہر

(3) رحمٰن کے ن سے شراب طہور کی نہر۔

(4) رحیم کی میم سے شہد کی نہر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی ہر کام کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھے گا وہ ان نہروں سے مستفید ہوگا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جنت کے درختوں کی کوئی کیا تعریف بیان کرے، جس میوہ کے لئے دل چاہا، دل میں خیال آتے ہی فوراً اس میوہ کی ٹہنی جھک کر جنتی کے سامنے ہو جائے گی، جب جنتی میوہ توڑ لے گا پھر سیدھی ہو جائے گی۔

غرض جنت کے ہر درخت پر عجب بہار تھی، ان پر خوش آواز پرندوں کا چہچہانا اور لطف بڑھا رہا تھا۔

نور کا ہر شجر خلد نے جامہ پہنا
لعل کے پھول سے پھولا تھا تو موتی سے پھلا
شاخ مرجان پہ زمرد کا لگا تھا پتّا
جس میں یاقوت کہیں اور کہیں ہیرا تھا جڑا
عرض اور طول میں ہر نخل تھا موزوں ایسا

کہ یقین سب کو تھا نور کے سانچے میں ڈھلا
اور ہر ایک شاخ پر یک مرغ خوش الحاں بیٹھا
دن بہ دم ولوئہ شوق سے تھا نغمہ سرا
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر! میں نے تمہارا محل جنت میں دیکھا سرخ سونے کا تھا' اور جو نعمتیں کہ اس میں تھیں وہ بھی دیکھیں ' حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا یارسول للہ وہ محل اور محل والا دونوں آپ پر سے قربان۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا عمر! میں نے تمہارا محل بھی دیکھا سرخ یاقوت کا تھا' اور اس کے نیچے نہر جاری تھی ' اس نہر کے کنارے ایک حور منہ دھو رہی تھی ' میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ عرض کیا گیا یہ عمر بن الخطابؓ کا ہے' پھر فرمایا عمر! مجھے تمہاری غیرت اور حیا یاد آئی' اس لئے میں تمہارے محلوں میں نہیں گیا ' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روتے ہوئے عرض کیا آپ سے غیرت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے محلوں کو دیکھتے ہوے آگے بڑھ گیا۔

چونکہ واقعہ معراج شریف میں جا بجا حور کا ذکر آیا ہے اس لئے حور کی خوبصورتی اور ان کے نغمے و سرور سے متعلق بھی کچھ لکھا جاتا ہے:۔

ziaislamic.com

خدائے تعالیٰ نے حور کو ایسا خوبصورت بنایا ہے جس کی تعریف خود اللہ تعالیٰ یوں فرماتا ہے۔

فیھن قصرات الطرف (لا ینظرن الی احد سوی زوجھن)
لم یطمثھن انس قبلھم ولا جان کانھن الیاقوت والمرجان-
ان میں نیچی نگاہ والی عورتیں ہیں (جو اپنے شوہروں کے سوا کسی کے طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھیں گی)
جنکو اہل جنت سے پہلے نہ کسی انسان نے ہاتھ لگایا اور نہ کسی جن نے گویا کہ وہ یاقوت اور مرجان ہیں

جنّت کی حور ہوں یا دنیا کی ' یہ بیویاں جنت میں ہر جماع کے بعد باکرہ ہو جائینگی۔

جنت میں حوروں کا راگ و نغمہ یہ ہوگا :۔

نحن الخالدات فلا نفنی ابدا
نحن الناعمات فلا نیبس ابدا
نحن الراضیات فلا نسخط ابدا
نحن المقمات فلا نظعن ابدا
نحن الضاحکات فلا نبکی ابدا
نحن الصحیحات فلا نسقم ابدا
طوبی لمن کان لنا وکنا لہ

ہم ہمیشہ رہنے والیاں ہیں جو کبھی فنا نہو گی

ہم نعمت میں رہنے والیاں ہیں کبھی تکلیف نہیں دیکھیں نگے

ہم شوہروں سے راضی رہنے والیاں ہیں کبھی غصہ نہیں کرینگے
ہم ہمیشہ قیام کرنیوالیاں ہیں کبھی کوچ نہیں کرینگے ،
ہم ہمیشہ ہنسنے والیاں ہیں کبھی نہیں روئیں گے
ہم تندرست رہنے والیاں ہیں کبھی بیمار نہیں ہونگے
مبارک ہو اسکو جو ہوگا ہمارے لئے اور ہم اسکے لئے

اور ہر ایک حور کے سینہ پر لکھا ہوا ہے۔ من احب ان یکون لہ مثلی فلیعمل بطاعۃ ربی۔ (جو چاہتا ہے کہ ہم جیسی ملیں اسکو چاہیئے کہ اپنے پروردگار کی اطاعت کرے)۔

حوروں کے حسن کا نمونہ یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے جنت بتائی تو جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ جبرئیل جنت کی طرف جاؤاور میرے تابعدار بندوں کے واسطے میں نے جو جنت بنائی ہے اس کو دیکھو ، جبرئیل علیہ السلام جب جنت میں گئے تو ایک حور نے کسی محل سے جھانکا اور مسکرائی ، اس کے دانتوں کا ایسا نور چمکا کہ جبرئیل علیہ السلام اس گمان سے سجدہ میں گرے کہ شائد خدائے تعالیٰ کی تجلی ہوئی حور پکاری یاامین اللہ سر اٹھاؤ ، جبرئیل علیہ السلام نے سر اٹھایا اور اس حور کو دیکھ کر فرمایا " سبحان الذی خلقک " (پاک ہے اللہ جس نے تجھے پیدا کیا) ، اس حور نے کہا جبرئیل علیہ السلام تم جانتے ہو میں

کس کے لئے پیدا ہوئی ہوں ' میں اس کے لئے پیدا ہوئی ہوں جو اپنی نفسانی خواہش پر اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کو مقدم کرے۔

ایسی خوبیوں والی حوروں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا " یا رسول اللہ دنیا کی عورتوں سے فرمائے کہ دنیا کی وہ عورتیں جو جنت میں جائیں گی وہ حوروں سے حُسن میں بری ہوئی ہونگی اس لئے کہ ہم عملِ نیک نہیں کئے ہیں ' وہ عورتیں دنیا میں عملِ نیک کئے ہوئے ہونگے : ان کا عمل نیک ان کا حُسن بڑھائے گا"۔

حوروں نے دنیا کی عورتوں کے جنت میں جانے کا جو ذکر کیا ہے اس کی دلیل قرآن مجید سے اس طرح ہوتی ہے :۔

إِنَّا أَنْشَأْنَاهُنَّ إِنْشَاءً فَجَعَلْنَاهُنَّ أَبْكَارًا عُرُبًا أَتْرَابًا لِأَصْحَابِ الْيَمِينِ–

ہم عورتوں کو اچھی طرح سے بنائیں گے ' شوہروں کی پیاری اور چاہنے والیاں اور آپس میں ہم عمر'

غرض معراج شریف میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جب حوریں ملیں تو اس طرح نغمہ سرا تھیں۔

حوریں کہتی تھیں کہ ہم لینے کو جایا کرتے
آپ ہر روز اسی طرح سے آیا کرتے
روز ہم یہ قدم آنکھوں سے لگایا کرتے

پیشوائی کے لئے دھوم مچایا کرتے
رُخ گلگوں سے عرق پونچھ کے لایا کرتے
اپنے کپڑوں کو پسینے میں بسایا کرتے
آپ کو تختِ زمرد پہ بٹھایا کرتے
سامنے ہم یہ کھڑے ہو کے سنایا کرتے
مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جنتیوں کا حُسن ہر وقت بڑھتا رہے گا جس طرح دنیا میں بڑھاپا بڑھتا رہتا ہے اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں ایک محل دیکھا جو عظیم الشان چاندی سونے کا جڑاؤ کیا ہوا ہے ' میں نے دریافت کیا کہ یہ محل کیا کسی پیغمبر یا صدیق یا فرشتہ کا ہے مجھ سے عرض کیا گیا ' آپ کے اس امّتی کا ہے جو صبح کی نماز جماعت سے پڑھے۔

" مسلمانو! یہ سب سامان بالکل خالی پڑا ہے اور اپنے برتنے والوں کا انتظار کر رہا ہے ' تیاری کرو "۔

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنت کی سیر سے فارغ ہو چکے تو جبرئیل علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا حکم آیا ' جبرئیل ! جیسا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو انکے دوستوں اور ان کے تابعداروں کا مقام جنت دکھایا ہے ' ایسے ہی ان کے دشمنوں اور نافرمانوں کا مقام دوزخ بھی دکھاؤ! جبرئیل علیہ السلام حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ پکڑے ' دوزخ کی طرف لے چلے ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میرے استقبال کے لئے ' ایک فرشتہ آیا ' میں نے ساتوں آسمانوں کے فرشتوں میں ایسا قوی ہیکل ہیبت ناک کوئی فرشتہ نہیں دیکھا ' وہ فرشتہ سیاہ رنگ کا اور کالے کپڑے پہنے ہوئے تھا ' سخت بد مزاج ہمیشہ غصّہ میں بھرا ہوا ' اس کے منہ سے آگ جھڑ رہی تھی ناک سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے اور آنکھوں سے آگ کی جیب نکل رہی تھی۔اس کے ایک ہاتھ میں لکڑی ایسی تھی کہ آدم سے قیامت تک پیدا ہونے والی مخلوق اگر اس لکڑی کو ایک طرف سے دوسری طرف کرنا چاہے تو نہیں کر سکتی ' اسکو دیکھ کر میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ یہ کون ہے ' اس کی ہیبت سے میرا جوڑ جوڑ کانپ رہا ہے ' میرے ہوش اڑے جا رہے ہیں ' اگر خدائے تعالیٰ مجھے نہ سنبھالے تو میری روح میرے جسم سے نکل جاوے ' جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دوزخ کے داروغہ ہے : ان کا نام مالک ہے جب سے کہ پیدا ہوئے ہیں کبھی نہیں ہنسے ' ہمیشہ غصہ میں رہتے ہیں ' مالک علیہ السلام مجھ سے بہت ادب سے ملے اور سلام کیا : میرا ہاتھ چومنے لگے۔

اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کو خوشخبری دیتا ہوں کہ آپ کی برکت سے آپ کے تابعداروں کے گوشت و پوست پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور مجھ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو آپ پر ایمان نہ لائے ' یا آپ کا نافرمان ہو اس پر رحم نہ کروں اور سخت سزا دوں۔

ان کے ساتھ اٹھارا فرشتے تھے ان کو زبانیہ کہتے ہیں ' ہر ایک ایسا قوی کہ چالیس ہزار کا ایک ہی وقت میں عذاب کر سکتا ہے ' یہ زبانیہ مالک کے ماتحت ہیں ' ان میں سے ہر ایک کے ماتحت بے گنتی فرشتے ہیں ' یہ سب دوزخ کا انتظام کرتے ہیں : ان کی تخلیق میں اللہ تعالیٰ نے رحم اور نرمی کو پیدا ہی

نہیں کیا ' آگ کے کیڑے 'سمندر پر جس طرح آگ کا اثر نہیں ہوتا' اسی طرح ان فرشتوں پر آگ کا اثر نہیں ہوتا۔

" میرے دوستو ! ایسے بے رحم غصیلے فرشتے جن کو دیکھ کر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وہ حال ہوا' بدکاروں اور نافرمانوں کا کیا حال ہوگا' ہائے کیسا ہوگا؟"

جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا مالک حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دوزخ دکھاؤ' مالک علیہ السلام نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ دوزخ ملاحظہ کرنے کی تاب نہ لاسکیں گے' حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس قدر میں برداشت کر سکتا ہوں اسی قدر دکھلاؤ' دوزخ تو جہاں تھی وہیں رہی آپ کے سامنے کر دی گئی۔

دوزخ کے دروازہ پر آپ نے لکھا ہوا ملاحظہ فرمایا :۔

(1) بے نمازیوں کے لئے (ویل) ہے (2) مشرکوں کے لئے ویل ہے۔ (3) کم ناپنے والوں کے لئے ویل ہے۔

دوزخ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ظاہر ہوئی تو آپ نے وہ عذاب' وہ بلا' وہ مصیبت ' وہ آفت ملاحظہ فرمائی کہ الامان' الامان۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ سے متعلق جو ارشاد فرمایا ہے اس کو کسی قدر لکھا جاتا ہے :۔

دوزخ کی آگ

دوزخ میں آگ سیاہ ہے' دنیا کی آگ' دوزخ کی آگ سے ستّر حصّہ کم ہے' اگر دنیا کی تھوڑی سی آگ دوزخ میں دوبار ڈبو دی جائے تو تم کبھی اس کو اپنے کام میں نہ لاسکو گے' یہ دنیا کی آگ' دوزخ کی آگ سے پناہ مانگتی ہے۔

جب آدم علیہ السلام دنیا میں آگئے اور پکانے کے لئے ان کو آگ کی ضرورت ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے دوزخ سے ایک چنگاری لے کر اور ستّر مرتبہ پانی سے دھو کر ایک پہاڑ پر رکھ دیا' پہاڑ پگھل گیا اور وہ چنگاری پھر دوزخ میں جاکر مل گئی' صرف اس کی بھاپ رہ گئی جو یہ ہماری آگ ہے۔

اگر کسی شخص کو دوزخ کی آگ سے مغرب میں عذاب دیا جائے تو اس کی حرارت کا مشرق کے رہنے والوں پر اثر پڑے گا۔

دوزخ کے سانپ' بچھو

آگ کا شعلہ دوزخیوں کے اندرونی اجزا میں دوڑتا ہے اور ظاہری اعضاء پر سانپ بچھو پلتے ہیں اور ڈستے ہیں' ہائے بچھو بھی معمولی نہیں' ہر بچھو خچر برابر اور دوزخ کا سانپ اونٹ برابر ہوتا ہے' بچھوؤں کی ڈنک کھجور کے درخت برابر' اور بچھوؤں کے زخم کی تکلیف چالیس سال تک رہے گی'

جہنم میں درندے اور کتے الگ ایذا دیں گے اور وہاں آگ کی تلواریں ہونگی فرشتے ان سے دوزخیوں کا عضو عضو جدا کریں گے۔

دوزخیوں کی غذا

دوزخ میں جو غذا دیجائے گی اس کا نام" ضریع " ہے یہ ضریع ایک کانٹے دار چیز ہے اس کا ذائقہ ایلوے سے زیادہ کڑوا اور اس میں مردار سے زیادہ بدبو` اور آگ سے زیادہ گرم اور یہ ضریع بھوک کی آگ کو نہیں بجھاتی ` حلق میں اٹکی رہتی ہے اور دوزخ میں بھوک ایسی رہے گی کہ اس کے برابر کوئی عذاب نہیں۔

دوزخ کا پانی

دوزخ میں جو پانی پینے کو ملے گا اس کا نام" غسلین " ہے یہ غسلین دراصل دوزخیوں کا کھولتا ہوا پیپ و لہو ہوتا ہے اس کے علاوہ دوزخ میں ایک چشمہ ہے جس کا نام" غسّاق" ہے تمام زہریلے جانوروں کا زہر اس میں جمع ہو کر کھولتا ہے` دوزخیوں کو اگر اس میں غوطہ دیا جائے تو اس کے اثر سے ان کا گوشت و پوست ہڈیوں سے جدا ہو کر ان کے پاؤں پر گر پڑیگا ` غرض دوزخیوں کو پینے کے لئے یہ چیزیں دی جاتی ہیں۔

دوزخی کپڑے

اگر دوزخیوں کے کپڑوں میں سے ایک کپڑا آسمان اور زمین کے درمیان لٹکا دیا جائے تو اس کی حرارت اور بدبو سے سب جاندار مر جائیں اور دوزخیوں کو " قطران " کا لباس پہنایا جائے گا جس سے انکا چمڑا نکل جائے گا۔

دوزخی زنجیر

اگر دوزخیوں کے زنجیروں کا ایک حلقہ دنیا کے پہاڑوں پر رکھا جائے تو وہ حلقہ زمین کے سات طبقوں کو سوراخ کر کے نکل جائے۔

دوزخ کا بادل

دوزخی جب پیاس پیاس چلائیں گے تو ایک کالا بادل اٹھے گا ' اور تمام دوزخ کے میدان پر چھاجائے گا ' دوزخی جب اس بادل کو دیکھیں گے تو بہت خوش ہوں گے ' اس بادل میں سے آگ کے پتھر اور بچھو برسینگے تو دوزخیوں کے لئے عذاب پر عذاب ہو جائے گا۔

نصیحت

ان تکلیفوں کے مد نظر اگر کسی کے پاس تمام دنیا ہو تو وہ چاہے گا کہ اس تکلیف کے بدلے میں دے ڈالے ' وہ وقت بھی عجب حسرت کا وقت ہو گا ' فرشتے دوزخ کی طرف لے جائیں گے اور دوزخ میں گرتے ہی منھ کالے اور آنکھیں زرد ہو جائیں گی ' دوزخیوں کے منھ پر مہر لگائی جائیگی اور ان کو آتشی لباس پہنایا جائے گا اور دوزخ کے زبانیہ فرشتے آتے ہی ان کو پہلے منھ کے بل دوزخ میں گرائیں

گے ' اس کے بعد آھنی گرزوں کا عذاب شروع کردیں گے۔

دوزخ کی چکّی

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں قِسم قِسم کے عذاب دیکھ رہا تھا کہ میری نظر چکیوں پر پڑی ' جن کے پاٹ پہاڑ کے برابر تھے ' میں نے جبرئیل علیہ السلام سے دریافت کیا کہ اے جبرئیل کیا خدا کے نافرمان یہاں چکی پیں یں گے ' جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) دوزخی ،چکی نہیں پیسیں گے بلکہ خود دوزخیوں کو ان چکیوں میں پیسا جائیگا۔

امّت کے لئے مالک کی نصیحت

مالک علیہ السلام نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے طرف سے آپ اپنی امت کو نصیحت فرمایئے کہ دوزخ نافرمانوں کی جگہ ہے اس ہیبت ناک جگہ سے وہ بچتے رہیں ' خود کو اس کا مستحق نہ بنائیں ' میں خدا کے نافرمانوں پر ہرگز رحم نہیں کرونگا ' بوڑھوں کی سفید ڈاڑھی پر مجھے شفقت آئیگی اور نہ جوانوں کے درد بھرے دل پر ' ان لفظوں سے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مالک کا منھ حیرت سے دیکھتے رہے۔

پھر مالک سے پوچھا اچھا اس دوزخ کے طبقات کا تو ذکر کرو ' تب مالک نے کہا ایک کے تلے اوپر دوزخ میں سات طبقات ہیں ' پھر بیان کیا کہ کسی طبقے میں منافق اور کسی میں مشرک اور کسی میں یہود اور کسی میں نصاری رہیں گے ' اس طرح دوزخ کے چھ طبقات کا ذکر کر کے مالک خاموش ہو گئے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلمنے دریافت فرمایا ساتویں طبق میں کون ہونگے مالک شرمانے لگے اور کہا مجھے اس وقت جواب سے معاف فرمایے ئے۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری پریشانی زیادہ ہو رہی ہے بولو مالک ' شاید آج اس کا کچھ تدراک ہو سکے ' مالک نے کہا کیا عرض کروں اس ساتویں طبق میں آپ کی امّت کے وہ گنہگار ہوں گے جو بے توبہ مر گئے ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہت دکھ سے رونے لگے اور فرمایا کہ جبرئیل کیا میری امت بھی دوزخ میں جائے گی ' یہ جملہ بار بار فرماتے تھے اور روتے جاتے تھے۔

ادھر جبرئیل علیہ السلام بھی رو رہے تھے ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل تم کیوں روتے ہو ؟ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا جب سے ابلیس کا وہ حال ہوا اپنی حالت پر اطمینان نہیں ' اور یہ بھی ' ڈر ہے کہ ہاروت ' ماروت کی طرح کہیں کسی بلا میں مبتلا نہ ہو جاؤں ' حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کی کوئی حد نہ رہی امت کے لئے ایسا رونا اور ایسا غم کرنا اور اس طرح کا صدمہ اٹھانا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک ہزارہا انبیاء آئے کسی میں دیکھا گیا نہ سنا گیا ' اس رونے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وحی آئی " اے میرے محمد ! یہ رونے کا وقت نہیں ہے ' اچھا اس رونے کے صلے میں ہم بخشش کے چند اسباب عطا کرتے ہیں۔

بخشش کے چند اسباب

پہلا سب توبہ

میرے پارے زہر اگر ڈاکٹر کا بیٹا بھی کھائے تو اس کا اثر ہونا ضروری ہے ' اور سانپ کاٹے تو کیا اثر نہیں ہو گا ' اسی طرح گناہ کا اثر بھی ناگزیر ہے ' اگر کوئی گنہگار توبہ کرے تو ہم اس کو پاک کر دیں گے '

اور توبہ اس کے سب گناہوں کو ایسا کھا جائے گی جیسے کہ عصاء موسیٰ جادو گروں کے سانپ کھا گیا تھا۔

بخشش کا دوسرا اسبب شفاعت

سانپ کے منتر سے جس طرح زہر اترتا ہے اسی طرح آپ کو شفاعت کا وہ مرتبہ دیتے ہیں ' جس سے گناہوں کا زہر اتر جائے گا۔

بخشش کا تیسرا اسبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا گریہ وزاری سے دُعا

خدائے تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہماری بارگاہ میں رونے کا بدلہ خوشی ہے اور آنسو بہانے کا ثمرہ ہنسی ہے۔

تانہ گرید طفل کے جوشد لبن
تانہ گرید ابر کے خندو چمن

بچہ کے رونے سے ماں کے سینے میں دودھ ابلتا ہے' ابر کے رونے یعنے برسنے سے چمن میں تازگی ورونق آتی ہے۔

خشک بادلوں کا حصہ چمن کو ہرا بھرا کرنا نہیں ہے' بے دودھ کی چھاتی والی ماں کا حق بچے کو پالنا نہیں ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں کے آنسوؤں کا حق ہے کہ گنہگاروں سے سب گناہ دھل کر جنت کا چمن آباد ہو۔

بخشش کا چوتھا سبب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے خاص

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بخشائش کے علاوہ سامان فرمارہے ہیں وہ یہ کہ ہر نبی کو ایک دعائے مقبول دی گئی تھی' دیگر انبیاء نے اس دُعا کو اپنی امّت کے لئے عذاب مانگ کر ختم کر دیا' مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دُعا کو قیامت کے لئے محفوظ رکھا ہے' نہ جانے اس دُعا سے آپ کس قدر گنہگار بخشوائیں گے۔

زندوں کے دعائے مغفرت سے بخشائش کا پانچواں سبب

گنہگار گناہ لے کر قبروں میں داخل ہوں گے' اور جب قبروں سے اٹھیں گے' ان کے گناہ معاف ہوچکے ہوں گے' اوران کی مغفرت ہوچکی ہوگی' اس بخشائش کی وجہ یہ ہوگی کہ زندہ مسلمان

مردوں کے لئے جو مغفرت مانگتے ہیں ` اس مغفرت سے مردوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبۂ عالی بخشش کا چھٹا سبب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کیا ہونا چاہیئے کہ کُل ایک سو بیس صفیں جنت میں جائیں گی ` آدم سے عیسیٰ تک سارے نبیوں کی امّت کی چالیس صفیں جنّت میں جائیں گی ` اور آپ کی اسی صفیں جنت میں جاویں گی۔

" میرے دوستو! باپ کی میراث سے بیٹی کو ایک حصہ اور بیٹے کو دو حصہ ملتے ہیں ` آدم کی میراث جنت سے اور پیغمبروں نے بہت کوشش کی مگر بیٹی کے حصہ سے زیادہ نہ دلا سکے ` قربان جایئے حضور صلی ا للہ علیہ وسلم کے آپ نے آدم علیہ السلام کی میراث جنت سے ہم کو بیٹے کا حصہ دلایا ` اور آپ نے سب سے پیچھے آنے والی امت کو سب سے آگے بڑھادیا"۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آخر آپ کی امّت کو کچھ تو کرنا ہی پڑے گا` آپ کی خاطر میں چھوٹے چھوٹے اعمال پر بڑا بڑا ثواب دے کر دوزخ سے آزاد کروں گا` چھوٹے عمل سے بڑے اجر کے چند امثال یہ ہیں :۔

حدیث شریف (1)

خدا کے واسطے آپس میں محبت رکھنے والے دو شخص جب باہم مسکراتے ہوئے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو جدا ہونے سے پہلے ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ بخش دئے جاتے ہیں-

حدیث شریف (2)

جس آدمی کے قدم خدا کے راستہ میں خاک آلود ہوئے ہوں خدا اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیتا ہے۔

حدیث شریف (3)

میری امّت میں سے عصر کی پہلی چار رکعت سنّت پڑھنے والا جیتے جی بخش دیا جاتا ہے، اور اس کو خدائے تعالیٰ مہربانی کی نظر سے دیکھتا ہے۔

حدیث شریف (4)

صبح کی نماز پڑھکر اپنے مصلّے پر بیٹھا رہے اور ذکر الٰہی سے زبان کو تر رکھے، پھر اشراق کی دو رکعت پڑھکر اٹھے تو سمندر کے جھاگ سے زیادہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اور حج و عمرہ کا ثواب ملتا ہے، ایسے شخص کے جسم کو دوزخ کی آگ نہ چھوئے گی۔

حدیث شریف (5)

جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی ضرورت کے وقت کام آئے گا اور اس کی خیر خواہی کرتا رہے گا اللہ تعالیٰ اس کے اور دوزخ کے مابین ایسے سات خندق بنادے گا کہ ہر خندق سے دوسری خندق کا فاصلہ

زمین وآسمان کے فاصلہ کے برابر ہوگا۔

حدیث شریف (6)

حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ لوگو! دسترخوان پر اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ دیر تک بیٹھا کرو' کیوں کہ جتنی دیر بیٹھو گے قیامت میں اس کا حساب نہ ہوگا۔

حدیث شریف (7)

جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے آبرو کی اس کے پیٹھ پیچھے نگاہ رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے آزاد کردے گا۔

حدیث شریف (8)

جو شخص کھانا کھاکر برتن کو صاف کردیتا ہے' برتن اس کے حق میں یہ دعا کرتا ہے " الھم اعتقہ من النار کما اعتقنی من الشیطان " (اے اللہ اس کو دوزخ سے آزاد کر جیسا کہ اس نے مجھکو شیطان سے آزاد کیا ہے) کیوں کہ برتن میں بچا ہوا شیطان چٹ کر جاتا ہے۔

حدیث شریف (9)

اللہ تعالیٰ اس بات کو بہت پسند کرتا ہے کہ اپنا بندہ مع اہل و عیال کے ایک دستر خوان پر کھائے' جمع ہوتے وقت مغفرت ان کا حصّہ ہو جاتی ہے۔

حدیث شریف (10)

جو اپنے بھائی مسلمان کے طرف محبت کی نظر سے دیکھتا ہے نگاہ پھیرنے سے پہلے بخشا جاتا ہے۔

حدیث شریف (11)

جو شخص بعد نماز صبح و شام تین مرتبہ جنت کا یہ سوال کرے" الھم ادخلنی الجنتہ "تو جنت جواب دیتی ہے الہیٰ اسے جنت میں داخل کردے اور سات مرتبہ بعد نماز صبح و مغرب" الھم اجرنی من النار " (اے اللہ دوزخ سے بچالے) تو دوزخ کہتی ہے الہیٰ اس کو دوزخ سے بچا' جس دن یہ پڑھا جائے گا اس دن یا اس رات مرے جنت میں جائے گا۔

ان تفصیلات سے اس آیت " ولسوف یعطیک ربک فترضی " (آپ کو اللہ تعالیٰ وہ وہ دے گا جس سے آپ راضی ہو جائینگے) کی تفسیر معلوم ہوئی۔

خدائے تعالیٰ کا ناصحانہ حکم

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ واپس ہوکر امّت کو جنّت کی نعمتوں سے اور دوزخ کے عذابوں سے خبردار کر دیجئے اور فرمادیجئے کہ تم خوش نصیب امّت ہو‘ ہم کو تمہارے پیغمبر کی خاطر منظور ہے ہم ذرا ذرا سے کام پر بڑا بڑا ثواب دیکر تم کو دوزخ سے بچالیں گے مگر تم کو بھی کچھ کرنا ہی چاہیے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں جب جنّت اور دوزخ کی سیر سے فارغ ہوگیا اور سدرۃ المنتہیٰ کے پاس آیا تو جبرئیل علیہ السلام میرا ہاتھ پکڑ کر سدرۃ المنتہیٰ کے باہر لائے اور خود ٹھیر گئے‘ مجھے رخصت کر کے میرا ساتھ چھوڑنا چاہا تو میں نے کہا جبرئیل کیا ایسے مقام میں کوئی دوست اپنے دوست کو چھوڑ دیتا ہے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یہ مقام عالی خدائے تعالیٰ حضور کو مبارک کرے‘ جبرئیل کی مجال نہیں جو بال برابر بھی آگے بڑھ سکے‘ آج حضور کو وہ مرتبہ ملا ہے کہ جو مجھے ملا نہ کسی پیغمبر کو۔

بہ مقامے کہ رسیدی نہ رسید ہیچ نبی (جس مقام پر آپ پہنچے ہیں اس مقام پر کوئی نبی نہیں پہنچ سکے)

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل تم بال برابر آگے بڑھتے ہو تو جل جاتے‘ خدا کی عزّت وجلال کی قسم اگر میں ایک قدم پیچھے ہٹوں تو خدا سے وصال کے شوق کی طپش

سے جل جاؤں گا۔

غرض جبرئیل علیہ السلام باوجود پر ہونے کے رہ جاتے ہیں اور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے تشریف لے جاتے ہیں۔

تیرا رازِ محبت کھل گیا معراج کی شب کو پہنچ جائیں وہاں بے پر جہاں عاجز ہوں پر والے

جبرئیل علیہ السلام کے سدرۃالمنتہٰی پر ٹھہر جانے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے بڑھ جانے کے راز کو مضمون ذیل پر غور کیجئے تو بہ آسانی سمجھ میں آجائے گا:۔

(۱) پانی کا مرکز نیچے ہے (۲) پانی کے اوپر ہوا کا مرکز ہے (۳) اور سب سے اعلیٰ مرکز آگ کا ہے اگر اس عالم میں کسی حکمت سے پانی ' ہوا' اور آگ مل کر چلیں گے تو ہر چیز اپنے اپنے مرکز پر آکر رک جائے گی ' آگے نہ بڑھ سکے گی ' اسی طرح سارے انبیاء اور رسول اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیت المقدس سے ماز کے بعد باہم مل کر آسمان پر چلے' بلاآخر سارے انبیاء سات آسمانوں تک گئے آگے کوئی نہ جاسکا' سدرۃالمنتہٰی کے قریب جبرئیل علیہ السلام بھی رہ گئے مگر ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اعلیٰ مقام پر پہنچے ' اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ کا مرکز سب سے اعلیٰ تھا' اوروں کا مرکز نیچے۔

” میرے دوستو ! ذرا ابراہیم علیہ السلام کی معراج کو دیکھئے ٗ جب آگ کے طرف چھوڑے گئے ٗ تو جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں ” ہل لک حاجۃ “ (کیا آپ کو کچھ حاجت ہے) ادھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کے وقت جبرئیل علیہ السلام کہتے ہیں کہ اگر ذرا آگے بڑھوں تو جل جاؤں گویا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم زبان حال سے یوں فرماتے ہوئے آگے بڑھ جاتے ہیں۔

تو اے روح القدس بہ نشیں بہ درگاہ

(آپ اے جبرئیل اپنے مقام پر ٹھیر جاے ئے آگے بڑھنے کی تکلیف نہ کیجئے ٗ مجھ کو خدا کے ساتھ ایسا مقام

مشور نجہ کی ” لی وقت مع اللہ“

حاصل ہوا ہے کہ دوسرا وہاں نہیں پہنچ سکتا ہے)

گذشت آں نوبت قولا ثقیلا

(قول ثقیل کہنے کا وقت گذر گیا (یعنے فرمان جبرئیل

کے ذریعہ سے بھیجنے کا وقت نہ رہا٬ اب راز و نیاز

تو از پردہ بروں رو جبرئیل

کا وقت ہے) اس لئے تم اب اے جبرئیل پردے سے باہر چلے جاؤ

جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا حضور ! اب آپ خدائے تعالیٰ کے سامنے جاتے ہیں میری ایک درخواست ہے جو خدائے تعالیٰ سے عرض کر کے منظور کرادیجئے وہ یہ ہے کہ مجھے اس امر کی اجازت مل جائے کہ قیامت کے دن آپ کی امّت کے لئے پل صراط پر اپنے پر بچھادوں تا کہ وہ بآسانی پل پر سے گذر جائیں ' اس پر میں نے جبرئیل علیہ السلام کو دُعا دی کہ خدائے تعالیٰ تم کو برکت دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ اس گفتگو کے بعد جبرئیل علیہ السلام پیچھے ہٹ گئے۔

تیسرا باب

تیسرا باب ان واقعات کے بیان میں جو سدرۃالمنتہٰی سے بالائے عرش تک کے سیر میں پیش آئے ۔

ایک فرشتہ ظاہر ہوا' اس کو دیکھ کر جبرئیل علیہ السلام نے کہا قسم اس ذات پاک کی جس نے آپ کو دین حق دیکر بھیجا ' جب سے میں پیدا ہوا ہوں میں نے کبھی اس فرشتہ کو نہیں دیکھا ' حالانکہ میں سب مخلوق سے زیادہ خدا کا مقرب ہوں۔

وہ آنے والا فرشتہ مجھے لے چلا ' چلتے چلتے ستر ہزار پردے طے ہوئے ' ہر پردہ پانسو.برس کے راستہ کا تھا ' راستہ میں دیکھا کہ میکائل علیہ السلام کھڑے کپکپا رہے ہیں ' میں نے کہا تمہارا ایہی مقام ہے ' انھوں نے کہا " جی ہاں اگر میں اس جگہ سے سر مو بھی تجاوز کروں تو جل جاؤں گا " اس سے جب آگے چلا تو اسرافیل علیہ السلام کو دیکھا ان کی کیفیت یہ ہے کہ وہ ہر روز تین مرتبہ دوزخ کی طرف عبرت سے دیکھتے ہیں ' اور خوف الٰہیٰ سے اتنا روتے ہیں کہ اگر ان کے آنسو جمع کئے جائیں اور زمین والوں پر ڈالے جائیں تو نوح علیہ السلام کے زمانے کی طرح طوفان اٹھ کھڑا ہو ' جب میں ہزار ہا پردے طے کر چکا تو " روح فرشتہ " سے ملاقات ہوئی ' جس کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح ہے :۔

" یوم یقوم الروح والملئکۃ صفا " (جس دن روح اور فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہونگے)

انہوں نے بھی کہا اگر میں اپنے اس مقام سے بال.برابر بھی آگے.بڑھ جاؤں تو تجلی مجھے خاک وسیاہ کر دیگی۔

ومامناالا لہ مقام معلوم (ہم میں سے ہر ایک کے لئے مقام مقرر ہے ' اگر سوئی کے ناکہ.برابر بھی قدم رکھیں تو جل جائیں)

" یہ تو آپ کا ہی حصہ ہے آگے.بڑھے چلے جایئے " اب تو میرے ساتھ جو فرشتہ تھا وہ بھی غائب ہو گیا اور براق بھی رہ گیا ' بجائے.براق کے ایک زمردین تخت جس کا نام " رفرف " تھا اور جس کا نور سورج سے بدرجہا زیادہ تھا ' مجھ کو اپنے اوپر سوار کر لیا ' پھر خدا ہی جانتا ہے کہ کس قدر

مقامات طے کرنے کے بعد عرش کے قریب پہنچا' عرش الٰہی کے انوار بیان سے باہر ہیں۔

عرش جب پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ کی محبت میں مست ہو کر اس نے عرض کیا ' الٰہی میں آپ کا دیدار دیکھنا چاہتا ہوں' اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا ' اے عرش ! تو مجھ کو نہیں دیکھ سکتا' اے عرش ! میرا جمال اور حُسن جس کی چھپا چھپا کر حفاظت کرتا رہتا ہوں' سوائے اس یتیم کے جس کو میں اپنے ہاتھوں میں پالوں گا کوئی دوسرا نہیں دیکھ سکتا تو منتظر رہ' میرے دیکھنے والے کو دیکھ لے گا"۔

شب معراج میں جب حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش کے نزدیک پہنچے تو عرش نے حضرت سے عرض کیا :۔

یا رسول اللہ میرے طرف توجہ فرمایئے ذرا مجھ پر نظر رحمت ڈالئے خدائے تعالیٰ کے پاس آپ کی سب سے زیادہ عزت ہے گو کہ میں سب مخلوق میں بڑا عظمت والا ہوں مگر سب مخلوق سے زیادہ مجھکو اللہ تعالیٰ کا خوف ہے' جب مجھے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا تو اس کی ہیبت وجلال سے ہر وقت تھراتا تھا اور لرزتا تھا' میرے پایوں پر جب " لا الہ الا اللہ " لکھا گیا تو اس کے مقدس نام کی ہیبت سے مجھ پر اور زیادہ خوف طاری ہو گیا ' اس کے بعد جب اس کلمہ کے ساتھ "محمد رسول اللہ " لکھا گیا تو میرے دل کا اضطراب خود بخود کم ہو گیا اور سکون واطمینان پیدا ہوا' آپ کے نام مبارک کی وجہ سے جب ایسی برکت ملی تو جس وقت آپ کی نظر جمیل مجھ پر پڑے گی تو بہت کچھ برکت پالوں گا۔

عرش کی یہ باتیں سماعت فرمانے کے بعد جب آگے بڑھے تو ملاحظہ فرمایا کہ وہاں فرشتے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کر رہے ہیں اور یہ دعا بھی کرتے ہیں کہ :۔

اللھم اغفر لمن شھد الجمعۃ (الہی جو جمعہ کی نماز پڑھے اس کی مغفرت فرما)

اللھم اغفر لمن اغتسل یوم الجمعۃ (الہی اس کی بھی مغفرت فرما جو جمعہ کا غسل کرے)

اس کے بعد حضور نے ملاحظہ فرمایا کہ عرش کے چاروں طرف یہ لکھا ہوا ہے :۔

(1) انا ذاکر من ذکرنی
(میں اس کو یاد کرتا ہوں جو مجھ کو یاد کرتا ہے)

(2) انا محب من یحبنی
(میں اسکو دوست رکھتا ہوں جو مجھکو دوست رکھتا ہے)

(3) انا ازید من شکرنی
(جو میرا شکر کرے میں اس کی نعمت زیادہ کرتا ہوں)

(4) انا اجیب من دعانی
(جو مجھ سے دعا کرے میں اسکی دعا قبول کرتا ہوں)

میں نے عرش کے سیدھی طرف دیکھا کہ بہت سے منبر پیغمبروں کے ہیں اور عرش کے بائیں طرف صرف ایک ہی منبر ہے جو میرا ہے۔

میں نے عرض کیا الہٰی اور پیغمبروں کے منبر تو سیدھی طرف اور میرا منبر بائیں طرف ؟ حکم ہوا یا محمد جب قیامت قائم ہوگی تو نیکوں کو عرش کے سیدھی طرف سے جنت میں لے جائیں گے اور گنہگاروں کو عرش کے بائیں طرف سے دوزخ میں لیجائیں گے ، گنہگار دوزخ میں جانے والے آپ کے سامنے سے گذریں گے ، آپ ان کی شفاعت فرمائیں گے اور میں ان کی مغفرت کروں گا۔

اگر آپ سیدھے طرف ہوتے تو آپ کو خبر بھی نہ ہوتی اور گنہگار دوزخ میں پہنچ جاتے۔

جب عرش پر پہنچا تو تمام فرشتوں اور انسانوں کی آہٹ موقوف ہوگئی جس سے مجھے وحشت ہونے لگی ، اس وقت مجھ کو ایک پکارنے والے نے ابو بکر کی آواز میں پکارا کہ ٹھر جایئے آپ کا رب صلوٰۃ میں مشغول ہے اس پر مجھے دو امر سے تعجب ہوا ، ایک تو یہ کہ کیا ابو بکر مجھ سے آگے بڑھ آئے ہیں ، دوسرے یہ کہ میرے رب کو صلوٰۃ کی کیا ضرورت ہے ، وہ تو بے نیاز ہے ، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا اے محمد ! میری مشغولیت صلوٰۃ پر آپ کو جو تعجب ہوا ہے اسکے لئے یہ آیت پڑھیئے : ھو الذی یصلی علیکم و ملٰئکتہ لیخرجکم من الظلمات الی النور وکان بالمومنین رحیما -

(وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی' تا کہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے اور خدا مومنوں پر مہربان ہے)

میری صلوٰۃ سے مراد رحمت ہے آپ کے لئے اور آپ کی امّت کے لئے

مضمون بالا پر ایک شبہ اور اس کا جواب

رحمت الہیٰ کے لئے آپ کو جو ٹھرنے کا حکم ہوا اس سے یہ شبہ ہوتا ہے کہ کیا آپ کا آگے بڑھنا" نعوذ باللہ" اللہ تعالیٰ کو رحمت کے شغل سے مانع تھا؟ جیسے مخلوق کے لئے ایک شغل دوسرے شغل کے مانع ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ :۔

حضرت کو ٹھیر جانے کا جو حکم ہوا وہ اس لئے ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت خاص رحمت فرمار ہے ہیں ' آپ سیر کو منقطع فرما کر یکسوئی تام کے ساتھ اس رحمت کو اخذ فرمائیں۔

دوسرا تعجب جو حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آواز پر ہوا تھا' اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کرنا چاہا تو انکو وحشت ہونے لگی چونکہ وہ اپنی لاٹھی سے انس اور الفت رکھتے تھے ' اس لئے ہم انکی طرف متوجہ ہو کر اس طرح بولے :۔" وما تلک بیمینک یموسیٰ (موسیٰ تمہارے سیدھے ہاتھ میں کیا ہے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا :

قَالَ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّأُ عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَى غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَى–

یہ میری لاٹھی ہے، ٹیکا دیتا ہوں میں اس پر اور اپنے بکریوں پر اس سے پتے جھاڑتا ہوں، اور میرے لئے اس لاٹھی میں اور بھی مقاصد ہیں)۔

موسیٰ عصا کے ذکر اور اس میں مشغول ہونے کی وجہ سے ہماری عظمت اور جلال کی ہیبت سے محفوظ رہے۔

اسی طرح آپ کو یا محمد آپ کے یار غار ابو بکر سے چونکہ زیادہ انس و محبت ہے ایک فرشتہ ان کی صورت اور آواز کا میں نے پیدا کیا تھا، تا کہ اس کی آواز سننے سے آپ کی وحشت جاتی رہے، اور یہ وحشت میری مراد سمجھنے کے مانع نہ ہو۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے بعد مجھ سے خطاب شروع ہوا۔

" ادن منی " (میرے محمد میرے قریب ہو جاؤ) اس آواز پر میں قدم اٹھاتا تھا ہر قدم پر اتنی مسافت طے ہوتی تھی جتنی زمین سے عرش تک ہے، پھر خطاب آتا تھا" اُدنُ منّیِ" ہزار مرتبہ اسی طرح خطاب ہوتا رہا اور میں مسافت طے کرتا رہا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محویت جمال الہیٰ کی ایک حکایت سے تشریح

حکایت :۔ لیلیٰ نے چاہا کہ مجنوں کو آزمائے حسین لونڈیاں کو بناؤ سنگھار کر کے مجنوں کے پاس بھیجا کہ دیکھیں مجنوں ان کے طرف متوجہ ہوتا ہے کہ نہیں؟ ہائے مجنوں کا کیا کوئی معمولی عشق تھا! وہ ادھر بالکل متوجہ نہ ہوا اور کہا اے لیلیٰ ! میں تیرے عشق کے سامنے سارے جہاں کو جو برابر نہیں سمجھتا' اس کے بعد لیلیٰ خود سامنے آگئی۔

ایسا ہی مقام قدس ہے جہاں فرشتوں کے انوار چمک رہے ہیں ' جبروت کے راز ظاہر ہو رہے ہیں ' عرش سے ساتویں زمین تک سب سامنے ہے جنت اور دوزخ نظر آرہے ہیں ' سینکڑوں مشتاقانِ جمال حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک نگاہ کے امیدوار ہیں ' ارواح قدسیہ بچھے جارہے ہیں۔ دہ جہاں قبول کرنے لے لئے پیش کیا گیا ہے۔

مگر اللہ رے استقلال وادب مصطفوی ! کسی طرف حضور نے نگاہِ شوق اٹھا کر بھی نہیں دیکھی ' اس لئے خود خدائے تعالے ارشاد فرماتا ہے آفریں و مرحبا میرے محمد" مازاغ البصر وماطغٰی " (آپ کی نظر سوائے جمال محبوب کے کسی پر نہ پڑی) " لقد راٰی من ایات ربہ الکبری " (آیات قدرت دیکھ چکے' آیت کبریٰ یعنے ہمارا دیدار دیکھئے)۔

میرے پیارے ! کوئی کریم کسی معزز کو دعوت دے کر بلائے' کوئی دوست کسی دوست کو اپنے محل میں مہمان بلا کر رکھے' پھر چھپے اور سامنے نہ آئے یہ عادت کریموں کی نہیں ہے اس لئے ہم اب تم سے نہیں چھپتے۔

جس دیدار کی سارے عالم کو تمنّا تھی ' موسیٰ نے جس دیدار کے لے "ربّ ارِنی" کہہ کر " لن ترانی " سنا تھا آؤ یہ تمہارا حق ہے ہم سامنے آتے ہیں ہم کو دیکھو "۔

اللہ اللہ کیسا وقت ہے ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر ہیں ' اللہ تعالیٰ برآمد ہے ' حضور' اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہو رہے ہیں ' جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

گلے بردند زیں دہلیزئہ پست

ایک پھول (یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) لے گئے

بداں درگاہ والا دست بردست

دنیا سے اس بلند دربار میں ہاتھوں ہاتھ۔

مکانے یافت خالی از مکاں نیز

ایسا مقام پائے جو خالی تھا مکانیت سے

کہ تن محرم نہ بود آنجا و جاں نیز

کہ تن وہاں محرم نہیں تھا اور جان بھی۔

بدید آنچہ از دیدن بروں بود

دیکھے وہ جو دیکھنے سے باھر تھا۔

مپرس از ما کیفیت کہ چوں بود

ہم سے مت پوچھو کہ وہ کیا کیفیت تھی۔

منہ جامی زحد خود بروں پا

جامی اپنے حد سے باہر قدم مت رکھو۔

دزیں دریائے جاں فرسا بروں آ

یہ جان لینے والے دریا سے باہر آؤ

دریں مشہد زگویائی مزن دم

اس مقام یں کچھ گفتگو مت کرو۔

سخن راختم کن واللہ اعلم

بات ختم کردو اللہ ہی کو معلوم ہے کہ کیا کیا ہوا۔

اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر ہیں ، دیدار ہو رہا ہے دنیا کا قاعدہ ہے کہ جب بادشاہ کسی مصاحب سے تخلیہ کرتا ہے تو اس کے راز کی باتیں کسی پر ظاہر نہیں ہو سکتیں۔

دوستو ! یہ تو خدا اور رسول میں تخلیہ ہو رہا ہے، ان دونوں میں جو راز کی باتیں ہوئیں ، ان کی مقرب فرشتوں کو بھی خبر نہیں تو آپ اور ہم کو کیا خبر ہو سکتی ہے۔

شوقِ دیدار کے طے ہو گئے سارے قصّے   کیسے ممکن ہے کہ حالات کھلیں تخلیہ کے

کون کہہ سکتا ہے ان دونوں میں کیا بات ہوئی   جبکہ قوسین کے گوشہ میں ملاقات ہوئی

نہ خدائے تعالیٰ کو منظور ہے کہ وہ راز کھلے اور نہ راز کے سننے کی کسی کو طاقت ہے اگر تمام اولین و آخریں پر وہ راز ظاہر کیا جائے تو اس کا بوجھ نہیں سنبھال سکیں گے، سب کے سب مر جائیں گے، یہ تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی دل مُبارک ہے اور خدائے تعالیٰ نے حضرت کو کچھ ایسی قوت ربانی ،

ملکوتی اور لاہوتی دی تھی کہ حضور نے اس راز کو سنا اور برداشت فرمالیا ' اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان راز کی باتوں کو چھپا چھپا کر فرمایا ہے " فاوحیالی عبدہ ماَ اوحیٰ (خدائے تعالیٰ کو اپنے بندہ پر جو وحی کرنا منظور تھا وہ وحی کی) نہ تم اس راز کو سن سکتے ہو ' نہ ہم سے پوچھ سکتے ہو کہ وہ راز کیا تھا۔

بلبل چہ گفت چہ شنید و صبا چہ کرد　　　　بلبل نے کیا کہا اور پھول نے کیا سنا اور صبا نے

اکنواں کرادماغ کہ پرسدز باغبان　　　　کیا کی کسکو یہ حوصلہ ہے کہ پوچھے باغبان سے

ہاں ہم کو یہ دکھانا منظور ہے کہ دیکھو ہمارے حبیب کی ہمارے پاس کیا عزّت ہے۔

راز مخفی یہ کس نے بھی نہیں جانا تھا　　　　اتنی محبوب کی خاطر ہے یہ دکھلانا تھا

بہت سونچنے سونچنے سے اگر معلوم ہوتا ہے تو یہ ہے کہ۔

بعد ایک مدّت بسیار کے یہہ سمجھے ہم　　　　فقط اس رات کی خاطر ہی بنا تھا عالم

تخلیہ میں بادشاہ کے دو طرح کی باتیں ہوتی ہیں جو راز ہے وہ تو کسی پر نہیں کھل سکتا' راز کے سوا اور باتیں بھی ہوتی ہیں ' اس کی اطلاع عوام کو ہو سکتی ہے ایسا ہی راز کے سوا جو باتیں خدا اور رسول میں

ہوئیں ، اور ان کی اطلاع ہم کو دی گئی ، ان میں سے کچھ تھوڑی لکھی جاتی ہیں :۔

جب باتیں شروع ہوئیں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمد میرے لئے کیا تحفہ لائے ہو ؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا " التحیّاتُ للہ والصلواتُ و الطیباتُ " میرے اور میرے امّت کے بدن کی ساری عبادتیں اور مال کی ساری عبادتیں اور دل و زبان کی ساری عبادتیں ، آج میں تیری نذر گذران تا ہوں ، میرے خدایہی میں آپ کے لئے تحفہ لایا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! میں نے تمہاری نذر کو قبول کیا ، خوش ہو کر میں اپنا سلام تم پر نثار کرتا ہوں " السلام علیک ایھاالنبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ " میرا سلام ، میری رحمت ، اور میری برکتیں تم پر ہوں اے میرے نبی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

اسی وقت آپ نے عرض کیا " السلام علینا و علی عباد اللہ الصلحین " الہٰی آپ کا سلام ہم پر اور آپ کے سارے نیک صالحین بندوں پر۔

" حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت تو دیکھئے اللہ تعالیٰ کا سلام اپنے اوپر جمع کے صیغہ سے لیا ' پھر نیک بندوں کا الگ ذکر کیا ' اس جمع کے صیغہ میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امّت کے گنہگار' ناکارہ لوگوں کو بھی اپنے دامن میں چھپا لیا ' اور اللہ تعالیٰ کے سلام کا مستحق بنادیا۔ ورنہ کجا اللہ تعالیٰ ہم گنہگار' اسی آقائے نامدار سے امید ہے کہ کل قیامت کے دن بھی ہم گنہگاروں کو اپنے دامن میں چھپا کر جنت میں داخل کریں گے "۔

چہ غم دیوار امت راکہ دارد چوں تو پشتیاں دیوار امت کو کیا غم ہے کہ آپ جیسا حمایتی اسکو ملا ہے

چہ باک از موج بحراں راکہ باشد نوح کشتیاں کیا خوف ہے دریا کہ موجوں سے اس کو جس کی کشتی چلانے والے نوح علیہ السلام ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! یہاں تو سوائے آپ کے کوئی نہیں پھر " علینا " کہنا کیا بات۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الہٰی اگرچہ اس وقت ظاہراً کوئی میرے ساتھ نہیں ' مگر میری امّت میری جان میں ہے ' ہمیشہ میری عنایت ان پر ہے ' تیرا اسلام سے میں تمام مکروہات سے محفوظ ہوا ' اور میرے امّتی جو قیامت تک بلاء و فتنوں میں ڈوبے ہوئے ہوں گے ' ان کو کیوں کر چھوڑوں ' تیرے سلام میں شریک کر کے ان کو بھی امن دلانا چاہتا ہوں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! میں نے جبرئیل تک کو اس وقت نہیں رکھا اور تم اپنی امّت کو اس وقت شریک کر رہے ہو ' میرے محمد تم نے تین چیز کا تحفہ پیش کیا (1) تحیات (2) صَلوات (3) طیبات ' میں اس کے بدلے میں چار چیزیں تم کو عطا کرتا ہوں ' (1) سلامت (2) نبوت (3) رحمت (4) برکات ' تین کو مفرد رکھا ' اور برکت کو جمع ' تاکہ تم کو معلوم ہو کہ برکت ابدالآباد تک ترقی میں رہے جیسا کہ آپ نے " عَلَینَا " کے ضمن میں امّت کو بھی شامل رکھا۔ ایسا ہی آپ کے ضمن میں قیامت تک برکتیں آپ کی امّت پر نازل ہوتی رہیں گی۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صراحت سے رحمت و برکت کا ذکر اس لئے نہیں فرمایا کہ خدا کی رحمت تو اس امّت پر ہے ہی ' جس کی دلیل " کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ " (تمہارے پروردگار نے (بندوں پر) رحمت کرنا (از خود) اپنے اوپر لازم کر لیا ہے) اور برکت بھی پہلے ہی عطا کر چکا ہے فرماتا

ہے " تَبَارَكَ الَّذِي بِيَدِهِ الْمُلْكُ " (برکت والا ہے وہ اللہ جس کے قبضہ و قدرت میں ساری جہاں ہے) اب صرف سلام رہ گیا تھا' " السلام علینا " فرماکر سب کو اس میں شریک فرمالیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

جب آپ نے اپنی امّت کو ہمارے سلام میں شریک فرمالیا تو ہم آپ کی خاطر جب تک وہ زندہ رہیں گے' ہر سال شب قدر میں ان پر سلام بھیجتے رہیں گے۔" سلم ہی حتی مطلع الفجر" (سلام نازل ہوتے رہتا ہے طلوع فجر تک)اور ان کے مرنے کے بعد جب وہ قبر کے تنگ گڑھے میں پڑے ہوں گے' میرا سلام ان کو پہنچتا رہے گا" سلم قولا من رب رحیم " (سلام ارشاد ہوتا رہے گا رب رحیم کے طرف سے) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا " اشھد ان لا الہ الا اللہ " اللہ تعالیٰ نے اپنی وحدانیت کی گواہی دی کہ میں کیسا اکیلا خدا ہوں' اور کیسا نبی بنایا اور ان کے طفیل سے ان کی امّت کو کس درجہ پر پہنچایا ' پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمد ! آپ کو میرے پاس یہ شرف اور بزرگی کس چیز سے ملی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

اے میرے رب عبدیت کے سبب سے " اشھدُ ان محمد اعبدہ ورسولہ " اے میرے اللہ جس طرح تیری عزّت' وحدانیت اور ربوبیت سے ہے اسی طرح میری عزت عبدیت سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! جب کوئی سفر سے گھر واپس ہوتا ہے تو دوستوں کے لئے تحفے لے جاتا ہے ' آپ معراج سے واپس ہو رہے ہیں تو اپنی امّت کے لئے میں نے جو کہا اور اس کے جواب میں آپ نے جو کہا یہ تحفہ لیتے جاے ئے اور فرماے ئے کہ اس کو سب امّتی نماز میں پڑھا کریں ' اور سعادت ابدی اس طرح حاصل کریں۔

جب آپ کا کوئی امتی قعدہ میں کہے گا " التحیات للہ "میں کہوں گا میرے بندے نے میری تعریف کی ' میں بھی قیامت میں اے بندے تیری کروں گا" تحیتہم فیھا سلٰم" (تحیت انکی سلام رہے گی) ۔جب بندہ کہے" والصلوات"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بھی تجھ پر صلوٰۃ بھیجتا ہوں" ہو الذی یصلی علیکم " (اللہ وہ ہے جو صلوٰۃ یعنے رحمت بھیجتا ہے تم پر) ۔جب بندہ کہتا ہے والطیبات -

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے بھی تجھ کو پاک کیا " والطیبات للطیبین " (پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں) " ومساکن طیبۃ فی جنات عدن" (اور پاک محلیں ہمیشہ رہنے کی جنّت میں ہوں گے)۔

جب بندہ " السلام علیک " کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بھی تجھ کو سلام کرتا ہوں، دنیا کی کثافت سے تم میرا سلام نہیں سن سکتے، مرنے کے بعد جب تمہارے کان صاف ہو جائیں گے تو تم میرا سلام سنتے رہو گے۔

جب بندہ " ایھا النبی " کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں وعدہ کرتا ہوں کہ جس نبی پر تو سلام بھیج رہا ہے اس نبی کو میں تیری شفاعت کے لئے کھڑا کروں گا اور ان کی شفاعت قبول کروں گا، " یوم لایخزی اللہ النبی " (جس دن نہیں رسوا کرے گا اللہ تعالیٰ نبی کو) ۔

جب بندہ " ورحمتہ اللہ " کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تجھ پر بھی رحمت کرتا ہوں " کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ " (اللہ تعالیٰ نے اپنے پر رحمت کرنا واجب کر لیا ہے) ۔

جب بندہ " وبرکاتہ " کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں بھی تجھ کو برکت دیتا ہوں " برکت علیک وعلی امم ممن معک " (برکتیں نازل ہوتے ہیں تم پر، اور ان لوگوں پر بھی جو آپ کے ساتھ ہیں) ۔

ziaislamic.com

جب بندہ" السلام علینا " کہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے دنیا میں تجھ پر سلام بھیجتا ہوں " من کل امر سلام " (ہر معاملہ میں تجھ پر سلامتی نازل ہوتی رہیگی) ۔

جب بندہ کہتا ہے" وعلی عباد اللہ الصلحین "۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمام فرشتوں اور ہر صالح کی گنتی کے موافق تجھکو نیکی دیتا ہوں۔

جب بندہ کہتا ہے" اشہد ان لا الہ الا اللہ " ۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے بندے جب تو میرا ہو گیا تو میں بھی تیرا ہوں، ہمیشہ تیرے ساتھ ہوں" وحسن اولئک رفیقا " (انکی رفاقت بہت اچھی رفاقت ہے)۔

جب بندہ کہتا ہے" واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ "

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، میرے بندے، میں تیرا ضامن ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرے شفاعت کے لئے کھڑا کروں گا۔

آئندہ انس کا ذکر آتا ہے اس لئے انس کی صراحت تمہید میں کی جاتی ہے :۔

تمہید

خوف

جب محبت الہٰی بڑھتے بڑھتے کامل ہو جاتی ہے تو اس وقت کئی احوال پیش آتے ہیں ' اگر خدائے تعالیٰ کی عزّت اور استغنائی اور بے پروائی پر نظر پڑتی ہے ' اور خیال ہوتا ہے کہ کیا معلوم کس بات سے ناراض ہو جاتے ہیں ' اور کس وقت اپنے سے جدا کر دیتے ہیں ' یہ خیال جب آتا ہے تو خوف طاری ہو جاتا ہے صحابہ محبّت کے اس مقام پر پہونچے ہوئے تھے ' نام لے کر کہا جاتا تھا ابو بکرؓ تم جنتی عمرؓ تم جنتی ' عثمان تم جنتی ' علیؓ تم جنتی ' مگر ہائے دل میں وہ خوف بھرا ہوا تھا جو معمولی شخص کے دل میں بھی نہ ہو گا ' ابو بکرؓ ! کون ابو بکرؓ ' جن کی شان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو میرے سینہ میں تھا وہ سب ابو بکرؓ کے سینے میں ڈال دیا۔ایسے ابو بکر صدیقؓ ہیں کہ ایک کونے میں بیٹھکر زبان پکڑ پکڑ کر کھینچ رہے ہیں اور فرمارہے ہیں کیا کروں ' یہ زبان مجھ کو ہلاکت میں ڈال رہی ہے ' اصل یہ ہے کہ ان کو خدا سے عشق تھا اور ہم کورے ہیں۔

عشق است وہزار بدگمانی

عشق و محبت کا خاصہ ہے کہ بہت دور دور کے وسوسے سوجھتے ہیں کہ فلاں بات سے میرا محبوب خفا تو نہیں ہو گا ' یا فلاں بات تو اس کو ناپسند نہیں ہوئی ہو گی دنیا میں کسی سے ذرا محبت تو ہونے دو ' پھر

دیکھو کہ دل میں کیسے کیسے وسوسے آتے ہیں ' کہیں اس سے ناراض تو نہیں ہوئے ہوں گے ' اور کہیں میری اس بات سے بگڑے تو نہیں ہوں گے ' حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ ایسے صحابی تھے جن کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے راز میں بتلادیا تھا کہ یہ منافق ہیں ' عمرؓ! کون عمرؓ' جن کی شان میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا" جس راہ سے عمرؓ گذریں شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے' ایسی شان والے عمرؓ' حذیفہؓ کو تنہائی میں بلاکر پوچھتے ہیں ' حذیفہؓ سچ بولو کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں میں میرا نام تو نہیں لیا ' حذیفہؓ نے قسم کھا کر کہا واللہ آپ کا نام منافقوں میں نہیں ہے' اس وقت انکو تسلی ہوتی ہے' حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اتنا روتے اتنا روتے کہ آنسو پر نالہ سے بہتے' ایک شخص نیچے سے گذرا' اس کے کپڑوں پر آنسو کا پانی گرا' وہ پکارا اے پانی گرانے والے یہ پانی پاک ہے یا ناپاک' تو حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا بھائی کپڑا دھولے یہ گنہگار کے آنکھ کا پانی ہے' غرض کبھی تو محبت میں اس طرح کا خوف پیدا ہوتا ہے' ایسا ہمیشہ روتا رہتا ہے۔

شوق

کبھی محبت میں بے چینی بڑھ جاتی ہے' اور دیدار کی طلب تڑپاتی ہے تو اس کو شوق کہتے ہیں ' کوئی خدا کا عاشق جب اس مقام پر پہنچتا ہے تو ہزار" لن ترانی " سنائیں طلب کئے ہی جاتا ہے۔

اُنس

کسی کو دل کی آنکھ سے مشاہدہ ہو چکا ہو تو اس سے جو فرحت دل کو ہوتی ہے اس وقت آپے سے باہر ہو کر لاڈ کرنے لگتا ہے اس کو انس کہتے ہیں اسوقت مخلوق سے بھاگتا ہے جیسے بچہ ماں پر لاڈ کرتا ہے ایسا ہی یہ اللہ تعالیٰ پر لاڈ کرتا رہتا ہے' گو ہمیشہ ماں کے دل میں محبت رہتی ہے مگر کبھی بچہ کا لاڈ سن کر خوش ہوتی ہے اور برداشت کرتی ہے اور کبھی برداشت نہیں کرتی ' اسی طرح اللہ تعالیٰ ان کے لاڈ سے کبھی خوش ہوتا ہے اور کبھی بار خاطر ہونے کی وجہ سے تکلیف پہنچاتا ہے' اگر کسی کو یہ مقام حاصل نہ ہو صرف نقل کر کے ویسے الفاظ کہے تو کافر ہو جائے۔

حکایت

موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں بہت بڑا قحط پڑا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ستّر ہزار بنی اسرائیل کو ساتھ لیکر دعا کی ' مگر دُعا قبول نہ ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی اے موسیٰ ! کیسے دُعا قبول کروں' گناہوں سے توانکے دِل تاریک ہوگئے ہیں' مجھ سے مانگتے ہیں مگر مجھ پر یقین نہیں ' مجھے بڑا کہتے ہیں میرا خوف نہیں ' موسیٰ ! اگر چاہتے ہو کہ دعا قبول ہی ہو تو ہمارا ایک خاص بندہ ہے جس کا نام "برخ" ہے اس سے دُعا کراؤ تو اس کی دعا قبول ہو گی ' موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا الٰہی وہ کہاں ہے ؟ جواب ملا ہم نہیں بتلاتے ڈھونڈ لو' موسیٰ علیہ السلام ڈھونڈتے ڈھونڈتے پھرے' ایک روز راہ میں ایک غلام سیاہ فام ملا' جس کے چہرہ سے نورِ محبت چمک رہا تھا' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہچان لیا اور فرمایا۔

مدتے بود مشتاق لقایت بودم   (ایک مدّت سے یں تمہارے ملنے کا مشتاق تھا)

اور فرمایا آپ کا کیا نام ہے' انھوں نے جواب دیا مجھے " برخ" کہتے ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ' ہاہا! آپ ہی ہیں ہم بہت مدّت سے آپ کے لئے حیران تھے' انھوں نے پوچھا مجھ سے کیا کام ہے' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنے پروردگار سے کہہ کہ پانی برسائے ' وہ چلے اور بڑے ذوق اور شوق سے کہنے لگے اِلٰہی! تیرا تو آگے یہ حال نہ تھا' اور یہ کام تیرے نہ تھے' تیری ذات سے اور تیرے حکم سے بہت بعید ہے' کیوں اتنی مدّت سے پانی بند کردیا ' آخر اس کا سبب کیا ہے' سب بِل بِلا رہے ہیں ' اور آپ کسی کی سنتے ہی نہیں ' سب مر رہے ہیں اور آپ کی آنکھ اٹھا کر دیکھتے ہی نہیں ایسی بھی بے پروائی کس کام کی الٰہی مجھے بتا کیا تیر تیرے چشمے سوکھ گئے' یا ہوا تیرے اختیار میں نہیں رہی' یا جو کچھ تیرے پاس تھا وہ ختم ہو چکا' تیرے پانی کے خزانے سوکھ گئے' یا تو نے سخاوت چھوڑ دی ' اس قدر بھی غصہ کس کام کا' لوگ مر رہے ہیں ' اور آپ کو پرواہ ہی نہیں ' ایسی خفگی کرنا تھا تو آپ نے اپنا نام " غفار" کیوں رکھا' آپ تو یہ کہتے ہیں کہ میں نے گنہگاروں کے پہلے رحمت کو پیدا کیا ' اب وہ رحمت کہاں گئی ' ہم سے کہتے ہیں سب پر نرمی کرو' اور آپ کو اس قدر غصہ ' الٰہی ! چھوڑوں گا نہیں ' بتا کیا کسی نے تیرا ہاتھ رحمت کرنے سے روک دیا ہے' کیا تجھے کسی کا خوف ہے' یا اس سے تو ڈرتا ہے کہ ایسا نہ ہو وقت نکل جائے' اور میں اپنا بدلہ گنہگاروں سے نہ لے سکوں' سزا دینے میں ایسی بھی جلدی کس کام کی ' الٰہی ! تو بڑا ہے' بڑوں کو چھوٹوں کی برائیوں پر نظر نہیں کرنا چاہیے تو اپنی ذات کو دیکھ ' ان کمبخت گنہگاروں کے طرف کیوں خیال کرتا ہے' اگر انھوں نے گناہ کیا تو تیرا کیا بگاڑا' کیا تیری خدائی میں انکے گناہ سے کچھ خلل آگیا ' ان کے گناہ سے کیا تیری شان گھٹ گئی ' الٰہی !

دیر نہ کر جلدی پانی برسا نہیں تو کچھ اور بولوں گا"۔

یہ کہنے بھی نہیں پائے تھے کہ اس زور سے پانی برسا کہ قحط دور ہو گیا ' جاتے جاتے کہا ہاں ! اب تو نے اپنے شایانِ شان کام کیا ' خدا کو ایسا ہی کرنا چاہیے' موسیٰ علیہ السلام جب ان کے پاس آئے تو کہا موسیٰ دیکھا کس طرح لڑ جھگڑ کر ہم نے اپنے خدا سے پانی برسالیا' دیکھو موسیٰؑ کیسا منصف خدا ہے قائل ہو گیا ' حضرت موسیٰ علیہ السلام کو غصّہ آ گیا ' چاہا کہ اس بے ادبی پر ماریں ' حکم آیا موسیٰ یہ کیا کرتے ہو' ارے اس دیوانے کو جانے دو' ایسی باتیں کر کے شن میں کئی دفیہ ہم کو ہنساتا ہے تم کو تمہارے کام سے کام' وہ تو ہو گیا ' تم کو ان کی باتوں سے کیا کام : یہ جانے یا ہم جانے۔

موسیاآداب دانا دیگر اند اے موسیٰ ادب کرنے والے اور لوگ

سوختہ جاں وروانا دیگر اند ہوتے ہیں ' دل جلے اور لوگ ہوتے ہیں۔

دوستو ! دور پڑے ہوئے لوگوں پر مقام اُنس ہوتا ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس مقام میں ہیں اور کس حالت میں ہیں ' جس قدر انس ہو کم ہے مگر آپ ہی کا ظرف ہے کہ اپنے کو سنبھالے ہوئے ہیں ' پھر بھی مقام اُنس کی باتیں آپ ہی سے سرزد ہونے لگیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے ایسی ایسی باتیں پوچھیں جن کا اب خیال کرتا ہوں تو پشیمانی ہوتی ہے۔ چونکہ اس وقت آپ مقام انس میں تھے اس لئے آپ نے عرض کیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم

الٰہی ! جبرئیل علیہ السلام کو چھ لاکھ پر دیا ' مجھ کو اس کے مقابلہ میں کیا دیا؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! تمہارا ایک بال میرے نزدیک جبرئیل کے چھ لاکھ پروں سے افضل ہے' میرے محمد ! تمہارے ایک بال کے بدلے ایک لاکھ گنہگار کل دوزخ کی آگ سے آزاد کروں گا۔ میرے محمد ! جب جبرئیل اپنے پر کھولتے ہیں مشرق سے مغرب گھیر لیتے ہیں ' جب آپ اپنے بال ہاتھ میں لے کر شفاعت کریں گے تو مشرق سے مغرب تک جتنے گنہگار ہوں سب کو بخش دوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! آپ نے آدم علیہ السلام کو مسجود ملائکہ بنایا ' مجھے اسکے مقابلہ میں کیا دیا؟

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! وہ سجدہ بھی تمہارے ہی نور کے سبب سے تھا جو ان کے پیشانی میں تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! آدم علیہ السلام کو آپ نے بہشت میں رکھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

آدم کو بہشت میں رکھا اور پھر نکال دیا ' آپ کو اور آپ کی امّت کو اس طرح جنت میں لاؤں گا کہ پھر ہرگز نہیں نکالوں گا آدم کو نکالا تو " عصی ادم ربہ " (آدم نے اپنے پروردگار کی نافرمانی کی) تمام جنت میں شہرہ ہو گیا ' آپ کی وہ عزت جنت میں ہے کہ ہر جگہ آپ کا نام کندہ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! تو ادریس علیہ السلام کو مکان اعلیٰ سے لے گیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! میں تم کو عرش پر لے آیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الہٰی تو نے نوح علیہ السلام کو کشتی دی جسمیں تختے جڑے ہوئے تھے ' مجھ کو اور میری امت کو کیا دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! آپ کو براق دیا ' جس نے ایک رات میں ززین سے عرش تک پہنچا دیا ' اور آپ کی امّت کو مسجدیں دیں ' دوزخ کے دریائے آتش کو جب تموج ہو گا آپ کے امتیوں کے لئے مسجدیں کشتی کا کام دیں گے ' پلک مارتے دوزخ سے پار کر دیں گی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الہٰی ! ابراہیم علیہ السلام کو آتشِ نمرود سے سلامت بچا لیا ' آگ کو ان پر گلستاں کر دیا ' اور ان کو خلیل بنایا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! دوزخ کی آگ کو آپ پر اور آپ کی امّت پر گلستاں بنا کر صحیح و سلامت پار کر دوں گا اور طاعت و عبادت کے بعد ابراہیم کو خلیل بنایا ، آپ کی امّت کو باوجود گناہوں کے توبہ کرتے ہی خلیل بنادونگا 'ان اللہ یحب التوابین کے توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! اسمٰعیل علیہ السلام کو تونے دنبہ فدیہ کے لئے دیا مجھ کو کیا دیا۔

اللہ تعالٰی کا ارشاد

یہودیوں اور ترسائیوں (آتش پرستوں) کو آپ کی امّت کا فدیہ بنار دوزخ میں داخل کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! صالح علیہ السلام کو ناقہ (اونٹنی) دیا۔

اللہ تعالٰی کا ارشاد

آپ کو مدینہ دیا اور قرآن دے کر مکرم کیا ' اور یہ اس ناقہ سے بہتر ہے جس کی وجہ سے عذاب اترا تھا

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! تو نے لوط علیہ السلام کو ان کے بدکار قوم سے اندہیری رات میں نجات دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! ہجرت کے دن اندہیری رات میں مکّہ کے کافروں سے آپ کو اس طرح نجات دوں گا' لوط علیہ السلام نے تو چھپ کر نجات پائی ' آپ کو سب کافروں پر ایک مٹھی مٹی پھِکوا کر سب کو اندھا بنا کر سب کے سامنے نجات دوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! ہود علیہ السلام کو تو نے ایسی ہوا دی تھی کہ ادہر کافروں کو ہلاک کر رہی تھی تو انکے مسلمانوں کو راحت پہنچارہی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! آپ کی امّت کے لئے اس سے بہتر یہ ہو گا کہ جب کافر اور آپ کے مسلمان پل صراط پر سے گذریں گے تو ایک ایسی ہوا چلاؤں گا کہ کافروں کو دوزخ میں گرادیگی اور آپ کی امّت کو پل صراط پر چلنے میں مدد دیکر بہت جلد پل صراط پر سے پار کر دیگی۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! موسیٰ علیہ السلام کو تو نے کلیم بنایا ، اور ان سے باتیں کیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! موسیٰ سے طور پر باتیں کی تھیں ، تم سے تو عرش پر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! موسیٰ علیہ السلام کو توریت دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! تم کو" آیتہ الکرسی " دی جو اس سے افضل ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! موسیٰ علیہ السلام کو مع انکی قوم کے دریا پار کیا کہ کسی کے قدم تک نہ بھیگے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! کل قیامت میں آپ کی امّت کو دوزخ پر سے ایسا گذار دوں گا کہ تر دامنوں کے دامن خشک نہ ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! موسیٰ علیہ السلام کو عصا دیا جس سے جادو گروں کے ہزار ہا جادوؤں کو نابود کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! تم کو شفاعت دی ، جو امت کے ہزار ہاگناہوں کو نابود کر دیگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الہیٰ ! موسیٰ علیہ السلام کو تو نے ایک ایسا پتھر دیا کہ اس سے بارہ چشمے بہے جن سے ان کی امت سیراب ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! تم کو کوثر دیا ، جس سے کروڑ ہا پیاسے گنہگار قیامت کے میدان میں سیراب ہو جائیں گے۔ میرے محمد ! تم ہی بتاؤ وہ بہتر ہے یا یہ کوثر۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الہیٰ تو نے داؤد علیہ السلام کو ایسا معجزہ دیا کہ لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! آپ کو یہ معجزہ دیا کہ شدید کافر' جن کے دل پتھر کے مانند سخت تھے ان کے دلوں کو موم کی طرح نرم کر دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الہیٰ ! داؤد علیہ السلام کو خلیفہ بنایا ' یا داؤد انا جعلنک خلیفۃ فی الارض" (اے داؤد ہم نے تم کو زمین میں خلیفہ بنا کر بھیجا ہے) ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! آپ کی امّت کو بھی خلیفہ بنایا " جعلکم خلائف الارض" (ہم نے تم کو خلیفہ بنایا ہے زمین میں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الہیٰ ! تو نے سلیمان علیہ السلام کو بہت بڑا ملک دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! تم کو بہت بڑی نبوت دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی تو نے ہوا کو سلیمان علیہ السلام کے تابع کیا جو ایک رات دن میں ایک ہزار مہینہ کا راستہ طے کر جاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! تم کو براق دیا کہ جس نے پلک مارتے زمین سے ساتوں آسماں تک پہنچا دیا ' اور ہزار ہا برس کا راستہ منٹوں میں طے کر دیا۔ میرے محمد ! براق بہتر ہے یا سلیمان کی ہوا؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی ! یونس علیہ السلام کو تین اندھیروں سے نجات دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد آپ کی امّت کو (1) قبر (2) قیامت (3) پل صراط ' تین اندھیروں سے نجات دوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الہٰی ! خضر علیہ السلام کو چشمۂ آبِ حیات دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! آپ کی امّت کو جنّت میں چشمۂ سلسبیل دوں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الہٰی ! عیسیٰ علیہ السلام کو انجیل دی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! میں نے آپ کو سورۂ اخلاص دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الہٰی ! عیسیٰ علیہ السلام کو مائدہ (خوان) دیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! آپ کی امّت کو قیامت کے دن عرش کے نیچے مائدہ دے کر دعوت کروں گا وہ مائدہ امّت عیسیٰ کے لئے سبب عذاب ہوا' اس مائدہ کے بعد جنّت ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

الٰہی تو عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں پر لے گیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

میرے محمد ! آپ کو عرش پر لے آیا۔

ملاء اعلیٰ کے فرشتے چند باتوں میں ایک زمانہ سے بحث کر رہے تھے کوئی جواب فرشتوں کے سمجھ میں نہیں آتا تھا' جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرش پر تشریف لے گئے اور اللہ تعالیٰ سے باتیں ہونے لگیں تو اس بھی ذکر آیا۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا، میرے محمد ! ملاء اعلیٰ کے فرشتے کن باتوں میں آپس میں بحث کرتے رہتے ہیں۔

میں نے عرض کیا الہیٰ ! تو دانا ہے اور تو ہی واقف ہے مجھ کو نہیں معلوم،

اللہ تعالیٰ نے اپنا اپنا مُبارک ہاتھ میرے دونوں مونڈھوں کے بیچ میں رکھا، جس سے میں نے ٹھنڈک اور عجب مزہ و راحت اپنے سینہ میں پایا ، اس کے بعد اولیں و آخریں کا علم مجھ پر کھل گیا ، اور زمین و آسمان میں جو کچھ غائب ہے سب مجھ پر ظاہر ہو گیا۔

پھر مجھ سے اللہ تعالیٰ نے پوچھا میرے محمد ! ملاء اعلیٰ کے فرشتے کن باتوں میں بحث کرتے رہتے ہیں ، میں نے عرض کیا الہیٰ ! چار باتوں میں بحث کرتے رہتے ہیں :۔

(1) نجات دینے والی کونسی چیز یں ہیں؟

(2) کفارات یعنی گناہوں کے مٹانے والی کونسی چیزیں ہیں

(3) درجہ بڑھانے والی کونسی چیزیں ہیں؟

(4)   ہلاک کرنے والی کونسی چیزیں ہیں ؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سچ کہتے ہو میرے محمد !

باب چہارم

چوتھا باب ان واقعات کے بیان میں جو عرش سے مکہ معظّمہ واپس تشریف لانے تک پیش آئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب میں عرش سے واپس ہونے لگا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے فرشتو ! " حلال مشکلات " آگئے ہیں تمہاری جو بھی مشکل ہو حل کرلو' ایک مدت سے جس کے منتظر تھے اب وہ جواب سُن لو۔

اسرافیل علیہ السلام آگے آئے عرض کئے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " کفّارات " یعنی گناہوں سے مٹانے والی کونسی چیزیں ہیں ؟

حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا " کفارات " گناہوں کو مٹانے والی تین چیزیں ہیں :۔

(1) " اسباغ الوضوء فی البردات " (وضوء کے اعضاء میں اچھی طرح پانی گرمیوں کے موسم کی طرح جاڑے کے زمانے میں بھی پہنچانا) ۔

(2) " مشی الاقدام الی الجماعات " (نماز کی جماعتوں کے لئے پاؤں سے چلتے ہوئے جانا)۔

(3) " انتظار الصلوات بعد الصلوات " (نماز کا انتظار کرنا نمازوں کے بعد)

یہ تین چیزیں گناہوں کو مٹانے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمد سچ کہتے ہیں۔

میکائیل علیہ السلام آگے بڑھے عرض کیا ' درجہ بڑھانے والی کونسی چیز ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ہیں :۔

(1) " اطعام الطعام " (مسافروں کو اور غریبوں کو اپنی حیثیت کے موافق کھانا کھلانا) ۔

(2) " افشاء السلام " اپنے اور بیگانوں کو " السلام علیکم " کہہ کر سلام کہنا)۔

(3) " الصلواۃ باللیل والناس نیام " (لوگ سوتے ہوئے ہوں' ایسے وقت میں نماز تہجد پڑھنا) ۔

یہ تین کام درجہ بڑھانے والے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سچ کہتے ہو میرے محمد !

جبرئیل علیہ السلام آگے آئے' عرض کیا نجات دلانے والی کونسی چیزیں ہیں ؟

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ہیں۔

(1) " خشیۃ اللہ فی السر والعلانیۃ (ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا تنہائی میں ہو یا مجمع میں ' ظاہر ہو یا چھپے ہوئے) ۔

(2) " القصد فی الفقر والغنی " (درویشی اور تونگری ہر دو صورتوں میں میانہ روی اختیار کرنا)۔

(3) " العدل فی الغضب والرضا" (رضامندی کی حالت میں غصہ کی حالت میں انصاف کرنا)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا سچ کہتے ہو میرے محمد !

عزرائیل علیہ السلام آگے آئے اور عرض کیا کہ ہلاک کرنے والی کونسی چیزیں ہیں۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین چیزیں ہیں :۔

(1) " شح مطاع" (بخیلی جو اپنے میں ہے اس کی اطاعت کی جائے) ۔

(2) " ھوی متبع" (خواہش نفسانی کی پیروی کرنا)۔

(3) " واعجاب المرء بنفسہ" (خود پسندی ' یعنے اپنے آپ کو اچھا سمجھنا)۔

یہ تین چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمد سچ کہتے ہیں۔

اس طرح فرشتوں کا ایک زمانے کا شک دور ہو گیا۔

ایک علم الیقین ہے اور ایک عین الیقین ۔

علم الیقین یعنے اس میں کسی طرح کا شک و شبہ نہ ہو' جیسے آگ کے جلانے کا یقین۔

عین الیقین ' آگ میں گرنے والے کو حرارت و سوزش کا جو یقین ہو جاتا ہے وہ عین الیقین ہے ۔

جب حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عین الیقین حاصل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایمان غیبی تھا اب ایمان شہودی ہوا' اور اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد

" امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ " (رسول کا ایمان ایمان شہودی اور عین الیقین ہے) ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا معروضہ

" والمومنون " مسلماوں کا ایمان بھی میرے کہنے سے اور میرے بھروسہ پر مثل ایمان شہودی کے ہے اور عین الیقین ہے۔

فکرِ امّت میں تھے ہر دم شاہ دیں کوئی جا معراج میں بھولے نہیں

ایسے پیغمبر پہ جاں قربان ہے جان کیا شئے ہے فدا ایمان ہے

معراج کی رات میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو چیزیں حاصل کیں :-

(1) سلامتی (2) مدح

سلامتی یعنے " التحیات " وہاں ہم کو نہیں بھولے " السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین " فرماکر ہوم کو شریک فرمالیا۔

دوسرے مدح " امن الرسول " میں جب اللہ تعالیٰ آپ کی مدح فرمایا تو وہاں بھی ہم کو نہیں بھولے، فوراً " والمومنون " فرماکر ہم کو بھی مدح میں شریک کرلیا ، اللہ تعالیٰ نے قبول فرماکر پھر خود ہی مسلمانوں کی تعریف کرنا شروع کردی۔

میرے دوستو ! دنیا میں کوئی کسی کی تعریف کرتا ہے تو پھر اس کی برائی بیان کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا، خدائے تعالیٰ جب ہماری تعریف کرچکا تو پھر ہماری برائی بیان نہیں کرے گا۔

اللہ تعالیٰ اس طرح ہماری تعریف کرتا ہے بے شک ہم مسلمانوں کے ایمان کی قدر کرتے ہیں۔

" کل امن با للہ " ہر ایک کا ایمان فقط اللہ پر ہے ' کافروں کی طرح کسی قسم کا شرک نہیں کرتے۔

" وملئکتہ" مسلمانوں کا ایمان فرشتوں پر بھی ہے کہ وہ موجود ہیں ' نورانی ہیں 'اور حسّ مرادنہ زنانہ سے پاک ہیں ' کافروں کی طرح نہیں کہ کوئی فرشتوں کیموجود ہونے کا ہی انکار کر رہے ہیں ' اور کوئی فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہہ رہے ہیں ' مسلمان ایسا نہیں کہتے۔

" وکُتُبِہٖ" کل آسمانی کتابوں پر ایمان ہے کہ اپنے اپنے وقت میں سب سچی تھیں اور حق تھیں "ورسلہ "سب پیغمبروں پر ان کا ایمان ہے ' یہودیوں اور نصرانیوں کی طرح نہیں کہ کسی پیغمبر کو مانیں اور کسی پیغمبر کا انکار کر دیں ' مسلمان ایسا نہیں سمجھتے بلکہ کہتے ہیں۔

" لا نفرق بین احد من رسلہ" ہم اس کے پیغمبروں میں تفریق نہیں کرتے' کسی کو چھوٹا اور کسی کو بڑا نہیں سمجھتے۔

" وقالو سمعنا واطعنا" ہم تیرے احکام کو سنتے ہیں اور ان کو دل سے مان کر اطاعت کرتے ہیں اور آپ ہماری جو تعریف کر رہے ہیں ' اس سے ہم مغرور نہیں ہوتے۔ تیرے بندے ہیں ' ہم اپنی

بندگی کا اقرار کرتے ہیں۔

" غفرانک ربنا" اے ہمارے پروردگار ! ہم تجھ سے اپنے گناہوں کی مغفرت مانگتے ہیں۔

دوستو ! اللہ تعالیٰ کی کس قدر شفقت اس امت کے ساتھ ہے کہ مسلمانوں کے گناہ کا ذکر فرماتا بلکہ انکے مغفرت مانگنے کا ذکر کرتا ہے' اور یہ کہتا ہے کہ میرے محمد ! تمہاری امّت خود کو میرا محتاج سمجھتی ہے' یہودیوں کی طرح نہیں کہتے" ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء " (اللہ فقیر ہے اور ہم غنی و تونگر ہیں) اس کے بدلہ میں ہمیشہ کے لئے وہ فقیر بنادئے گئے۔"ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ " (ان پر ذلّت اور مسکینوں کی جیسی حالت ڈالدی گئی ہے گو کہتے ہیں مالدار ہوں) میرے محمد تمہاری امّت محتاج ہو کر میرے سامنے" غفرانک ربنا" کہتی ہے۔اس کے صلہ میں ان کو جنت کی سلطنت کا بادشاہ بنادوں گا" واذارایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا " (جب جنت کو دیکھیں گے آپ' تو دیکھیں گے کہ طرح طرح کی اس میں نعمتیں ہیں اور بہت بڑا ملک ہے) ۔ پھر امّت نے کہا" والیک المصیر " اے ہمارے اللہ ! ہم کو تیری طرف پلٹ کر آنا ہے' ہم کو پاک وآرام سے لے چل' ناپاک وآلودہ مت لے چل ۔

" لایکلف اللہ نفسا الا وسعھا" اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے نبی کے امّتیو ! گھبراؤ نہیں میں تم کو تمہاری طاقت سے بڑھ کر کسی کام کا حکم نہیں دوں گا۔

" لھا ما کسبت و علیہا ما اکتسبت" میرا کیا فائدہ ہے ؟ اگر اچھا کرو گے تمہارے واسطے اچھا ہے' اگر برا کرو گے تمہارے لئے ہی برا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا آج کی رات عطا کی رات ہے مانگو میرے محمد میں دیتا ہوں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُعا کرنے لگے :۔

" رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِنْ نَسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا " اے میرے پروردگار ہمارے بھول چوک پر گرفت مت کر۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمد ! میں تمہاری امّت کو بھول وچوک کو معاف کردوں گا۔

" رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا " اگلی امتوں پر جو تو نے بار ڈالا تھا اور ان کی شریعت کو سخت بنایا تھا ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈال' اور ہماری کو آسان فرما' اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ہم نے سب بوجھ ہلکا کردیا۔

اوپر اگلی امّتوں کے جس بار کا ذکر ہوا ہے اس کی تفصیل یہ ہے :۔

(1) گناہ کرتے تو گھر پر یا پیشانی پر لکھ دیا جاتا تھا۔

(2 ان کی توبہ خودکشی یا آگ میں جلنا تھی۔

(3) ان کے کپڑے پر جب نجاست لگتی تو دھونے سے پاک نہیں ہوتی تھی ' بلکہ کپڑا کترنا پڑتا تھا۔

(4) اگر ماں باپ کی کوئی گالی دیتا تو اس کو سزا قتل تھی۔

(5) جو جھوٹی گواہی دیتا اس کی سزا بھی قتل تھی۔

(6) ان کی نماز سوائے مسجد کے نہیں ہوتی تھی۔

(7)ان کے لئے تیمّم جائز نہیں تھا۔

(8) زکوٰۃ میں مال کا چوتھائی حصہ دینا پڑتا تھا۔

(9) روزوں کے دنوں میں رات میں سونے کے بعد جماع اور کھانا پینا ناجائز تھا' دن میں بھولے سے اگر کوئی کھالے توان کا روزہ ٹوٹ جاتا تھا۔

پہلی امتوں پر اس طرح کے جو سختیاں تھیں ' آپ کی امّت پر سب ہلکی کر دی گئیں۔

" ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا بہ" الہٰی ہماری طاقت سے بڑھ کر ہے ہم کو اس کی طاقت نہیں۔یعنی دوست کی جدائی کا بار سب باروں میں بڑھکر ہم کو اس کی طاقت نہیں

یارب فراق مکن دیگر ہرچہ خواہی کن (الہٰی سے جداست ہو جئے پھر جو چاہیں کیجئے)

اللہ تعالیٰ نے اس کے جواب میں فرمایا ہم تم سے مرتے ہی اس بار کو اٹھالیں گے۔" واعف عنّا" الہی ! ہم سے جو تیری مرضی کے خلاف کام ہوئے ہیں ' ان کو معاف فرما۔

اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا۔" یعفو عن السیّات "تمام گناہوں کو معاف کر دیں گے۔

"واغفر لنا" جب آپ نے فرمادیا تو پردہ پوشی بھی فرمادیجئے بجز آپ کے کسی اور کو اس کی اطلاع نہ ہونے دیجئے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا" ان اللہ یغفر الذنوب جمیعا " (اللہ تعالیٰ معاف کر کے پردہ پوشی کرتا ہے سب گناہوں کی)۔

" وارحمنا" اور جب گناہ معاف کئے اور پردہ پوشی بھی کی تو اس سے راحت پہونچائے ' اس کے بدلے تکلیف میں مبتلا نہ فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا" کان بالمومنین رحیما " (اللہ تعالیٰ مسلمانوں پر بہت رحمت کرنے والا ہے) " کان " سے دوامِ رحمت پر اشارہ کیا گیا ہے۔

"انت مولانا "تو ہمارا مالک اور حافظ و ناصر ہے۔

اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا" ذلک بان اللہ مولی الذین امنوا وان الکافرین لا مولی لھم" (یہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کا مالک و ناصر ہے اور کافروں کا کوئی مالک و ناصر نہیں ہے)

" فانصرنا علی القوم الکافرین " (کافروں پر ہماری مدد کیجئے) حکم ہوا دوستوں کو نصرت کے لئے کہنے کی ضرورت نہیں ' ان کی نصرت ہمارے ذمہ ہے۔

" کان حقا علینا نصر المؤمنین " (مسلمانوں کی مدد کرنا ہمارے ذمہ ہے)۔

" لَا تُؤَاخِذْنَا " الخ میں واحد نہ لاکر جمع لایا گیا تاکہ اپنے یعنی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شریک کرنے سے دُعا قبول ہو۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا کہ الٰہی احسان تو نے مجھ پر کیے وہ ان پر بھی کر التحیات کی طرح اٰمن الرسول بھی عرش پر کی گفتگو ہے جو بعد میں جبرئیل علیہ السلام کے ذریعہ اتری حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب " اٰمن الرسول " کی دعا سے فارغ ہوئے تو اللہ نے فرمایا میرے محمد ! جو کچھ میں نے پیدا کیا ہے تمہاری وجہ سے پیدا کیا ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا کہ الہٰی ! آپ اور میں ! اس کے سوا سب کو میں نے آپ کی وجہ سے چھوڑا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمد ! تمام پیغمبروں پر جنت حرام ہے ' جب تک آپ جنت میں نہ جائیں اور تمام امتوں پر جنت حرام ہے جب تک آپ کی امّت جنت میں جائے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا میرے محمد ! آپ کی امّت کو میرا سلام پہونچایئے اور یوں فرمایئے کہ میں نے تم کو سب امتوں کے آخر میں اس واسطے پیدا کیا ہے کہ تم کو کسی امّت کے سامنے رسوا نہ کروں ' بلکہ تمام امتوں کو تمہارے سامنے رسوا کروں ' اوروں سے تم عبرت لو نہ کہ تم سے دوسرے عبرت لیں۔

اور دوسرے اس وجہ سے تم کو آخر میں پیدا کیا تا کہ تم کو قبروں میں زیادہ نہ ٹھیرنا پڑے۔

میرے محمد ! آپ کی امّت کو مال زیادہ نہ دوں گا تا کہ قیامت میں انکا حساب دراز نہ ہو' اور انکی عمریں دراز نہیں کروں گا تا کہ ان کو آخرت سے غفلت نہ ہو اور ہمیشہ موت یاد آتی رہے' مثل اور امتوں کے مرگ مفاجات سے انکو ہلاک نہیں کروں گا تا کہ وہ بے توبہ دنیا سے نہ جائیں۔

میرے محمد ! آپ کی امت کے ذکر کرنے والے میرے مہمان ہیں اور شکر کرنے والوں کی نعمت زیادہ کرتا رہتا ہوں' اور میری تابعداری کرنے والوں کی میرے پاس بڑی عزّت ہے۔

اور گنہگاروں کو بھی میں رحمت سے ناامید نہیں کرتا' گنہگار مثل بیمار کے ہیں اور میں انکا طبیب ہوں' اگر توبہ کریں تو ان کی توبہ قبول کر کے شفا دیتا ہوں' اگر توبہ نہ کریں تو بلائیں اور مصیبتیں ان پر ڈال کر ان کا علاج کرتا ہوں تا کہ تمام گناہوں سے پاک ہو جائیں۔

اگلی امتوں کے حال دیکھیں تو آپ کی امّت پر میری جو رحمت ہے اس کی قدر ہو گی ' میرے محمد ! اگلی امتیں جب گناہ کرتی تھیں ' جیسے نوح علیہ السلام اور صالح علیہ السلام کی امتیں تو عذاب بھیج کر پردہ دری کرتا تھا' اور آپ کی امّت جب گناہ کرتی ہے تو ستّاری کر کے ان کے بُرے اعمال کو ڈھانپتا رہتا ہوں۔

اگلی امتیں جیسے قارون وغیرہ نے جب گناہ کئے تو گناہوں کے سبب ان گنہگاروں کو زمین میں دھنسادیتاہوں۔

اگلی امّتیں جیسے داوُد علیہ السلام کی امّت جب گناہ کئے تو گناہوں کی نحوست سے ان کو مسخ کردیا ' یعنے صورتیں بدل دی گئی گئیں ' اور آپ کی امّت جب گناہ کرتی ہے تو مسخ تو کرتا ہوں مگر کیا ؟ صورتیں نہیں بلکہ ان کے گناہ کو نیکیوں سے بدل دیتا ہوں۔

اگلی امّتیں جیسے قوم لوط علیہ السلام نے جب گناہ کئے تو ان پر پتھر برسائے گئے' اور آپ کی امّت جب گناہ کرتی ہے تو ان پر رحمت برساتا ہوں۔

اور آپ کی امّت کو اپنی اطاعت کا حکم تو دیا ہے مگر ان کے طاقت کے موافق' لیکن جب ان کو بدلہ دیتاہوں تو ان کی اطاعت کے موافق نہیں بلکہ اپنے کرم کی شان کے موافق۔

اگر کوئی آپ کی امّت میں گناہ کرے اور پھر پشیمان ہو کر توبہ کرے اور ارادہ کرے کہ پھر دوبارہ گناہ نہیں کرے گا تو میں اس کی توبہ قبول کرتا ہوں' اور گناہ سے ایسا پاک کردیتاہوں کہ گویا کوئی گناہ کیا ہی نہیں۔

میں بندوں کے دلوں پر نظر رکھتا ہوں' جب اپنے گناہوں کو یاد کرتے ہیں ' اور غمگیں ہوتے ہیں ' اوراپنے کیئے پر پچھتاتے ہیں توان کو بخش دیتا ہوں' اوران کے گناہوں کو مٹادیتا ہوں۔

میرے محمد ! آپ کی امّت پر میرا بڑا فضل ہے' اگراطاعت زیادہ کرتے ہیں تواس کو کئی چند بڑھا کراس کا اجر دیتا ہوں' اوراگرگناہ زیادہ ہوئے تواس گنہگار کے گناہ جس نے اس پر ظلم کیا ہے اس ظالم پر لادھتا ہوں۔

اور متبرک راتیں اور تبرک دن اور مہینے دیکر ان کی نیکیوں کو بہت بڑھاتا ہوں تاکہ گناہ کم اور نیکیاں راجح ہو جائیں۔

میرے دوستو ! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت پر یہ یہ سرفرازیاں :۔

خدا یاچوں گل ماراسرشتی
ائے اللہ جب آپ نے ہماری مٹی کا خمیرہ کیا ہے

وثیقہ نامۂ بر مانوشتی
اور جب آپ نے ہمارا نامۂ اعمال لکھا ہے۔
تو باچندیں عنایت ہاکہ داری
آپ نے اتنی عنایتیں جو ہم پر کی ہیں

ضعیفاں را کجا ضائع گذاری
تو ہم عاجزوں کو آپ ضائع نہیں کرینگے
بدیں امید ہائے شاخ در شاخ تو مارا کرد گستاخ کرہاے
کرم اور عنایات نے ہم کو گستاخ بنا دیا ہے۔
وگرنہ ماکدہ میں خاک باشیم
ورنہ ہماری ہستی ہی کیا ہے؟
کہ از دیوار تو ریگے تراشیم
کہ آپ کے خلاف اعمال کریں
اگر خواہی بما خط در کشیدن
اگر آپ چاہیں کہ گناہ معاف کردیں آپ کے
زفرمانت کہ آرو سر کشیدن
حکم کے خلاف کس کو مجال ہے کہ خلاف کرے
وگر گردی زمشت خاک خوشنود
اگر آپ ہم عاجزوں سے خوش ہو جائیں آپ کا
ترانہ بود زیاں مارا بود سود
کچھ نقصان نہیں اس میں ہمارا فائدہ ہے۔

حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الہٰی ! میری ایک درخواست ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بولو میرے محمد بولو کیا ہے؟ عرض کیا الہٰی ! کراماً کاتبین کو حکم دے کہ میری امّت کا اعمال نامہ

لکھنے کے پہلے میرے سامنے پیش کیا کریں۔ حکم ہوا میرے محمد ! یہ کس لئے کہتے ہو' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الٰہی الٰہی یہ اس لئے عرض کرتا ہوں کہ اگر امّت کے گناہ دیکھوں تو ان کے گناہ میں اپنے نامۂ اعمال میں لکھوالوں گا تاکہ میرے امّت کا نامۂ اعمال گناہوں سے پاک رہے' اور ان پر عذاب نہ ہو' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا' ایسا ہو سکتا ہے مگر آپ کی امّت کو میری رحمت' اور آپ کی شفاعت کی کیا قدر ہوگی ' بہتر یہی ہے کہ امّت کے گناہ امّت کے نامۂ اعمال میں ہی رہنے دیجئے۔ وقت پر میری رحمت اور آپ کی شفاعت سے دیکھئے کیا سے کیا ہوگا' تو پھر میرا اور ایک معروضہ ہے کہ امّت کا حساب قیامت میں میرے حوالے کر دیجئے ' ان کا حساب میں لوں گا حکم ہوا میرے محمد ! اس سے آپ کی کیا غرض ہے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الٰہی ! اس واسطے کہ میری امّت کو رسوائی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے محمد ! آپ کی امّت کا حساب اس طرح لونگا کہ ان کے بُرے اعمال کی آپ کو بھی خبر نہ ہوگی ' جب آپ جیسے شفیق پیغمبر سے ان کے اعمال چھپاؤں گا تو دوسروں کو کیسے معلوم ہونے دوں گا۔ میرے محمد! آپ کو ان کا پیغمبر ہونے سے اتنی شفقت ہے' میں تو ان کا رب ہوں مجھے ان پر کتنی شفقت و رحمت نہ ہوگی۔

میرے محمد ! آپ انکے پیغمبر ہیں تو میں ان کا معبود و خدا ہوں' آپ کو تو آج ان پر شفقت ہے' میری نظر تو ازل سے ان پر ہے جب ہی تو آپ جیسا پیغمبر ان کو دیا۔

قافلہ شد واپسی مابیں

قافلہ چلا گیا ہماری واپسی کو دیکھو۔

اے کسِ مابے کسی مابیں

اے مدد کرنے والے ہماری بے کسی کو دیکھئے۔

جز در تو قبلہ نہ خواہیم ساخت

سوائے آپ کے دروازہ کے ہم کسی کو قبلہ نہیں بنائینگے

گرنہ نوازی تو کہ خواہد نواخت

اگرآپ نہیں سرفراز فرمائینگے تو پھر کون سرفراز فرمائینگے

میرے محمد ! مجھے آپ کی امّت سے کچھ شکایات ہیں :۔

(1) میرے محمد ! میں ان کو کل کے عمل کی تکلیف نہیں دیتا ` اور وہ مجھ سے کل کا رزق کیوں مانگتے ہیں۔

(2) میں نے ان کا رزق غیر کے حوالے نہیں کیا ` یہ میرے لئے عمل کر کے اس عمل کو غیر کے حوالے کیوں کر دیتے ہیں (یعنی ریا کر کے لوگوں کے دکھانے کو عمل کرتے ہیں)۔

(3) نعمت میں دیتا ہوں` رزق میرا کھاتے ہیں اور شکر میرے سوا غیر کا کرتے ہیں ` اور مجھ سے بگاڑ کرتے ہیں ` اور میری مخلوق سے صلح کرتے ہیں۔

(4) عزت میں دینے والا ہوں`ذلت میں دینے والا ہوں` وہ عزت لوگوں سے چاہتے ہیں اور لوگوں سے ڈرتے ہیں۔

ziaislamic.com

(5) میں نے آگ پیدا کی کافروں کے لئے، آپ کی امّت کے دشمنوں کے لئے، مگر یہ اس میں گرنے کی کوشش کرتے ہیں اور میری نافرمانی پر دلیر ہیں۔

(6) جنت ان کے واسطے بنائی مگر اس کی ان کو رغبت نہیں، نیک کاموں میں کوتاہی کرتے ہیں۔

(7) اے نبی ! میں آپ کی امت کی شکایت فرشتوں کے سامنے نہیں کرتا، وہ میرا شکوہ غیروں کے سامنے کیا کرتے ہیں۔

میرے محمد ! آپ اپنی امّت سے فرمایۓ اگر کسی سے اس کے احسانات کے سبب محبت کرتے ہو تو میں اس کا مستحق زیادہ ہوں، کثرت سے میرے احسانات تم پر ہیں۔

اگر تم کسی سے ڈرتے ہو تو سب سے زیادہ مجھ سے ڈرو، جو قدرت مجھ کو تم پر ہے ایسی کسی کو نہیں۔

اگر کسی سے تم کو امید ہے تو سب سے زیادہ مجھ سے امید رکھو۔

اگر تم نے کسی پر ظلم کیا ہے اس وجہ سے اس سے شرماتے ہو تو تم کو مجھ سے زیادہ شرمانا چاہے ئے اس لئے کہ تم سے ظلم ہی ظلم ہے اور مجھ سے وفا ہی وفا ہے۔

بیاموز از وفائے خویش مارا   سکھائے ہم کو اپنے جیسا ایفائے عہد

کرامت کن لقائے خویش مارا   عنایت کیجئے اپنا دیدار ہم کو

اگر کسی پر مال صرف کرتے ہو یا تن سے خدمت کرتے ہو تو میں اس کا زیادہ مستحق ہوں اس لئے کہ میں تمہارا خالق اور معبود ہوں۔

اگر کسی کو تم وعدہ میں سچا سمجھتے ہو تو مجھ کو سمجھو' میں سب سے زیادہ سچّا ہوں   آپ کی امّت لوگوں کے شرم سے گناہ نہیں کرتی 'گناہ کرتے وقت مجھ سے کچھ شرم نہیں کرتی ' اے نبی ! کیا میرے بندوں کے آنکھیں ہیں اور میں دیکھنے والا' سننے والا نہیں ہوں' ان کو تو مجھ سے شرم کرنا چاہئیے۔

میرے محمد ! میری اس قدر مہربانی اور عنایت پر کیا مجھ کو حق نہیں کہ میں آپ کی امّت سے کچھ اپنی خدمت لوں ؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا بے شک میرے مالک' آپ کو ہر طرح کا حق حاصل ہے

۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ' ہم آپ کی امت کو حکم دیتے ہیں کہ رات دن میں پچاس نمازیں پڑھا کریں " اور سال میں چھ مہینے روزے رکھا کریں "

اس وقت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محوِ تجلیات الہیٰ تھے آپ کو کچھ خبر نہ ہوئی ' اور اسی طرح پچاس نمازوں کا حکم لے کر چلے مگر چھٹے آسمان پر واپس آتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے جب ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا یا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہیے کیا کیا حکم 'احکام ملے' آپ نے فرمایا کہ پچاس وقت کی نمازیں ایک دن رات میں پڑھیں ' اور چھ مہینے کے روزے سال میں رہنے کے لئے ارشاد ہوا ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا جلدی واپس جایے اور معاف کرایے بھلا ایک دن میں پچاس نمازیں اور سال میں چھ مہینے کے روزے کس طرح ادا ہونگے' جب کہ بنی اسرائیل سے دو نمازیں ادا نہیں ہوئیں ' آپ کی امّت سے پچاس کس طرح پرھی جائیں گی۔

یہ سُن کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی خیال آیا ' واپس وہیں پہنچے جہاں پہلے نمازیں فرض ہوئی تھیں۔

تسلسل واقعہ سے پہلے ایک شبہ اور اس کا جواب لکھا جاتا ہے :۔

شبہ

یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ کیا موسیٰ علیہ السلام ہمارے پیغمبر سے زیادہ سمجھ رکھتے تھے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خیال آیا ' اور رسول اللہ لی اللہ علیہ وسلم کو مطلّقاً خیال نہ آیا۔

جوابِ شُبہ

میرے دوستو ! آپ نے غور نہیں فرمایا ' حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی کیفیت میں بہت بڑا فرق تھا' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم محو دیدار تجلّی الہیٰ تھے جو ہر طرح سے عقل و ہوش کو فنا کردیتی ہے' برخلاف اس کے موسیٰ علیہ السلام اس وقت قرب و تجلّی الہیٰ سے دور تھے غور کرنے کی بات ہے' فانی عشق اور فانی وصال اور فانی محبوب کے دیدار کی طلب میں عشاق کیا کیا کرشمے کرتے ہیں ذیل کے مثالوں سے واضح ہوگا :۔

(1) عورت سی نازک چیز دیدار یوسف علیہ السلام میں ایسی غافل ہوئی کہ بجائے میوہ کے ہاتھ کاٹ ڈالے اور خبر نہ ہوئی ' بھلا دیدار کی لذت سے الگ رہ کر کوئی بڑا مرد سے مرد اپنا ہاتھ کاٹ کر دکھائے۔

(2) شیریں کا دیدار دیکھ کر فرہاد نے کوہستاں کھود مارا۔

(3) ادھم فقیر نے شاہ بلخ کی لڑکی کے جمال کو دیکھ کر سمندر خالی کرنے پر کمر باندھ لی۔الغرض یہ سارے شاق سے شاق محنت کے پہاڑوں کا سر پر اٹھا لینا دیدار محبوب کے وقت آسان ہو جاتا ہے' فانی عشق اور فانی دیدار کا یہ حال ہے تو دیدار حقیقی کا کیا کہنا۔

اسی طرح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیدار الہیٰ کو دیکھ رہے تھے اللہ اکبر اس دیدار کے وقت پچاس تو پچاس اگر پچاس ہزار نمازیں بھی اللہ تعالیٰ فرض فرماتا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب کے سب منظور فرما لیتے ' کیا پچاس نمازیں فرہاد کی کوہ کنی اور ادھم کے دریا خالی کرنے سے بھی زیادہ شاق کام تھا ' کیا شیریں کا حُسن خدا کے حسن سے بھی زیادہ بڑھا ہوا تھا' فرہاد تو شیریں کے حسن کو دیکھ کر پہاڑ توڑنے تیار ہو جائے اور توڑ ڈالے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے دیدار کو دیکھ کر پچاس نمازوں اور چھ ماہ کے روزے قبول اور منظور کر کے چلے آئے اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے ' تجلی کا اثر کم ہوا' اور موسیٰ علیہ السلام نے بھی سمجھایا تو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی سمجھ گئے کہ میں اس وقت محو تجلی تھا' ساری امت تو محو تجلی نہ ہو گی وہ کس طرح یہ مشکل کام انجام دیگی۔

آپ فوراً واپس ہو کر وہیں پہونچے جہاں نمازیں فرض ہوئی تھیں ' وہاں ایک سفید نور نے جو ابر کی صورت میں تھا آپ کو اپنے اندر لے لیا ' آپ فوراً سجدہ میں گر پڑے اور امت کی نمازوں کی معافی کے لئے عرض کیا ' اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا" اچھا جاؤ پانچ نمازیں اور ایک ماہ کے روزے معاف کرتے ہیں ' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پانچ نمازیں اور ایک ماہ کے روزے معاف کروا کر خوش ہو گئے اور

پینتالیس نمازیں ' پانچ ماہ کے روزے منظور کر کے یہ خیال فرمایا کہ محبوب کیلئے پینتالیس نمازیں پڑھنا' پانچ ماہ کے روزے رکھنا کیا حقیقت رکھتا ہے' جب موسیٰ علیہ السلام سے دوبارہ ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ جناب (45) بھی بہت ہیں ' حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر واپس ہوئے۔

الغرض پانچ دفعہ کی شفاعت سے (45) نمازیں اور (5) ماہ کے روزے معاف ہو کر صرف پانچ نمازیں اور ایک ماہ کے روزے باقی رہے۔

ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد بھی ہوا کہ " ہماری بات بدلی نہیں جاتی ' اور نہ ہم کسی پر ظلم کرنا' یا کسی کو زیادہ مشقت میں ڈالنا پسند کرتے ہیں ' تم اور تمہاری امت پانچ نمازیں پڑھیں ' ہم پانچ کو وہی پچاس لکھا کریں گے۔

پڑھتے ہیں پانچ اور ثواب میں پچاس۔

پانچ پڑھو پچاس لکھواؤ۔

ایک ماہ کے روزے رکھو' چھ ماہ کے روزے لکھواؤ۔

ایک کے دس پاؤ۔

پھر بھی نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے سے جی چراؤ' یہ تمہاری کم نصیبی ہے۔

(دوستو! مذکورہ تصفیہ کے لحاظ سے پانچ کے پچاس)

عام اصول کے تحت نماز باجماعت کے ستائیس درجہ زائد۔

اور عام اصول کے تحت' ہر ایک نیکی کے دس گنے زیادہ۔

اس طرح ہر ایک کو ضرب دیں تو تیرہ ہزار پانچ سو نمازیں ہوتے ہیں ' نتیجہ یہ نکلا کہ نمازی ہر روز ایک مہینے کی رات دن کے برابر عبادت کے ثواب کا مستحق ہوتا ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہایت شاد و خوش واپس ہوئے' پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا حضرت اور کچھ کم کرا ئیے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موسیٰ اب مجھے شرم آتی ہے' پچاس کے پانچ رہ گئے کہاں تک کم ہوں گے' یہ سُن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام خاموش ہو گئے' اس طرح پانچ نمازوں' اور ایک ماہ کے روزوں کا حکم الہیٰ قائم اور محکم ہو گیا۔

موسیٰ علیہ السلام کے عرض کرنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم معافی نمازوں کے لئے تشریف لے جاتے تو ہر دفعہ صرف (5) نمازیں معاف ہوتیں ' اس جانے کا سلسلہ (50) سے (5) تک رہا' اس آمد ورفت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام تجلّی الہیٰ کا لطف لیتے تھے' اس لئے بار بار بھیجتے تھے۔

(5) اور (50) میں صرف ایک صفر یعنے نقطہ کا فرق ہے' دہلی کے محاورے میں نقطہ کو نکتہ کہتے ہیں ' اللہ تعالیٰ کے نکتہ نوازی کی صفت جو مشہور ہے اس صفت کا یہاں ظہور ہوا کہ ایک نقطہ اٹھالینے سے جو سہولت ہوئی تو ہزاروں نمازی ہو کر جنتی ہو گئے۔

اگر یہ نقطہ نہ اٹھالیا جاتا تو (50) نمازوں کی ادائی کی دشواری کی وجہ ہزاروں میں ایک نمازی یا دو نمازی ہوتے' ماںبقے جو حکم کی تعمیل نہ کرتے وہ سب دوزخی ہو جاتے اللہ تعالیٰ کی نکتہ نوازی کی صفت نے ظہور کیا ' ایک نقطہ اٹھالیا ہزاروں کو بخش دیا ' بڑا بھاری بوجھ لوگوں کے گردنوں سے اٹھ گیا ' پھر جب یہ نمازوں کا عمل " ارحم الراحمین " کی حضوری میں پہنچا' پھر وہی رحمت کا نقطہ ملا کر پانچ کو پچاس بنادیا ' جو نقطہ وبال جان تھا وہی نقطہ راحتِ جاں ہو گیا۔

جب باتیں ہو چکیں تو اللہ تعالیٰ نے کچھ نصیحتیں بھی فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ میرے محمد ! میری یہ نصیحتیں اپنی امت کو پہنچا دیجئے۔

(1) جب کوئی غم تم کو پیش آئے تو مجھ کو یاد کیا کرو، اس وقت میں تمہاری جان سے زیادہ تمہارے نزدیک ہوں، مجھ جیسا محبوب جب تمہارے نزدیک ہو تو تم کو غم نہیں کرنا چاہیئے۔

(2) مظلوم کی بددُعا سے ڈرتے رہو، گو کہ مظلوم کافر ہی کیوں نہ ہو اس کی دُعا مقبول ہو جاتی ہے۔

(3) مصیبتوں پر صبر کیا کرو، اور کسی سے دشمنی مت مول لو اور تکبّر سے بچتے رہو۔

(4) دنیا پر دھوکا نہ کھاؤ، اسکو ہمیشہ رہنے کی جگہ نہ سمجھو، دنیا پر کبھی فخر مت کرو، یہ دنیا سایہ کی طرح ڈھلتی جارہی ہے اس بے وفا نے کسی کا ساتھ دیا نہ دیگی۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الہیٰ ! میں تیری ہی عبادت کرتا ہوں اور تجھ ہی سے ڈرتا ہوں، اور تجھ ہی سے امید رکھتا ہوں، میں یقین سے جانتا ہوں کہ تو میرا پروردگار ہے اور تو نے ہی مجھے پیدا کیا، اور تو نے ہی مجھے عزت دی، اور نبی بنایا، میں تیری ان نصیحتوں پر عمل کروں گا، اور میری امّت کو بھی ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی ضرور تاکید کروں گا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ ہماری نصیحت یہ بھی ہے کہ نماز وقت پر ادا کیا کریں، اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ہمیشہ پابندی کیا کریں، کیونکہ دین کا قیام اسی پر ہے۔

اس کے بعد جب واپس جانے کی اجازت ہوئی تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الہٰی مجھے اب دنیا میں مت بھیج یہیں رہنے دے۔

اس پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا' میرے دوست مجھے آپ کی امّت کا بہت خیال ہے' آپ اگر یہاں رہیں گے تو پھر ان بیچاروں کی ہدایت کون کریگا دنیا میں آپ رہیں یا آپ کی قبر شریف' ہم ان پر عذاب نہیں کریں گے اور آپ کا فیض ان کو پہنچتا رہے گا' تمام امّت کو تو آپ یہاں لانے سے عاجز ہیں البتہ یہی سما اور یہی کیفیت ہم وہاں قائم کرنے سے عاجز نہیں ہیں اب تو آپ اپنی امّت میں جایئے' جب کبھی آپ چاہیں گے اور معراج یاد آئے گی تو ہم وہیں آپکو رکھ کر اس جسمانی معراج کی طرح روحانی معراج سے سرفراز کرتے رہیں گے۔

(ایسا ہی ہوا' اس ایک مرتبہ کے جسمانی معراج کے علاوہ ۲۲۔ مرتبہ روحانی معراج ہوئی)۔

اس کے بعد حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الہٰی ! میں نے جو کچھ عجائبات آج کی رات دیکھے ہیں' اگر میں اپنی امّت سے کہوں گا تو اس کا کون اعتبار کرے گا۔

حکم ہوا میرے محمد ! جاؤ ہمارا ابو بکر ان باتوں کو سچ سمجھے گا اور آپ کی تصدیق کرے گا۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رخصت ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا چلے میرے محمد چلے' کیا جبرئیل کی درخواست پیش نہیں کرتے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا الہٰی ! بھول گیا تو بڑا''

علام الغیوب " ہے، جبرئیل کی درخواست یہ ہے کہ کل قیامت میں پُل صراط پر میری امّت کے لئے اپنے پر بچھائیں تا کہ میری امّت تلوار سے تیز اور بال سے باریک پر چلنے کی مصیبت سے بچے۔

حکم ہوا یہ درخواست سب امّت کے لئے قبول نہیں ، ہاں آپ کی امّت میں سے اس شخص کے لئے قبول کی جاتی ہے جو آپ سے اور کل صحابہ سے دوستی رکھے، اور آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرے، ان کے لئے پُل صراط پر جبرئیل کو پر بچھانے کی اجازت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری مُبارک واپس ہونے لگی رف رف اور براق ہاتھوں ہاتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واپس لے چلے، اس وقت ملاء اعلیٰ کو آپ کی جدائی کو جو صدمہ تھا کیا عرض کروں کیسا تھا۔

تھا زبانوں پر فرشتوں کے محمد کا نام کوئی چومے تھا رکاب اور کوئی تھامے تھا لگام

مانگتی جاتی تھیں حورانِ بہشتی انعام انبیاء بھیجتے جاتے تھے درود وسلام

امّ المومنین امّ ہانی کے مکان میں تشریف لائے، اور حضرت جبرئیل علیہ السلام اپنے مقام پر چلے گئے۔

خاتمہ

ان حالات و کیفیات کی تفصیل میں جو واقعہ معراج ظاہر کئے جانے پر لوگوں میں پیدا ہوگئے ۔ نماز صبح کے بعد جب آپ نے اس واقعہ کو بیان فرمایا تو ایک ہنگامہ ہو گیا ` ہر شخص جھٹلانے لگا۔ بعض جو نئے مسلمان ہوئے تھے مرتد ہو گئے۔

میرے دوستو ! سوچنے کی بات ہے اگر جسم سے معراج نہیں ہوئی تھی تو اس ہنگامے کی اور مرتد ہونے کی کیا بات تھی ؟ آپ فرمادیتے میں تو خواب کا واقعہ کہہ رہا ہوں` تعجب کی کیا بات ہے` یوں نہیں فرمایا بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد تھا کہ جسمانی معراج ہوئی۔

اس پر کفار نے کہا ہم نے ایسی بات کبھی نہیں سنی ` اسکی کوئی نشانی یا علامت بتاے ئے اگر آپ شبا شب بیت المقدس گئے ہیں تو ہمارے فلاں فلاں قافلے آپ کو راستے میں ملے ہونگے اگر آپ سچے ہیں توان کو پوری پوری کیفیت بیان فرماے ئے کہ اس رات وہ کہاں تھے اور اہل قافلہ اس وقت کیا کر رہے تھے اور ان میں کیا واقعہ پیش آیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے قافلے جو تجارت کے لئے شام کو گئے ہوئے ہیں وہ مال بیچ کر واپس آرہے ہیں ان کا ایک اونٹ کھو گیا تھا` اونٹ کی تلاش میں جنگل جنگل پھر رہے تھے ` وہ قافلہ واپس آرہا ہے` سب سے آگے ایک خاکستری رنگ کا اونٹ ہے جس پر دو گونیاں لدی ہوئی

ہیں ، ایک کالی اور ایک دھاری دار۔

لوگ اس طرف دوڑے، دیکھا واقعی اس قافلہ میں سب سے پہلے خاکستری اونٹ تھا۔

دوسرا واقعہ آپ نے یہ بیان فرمایا کہ میری سواری کی رفتار سے ڈر کر ایک اونٹ بھاگا اور دوسرا گر پڑا، قافلے والوں سے پوچھا تو انھوں نے کہا واقعہ صحیح ہے۔

دوستو! اگر جسمانی معراج نہیں تھی تو اونٹ بدکے کیوں؟

ابو جہل بہت خوش ہوا کہ اب تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھوٹ ظاہر ہوا جاتا ہے اسکی پکار پر لوگ جمع ہوئے، آپ نے تمام قصّہ بیان فرمادیا ، لوگ متحیّر تھے اور انکار کر رہے تھے، پھر کہا اگر آپ سچے ہیں تو بیت المقدس کی علامتیں بتلائیے، مثلاً دروازے کتنے ہیں ، اور مینار کتنے ہیں ، اور برج کتنے ہیں اور محرابیں کتنی ہیں اور منبر کیسا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ میں جب بیت المقدس پہنچا تو ایسی چیزوں کو بے ضرورت سمجھ کر ان کی طرف کچھ خیال میں نے نہیں کیا ، ان سوالات سے مجھ کو اس قدر الجھن ہوئی کہ کبھی ایسی الجھن نہیں ہوئی تھی ، پس اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کر دیا ، میں نے بیت المقدس کو دیکھ دیکھ کر جو جو وہ مجھ سے پوچھتے تھے، میں ان کو بتلائے دیتا تھا۔

اِدھر قافلہ والوں سے تحقیق ہو گئی اور اُدھر بیت المقدس کے علامتوں سے تصدیق تو چاروں طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ یہ محمد کا جادو ہے جادو، غرض عقل کے خلاف ہونے سے جیسے آج کل نئے تعلیم یافتہ لوگوں کو شک ہے، ایسا ہی مکہ کے ہر ایک عورت مرد، بڑھے، جوان نے انکار کیا، اور جھٹلایا۔

صد آفریں ہے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ، پر جب کفار دوڑے ہوئے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور کہا کچھ خبر بھی ہے تمہارے دوست کیا کہہ رہے ہیں، وہ کہتے ہیں جسمانی معراج ہوئی، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالی۔ عنہ نے فرمایا سچ ہے اور حضرت صلی ا اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر میں مکہ سے بیت المقدس گیا اور آیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تامل فرمایا، حضرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر تم بھی کفار کی طرح انکار کروگے، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کیا اس ذرا سی بات کی مجھ سے تصدیق کراتے ہیں،آپ کوئی بڑی بات فرما کر مجھ سے تصدیق چاہیں، میں جس بات کی تصدیق کرنے کو حاضر ہوا ہوں وہ بڑی بات یہ ہے کہ آپ صرف بیت المقدس ہی نہیں گئے بلکہ ساتوں آسمان طے کر کے عرش کی بھی سیر فرمائی، یہ پورا واقعہ بیان فرمائیے پھر دیکھئے ابو بکر نہایت زور سے تصدیق کرتا ہے، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر بات تو یہی ہے مگر میں نے اس خیال سے ظاہر نہیں کیا کہ شائد تم بھی انکار کردو، حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب میں نے آپ کے فرمانے پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کا آسمان سے دنیا میں ایک دن میں دس مرتبہ آنا مان لیا ہے تو اگر آپ ایک رات زمین سے آسمان پر گئے تو کونسا بڑا کام ہوا، جس کا میں انکار کروں جو خدا جبرئیل علیہ السلام کو آسمان سے زمین پر لاتا ہے وہی

ziaislamic.com

خدا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین سے آسمان پر لے گیا۔

معراج شریف حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات میں سے ہے' معراج حقیقت قرب حق ہے ' کسی پیغمبر کو عروج سے معراج ہوا ہے تو کسی پیغمبر کو نزول سے' ادریس علیہ السلام کو عروج سے ہوئی " ورفعنا مکانا علیا " (ہم نے ادریس کو بلند مقام پر پہنچایا) وہ زندہ دنیا سے آسمان کے طرف اٹھائے گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی معراج عروجی ہوئی ' ان پیغمبروں کو عروج ہی ہوا' پھر نزول نہیں ہوا' اور یونس علیہ السلام کو نزولی معراج ہوئی ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال یہ ہے کہ آپ کو عروجی و نزولی دونوں معراجیں ہوئیں ' قرب الہیٰ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بوقت عروج جیسا حاصل تھا یعنے آپ کی دو حالتیں تھیں'ایک عروجی جبکہ آپ نیچے سے اوپر جارہے تھے اور دوسری حالت نزولی تھی جبکہ آپ اوپر سے نیچے آرہے تھے' حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزولی معراج عروجی معراج سے افضل ہے' وہ اس طرح کہ معراج سے وہ مقصود تھے۔

(1) رؤیت آیات (یعنی نشانی قدرت کا دیکھنا) (2) اور علم کی زیادتی سے آپ کی تکمیل ہو' اور ان علوم سے آپ دوسروں کی تکمیل فرمائیں ' پہلا فائدہ لازمی ہے جو حضور کی ذات تک محدود' دوسرا فائدہ متعدی ' اس سے دوسرے مستفید ہوتے ہیں ' ظاہر ہے کہ جو وقت متعدی فائدہ کے ظہور کا ہے وہ فائدئہ لازمہ کے وقت سے افضل ہوگا۔ کیونکہ بعثت رسول سے اصل مقصد فائدہ خلائق اور دوسروں کی تکمیل ہے اور فائدہ متعدی کا ظہور بعد نزول ہے تو نزول کا عروج سے افضل ہونا ثابت ہوا" وللاخرہ خیر لک من الاولی " (آپ کی آخری حالت پہلی حالت سے بہت بہتر ہے) اس پر دلیل ہے۔

واقعہ معراج سے ہم کو یہ سبق حاصل ہوا کہ سالکین کو اپنا آپ فیصلہ نہیں کرنا چاہیے۔ مثلاً پہلے ذکر میں جی لگتا تھا خطرات نہیں آتے تھے' انوار کی کثرت تھی اسکو وہ افضل حالت سمجھتے تھے' پھر خطرات آنے لگے انوار میں کمی ہو گئی تو وہ پریشان ہوتے ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم مردود ہو گئے انکو خبر نہیں وہ عروج کی حالت تھی یہ نزول کی حالت ہے' معراج عروجی اور نزولی دونوں طرح کا ہوتا ہے' دونوں حالتیں مقبول ہیں' تم نزول کو کیوں کم سمجھتے ہو' دونوں قرب ہی کی حالت ہے' ایک کو قبض اور دوسرے کو بسط کہتے ہیں۔ اگر قبض کسی مصیبت کی وجہ سے نہ ہو تو اسکو نزول سمجھنا چاہیے ہاں احتیاطاً قبض کی حالت میں کثرت استغفار کرے' اور اپنے کام میں لگا رہے اور دونوں کو نعمت سمجھے۔

آپ ان کافروں کے طعنے سُن کر گھر واپس جا رہے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ کوئیں پر ایک عورت کھڑی رو رہی ہے' آپ نے پوچھا اے عورت! کیوں رو رہی ہے' اس نے کہا میں فلاں یہودی کی باندی ہوں اس نے مجھ کو پانی لانے بھیجا تھا' میں بیمار ہوں' وہ گھڑا راستے میں پھوٹ گیا' کسی ثوابی نے گھڑا تو لا دیا مگر وہ بہت بڑا ہے' مجھ سے اٹھ نہیں سکتا' آپ نے فرمایا گھبرا مت' میں لئے چلتا ہوں
۔

گھر کی جانب اس یہودی کے چلے
حاملانِ عرش سب رونے لگے
بولتے تھے واہ رے خُلق نبی
رات کو لذت میں تھے معراج کے
صبح کا نادر ہے دیکھو سانحہ

ziaislamic.com

ہے یہودی کا گھڑا سر پر دھرا
قدسیاں دوڑے کہ ہم کو دیجئے
بوجھ یا حضرت نہ سر پر لیجئے
کہتے تھے روح الامیں یا مصطفیٰ
میں لئے چلتا ہوں سر پر گھڑا
آپ کہتے تھے یہ میرا کام ہے
رحمتِ عالم ہمارا نام ہے

باندی پہلے دوڑی ہوئی گئی اور یہ واقعہ سنایا ' جب یہودی باہر آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ' عرض کیا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کل رات آپ کو معراج ہوئی حضرت نے فرمایا ہاں تجھ کو کیسے معلوم ہوا' اسنے کہا ذرا ٹھرے ئے' جاکر تمام خاندان کو بلا لایا ' توریت شریف بھی اپنے ساتھ لایا اور کھول کر کہا یہہ دیکھئے توریت میں لکھا ہے کہ نبی آخری الزماں کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ ان کو رات میں جب معراج ہو گی تو صبح کو ایک یہودی کا گھڑا باندی کی وجہ سے ان کے سر پر ہوگا' انکی پیٹھ پر مہر نبوت ہوگی ' اب ہم کو یقین ہوا کہ آپ سچّے نبی ہیں ' وہ اور اس کے خاندان کے تمام لوگ مسلمان ہو گئے یہ برکت ہے اخلاق کی۔

اِدہر اللہ سے واصل اُدہر مخلوق میں شامل

خواص اس برزخ کبریٰ میں تھا حرفِ مشّدد کا

خدا کی اطاعت ' مخلوق کی شفقت ' یہ خُلقِ نبی رہا ' امّت کو بھی ان کی اتباع کرنا چاہیئے۔

میرے دوستو ! حضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا سے ملنے گئے تو خدا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امّت کے لئے آسمان اوّل پر شب برات میں آتا ہے ' ہر رات پچھلی رات بھی آسمانِ اوّل پر برآمد ہوتا ہے نبی کے صدقے میں امّت کو یہ فضیلت ملی۔

معراج المومنین

صاحبو ! عظیم الشان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے بیان کو تو آپ سُن چکے ہیں ' اب آپ کی امّت مرحومہ کی معراج کو بھی سنئے :۔

تمہید

قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ جگہ جگہ اپنی نعمتوں کا ذکر کر کے احسان جتلایا ہے اور فرمایا ہے بندے ! کبھی تو نے یہ بھی سونچا کہ ہمارے تجھ پر کیا کیا احسانات ہیں ؟

تو معدوم تھا ہم نے تجھ کو موجود کیا۔

ہماروں نعمتوں سے تیرے لئے زمین کے دستر خوان کو آرستہ کیا

تو بے سمجھ تھا تجھ کو یہ بھی معلوم نہ تھا کہ کونسی چیز تیری روح کو ضرر دینے والی ہے ہم نے اس کو تجھ پر حرام کر دیا تاکہ زبردستی تجھ کو اس ضرر سے بچائیں۔

تیرے ماں باپ بھی تجھ پر مہربانی اور شفقت نہیں کر سکتے جو ہم نے تجھ پر کی ہے' ادنیٰ سی مثال یہ ہے کہ تو چھوٹا سا بے سمجھ تھا اور تیری ماں سو جاتی تھی ' اگر کوئی موذی جانور تجھ کو ضرر پہنچانا چاہے تو نہ تو اسکو دفع کر سکتا تھا اور نہ ہی تیری ماں کو اسکی کچھ خبر ہوتی ' ہم ہی تیری حفاظت کرتے تھے' اب بھی موذیات سے تو کیا خاک بچ سکتا ہے' ہماری نگہبانی نے تجھکو آرام میں رکھا ہے' ایک انسان ہے سینکڑوں اسکے دشمن ہیں ' سانپ' بچھو' شیر ' جن اور خود انسان' انسان کا دشمن ہے' بندے تو اکیلا کس کس سے بچتا' اگر ہماری مہربانی اور حفاظت نہ ہوتی تو کس کس سے جان بچاتا۔

ابر اٹھا کر پانی ہم برساتے ہیں تو' بیج تو بوتا ہے' کھیت ہم ہرے بھرے کرتے ہیں یا تو' تیرے دکھ درد میں ہم کام آتے ہیں ' تیری مصیبت میں ہم رحمت سے پیش آتے ہیں بغیر سوال کے ہم تیری ض۔رورتوں کو پورا کرتے ہیں۔

بندے ! سچ کہنا تو کیسی کیسی نافرمانیاں کرتا ہے ہم سب سے چشم پوشی کر کے ہر وقت تیرے پر رحم کی نظر رکھتے ہیں۔

آخرت میں تیرے واسطے وہ نعمتوں کو تیار کر رکھا ہوں، جن کو آنکھ دیکھتی ہے اور نہ کان سُنا ہے۔

یہ نمونہ ہے ہمارے بڑے بڑے احسانات کا، کیا ان احسانات کا یہی بدلہ ہے جو تو ہمارے ساتھ پیش آرہا ہے اگر کسی کے ایک دو حق ہوں تو اسکو پورا کرتا ہے اور وہ پورا کرا کے چھوڑتا ہے ہمارے سینکڑوں حق تجھ پر ہیں مگر کسی حق کا تو کچھ خیال نہ کیا، ماں باپ کا اولاد پر حق ہے کہ وجود انھیں کے سبب ملا ہے، اس لحاظ سے بھی ہم ہی مستحق ہیں کہ اصلی وجود ہم نے دیا ہے، استاد کا حق شاگرد پر ہے کہ جہل سے نکالا، اس لحاظ سے بھی ہم ہی مستحق ہیں "علم الانسان مالم یعلم" (ہم نے انسان کو وہ سکھایا جسکو وہ نہیں جانتا تھا) مرشد کا حق مرید پر ہے کہ باعث ہدایت ہوا، اس لحاظ سے بھی ہم ہی مستحق ہیں، اگر ہم ہدایت نہ دیتے تو کیا ہدایت پاتا۔ مالک کا حق غلام پر، شہنشاہ کا حق رعایا پر، اور معشوق کا حق عاشق پر ہوتا ہے اس لحاظ سے بھی ہم ہی مالک ہیں، ہم ہی شہنشاہ ہیں اور ہم ہی محبت کرنے کے لائق ہیں، بندے پھر تو ہمارے کونسے حق کو بھولے گا، ایک دن ہم ہی سے کام پڑے گا، اس دن ہمارے دربار میں ہاتھ باندھے ہوئے غلامی کا اظہار کریگا۔ اس وقت کچھ نفع نہیں، یہاں غلامی کا اظہار کر، یہ کام آنے والا ہے۔

حکایت

حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اگر فرد ایک نفس از دیدار حق محروم مانم در آخرت چنداں بگریم و نالم کہ ہمہ اہل بہشت رابر من رحم آید (اگر کل قیامت میں ایک لحظہ اللہ تعالیٰ کے دیدار سے محروم رہوں تو اتنا روؤں گا کہ تمام بہشیتوں کو مجھ پر رحم آئے گا)۔

رابعہ رضی اللہ عنہما گفت ایں سخن نکوست ' اما اگر در دنیا چناں ست کہ یک نفس از ذکر حق تعالیٰ غافل می ماند ہماں ماتم و گریہ وزاری پدید آید ' نشان آنست کہ در آخرت نیز چناں خواہد بود والا نہ خیانست (رابعہ بصریہ رضی اللہ عنہما فرمائیں یہ جو حسن بصری فرمائے ہیں بہت اچھی بات ہے ' آخرت میں ایسا اس وقت ہو گا کہ دنیا میں بھی جب اللہ کی یاد سے ایک لحظہ غافل رہے تو ایسے ہی گریہ زاری اس سے ظاہر ہو ' جیسے آخرت میں دیدار حق نہ ہونے سے ظاہر ہو گی ورنہ باتیں ہی باتیں ہیں۔

غرض بندے ہمارے تجھ پر سینکڑوں حق ہیں کوئی نہ کوئی حق ادا کر ' دیکھ وقت جاتا ہے ' کب تک ہاتھ پر ہاتھ لئے بیٹھا رہے گا کچھ تو بن کر آ ' عاشق بن ' اگر عاشق نہ بنا تو طالب بن ' طالب نہ بنا تو غلام بن ' غرض کچھ نہ کچھ بن کر چل ' غلام کیسے بنا کرتے ہیں ' غلامی کا کیسے اظہار کرتے ہیں ' اس کی بھی تجھ کو خبر نہیں ' یہ بھی ہمارا احسان ہے ' آ ہم سکھاتے ہیں ' مسجد بھی کبھی تو نے دیکھی ہے۔

حکایت

کسی کا بیل چھوٹ کر مسجد میں گھس گیا ' لوگوں نے ملامت کی ' کہنے لگے میاں ! بیل جانور بے عقل ہی مسجد میں چلا آیا' کبھی ہم کو بھی دیکھے ہو کہ مسجد میں آئے ہیں۔

اگر بے عقل ہی مسجد میں آیا کرتے ہیں اور سمجھ دار مسجد میں نہیں آتے تو بس غلامی کا اظہار کرنا سیکھ چکے ' غلامی سیکھنا ہو تو ذرا بے عقل بن کر مسجد میں آؤ' پھر دیکھو اس کے غلام کیسے غلامی کا اظہار کرتے ہیں ' سچ مچ عقل بالائے طاق رکھ کر اللہ کے سامنے کیا کیا کرتے ہیں۔

اگر کھانے پینے ' جورو بچوں میں لگ کر ہم کو بھول گئے ہو' خیر ہم اس پر بھی چشم پوشی کرتے ہیں اگر کوئی یاد دلانے والا یاد دلائے جب تو تم ہم کو یاد کرو' ورنہ ایک دن ایسے ہی کھاتے پیتے اپنے اپنے عورتوں میں خوش ہونگے کہ صورِ قیامت پھونکا جائے گا اس وقت سب ہم کو یاد کرینگے ' مگر اس وقت کی یاد بے فائدہ ہے' اسی طرح اب جب تم کھانے پینے ' بیوی بچوں میں ہونگے کہ موذن سوتوں کو جگائے گا' بھولوں کو یاد دلائیگا اسوقت ہماری یہ یاد نفع دیگی اس لئے پہلے موذن کہتا ہے " اللہُ اکبر " مسلمان تم کھانے پینے ' جورو بچے' معاملات ' جن جن چیزوں میں پھنسے ہو' ان سب سے خدائے تعالیٰ معظم ہے بڑا ہے' یہ لفظ ہمارے سچے غلاموں پر وہ اثر ڈال رہا ہے سارے تعلقات ٹوٹ رہے ہیں ' ہر چیز خدا کی عظمت کے سامنے حقیر نظر آرہی ہے بیساختہ اِدھر مؤذن ادھر سننے والوں کے منھ سے نکل رہا ہے " اشھد ان لا الہ الا اللہ "بار الہٰا ! ابتک میں دھوکہ میں تھا' کھانے پینے جورو بچوں کو ہی مقصود اصلی سجھا ہوا تھا اب تیری عظمت نے سبکو نظروں سے گرادیا ' معبود بھی تو ہی ہے' مقصود بھی تو ہی ہے' محبوب بھی تو ہی ہے' دل لگانے کے قابل تو ہی ہے اب تک جو کٹی غفلت میں کٹی ' یہ غفلت پہلے ہی سے اٹھا دینا تھا غلام اپنی بد بختی سے آقا کو چھوڑ کر بھاگتا ہے تو آقا اسکو زبردستی پکڑ کر بلاتا ہے

ابتک آپ مجھ کو کیوں نہیں پکڑ منگوائے' کیوں مجھ کو اپنی مجلس سے نکال دئے تھے' کیوں مجھکو شیطان کے ہاتھ میں دیدئے تھے' خیر جو ہوا سو ہوا حاضر ہوں بتاؤ کیا خدمت ہے کہ وہ کروں' کوئی مستی میں کہتا ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کا چرواہا کہہ رہا تھا۔

ہے کہاں تو جلوہ گر بتلا مجھے
تیری دوری نے دیا تڑپا مجھے
ہے بتا کس جا تو اے جان جہاں
تا کروں قربان تیری خدمت میں جاں
رات دن میں تیری خدمت میں رہوں
ایک دم غمگیں تجھے ہونے نہ دوں
خوب سا مل مل کے نہلاؤں تجھے
اور اچھے کپڑے پہناؤں تجھے
تیل ڈالوں سر میں اور کنگھی کروں
اچکنیں تیرے لئے اچھے سیوں
ڈھونڈ کر اوں کی تیرے ماروں جوئیں
اور کھلاؤں ہر طرح کی نعمتیں
ہو اگر بیمار تو اے کردگار
جان و دل سے ہوں تیرا میں غمگسار
پاؤں دابوں اور چوموں ہاتھ کو
اور کروں سونے کو بستر رات کو

اے میرے رب جاں میری تجھ پر فدا

اور سب اولاد گھر بار میرا

روغنی روٹی پکا کر اور کھیر

اور بہت لسی ' دہی ' مسکہ ' پنیر

لاؤں میں تیار کر کے آگے تیرے

روز ہو کھانا تیرا گھر سے میرے

ائے خدا تجھ پر ہو قربان میری جاں

اور میرے سب بکریاں اور خانماں

غرض اس طرح کے خیالات سوجھ رہے تھے کہ موذن نے کہا" اشہدان محمد رسول اللہ " یوں بے تک بغیر کسی رہبر کے چلنے سے ایسے ہی خیالات سوجھتے ہیں ' محمد صلی اللہ علیہ وسلم جیسے راہبر کے پیچھے ہو کر ہمارے پاس آؤ۔

ایسے میں موذن نے رہبر کی طرف سے اعلان شائع کیا کہ خدا کے دربار میں دودھ ' پنیر پاؤں دابنے کی ضرورت نہیں " حی علی الصلوۃ " ان کو جو خدمت پسند وہ نماز ہے نماز ہی سے ہمارے سب احسانات کا شکریہ ادا ہو جاتا ہے ' اس لئے نماز کو آؤ ' نماز پڑھکر خدا کی خدمت کرو ' یہی خدمت خدا کو پسند ہے ' مگر یہ دربار کریم کا دربار ہے ' خالی خدمت کے لئے نہیں بلاتے ہیں " حی علی الفلاح " خدمت کر کے نجات و کامیابی کا ' معشوق کی خوشی کا خلعت تیار ہے ' آؤ ' لیجاؤ۔ چلنے کو ہی تھا کہ پھر شیطان نے وسوسہ ڈالا ' کہاں تو کہاں وہ معشوق ' کہاں تو کہاں وہ شہنشاہ ' پھر موذن نے دوبارہ ' اللہ

اکبر لا الہ الا اللہ " کہہ کر اس وسوسہ کو مٹا دیا ' یہ غلامی سیکھنے کے لئے اب مسجد کو اپنے دل کو یہ سمجھاتے چلا۔

حکایت

بازار مصر میں جب یوسف علیہ السلام بک رہے تھے ' کروڑ ہا روپے ئے قیمت اٹھ رہی تھی ' ایک بوڑھی تاگے کے چند کھنڈ کیاں لے کر چلی لوگوں نے کہا تو کس شمار میں ہے وہاں کروڑ پتی کی دال نہیں گلتی ' اس نے کہا یوسف علیہ السلام ان داموں کو نہ ملیں ' مگر یوسف کے خریداروں میں میرا نام تو لگ جائے گا' ایسا ہی اے دل اگر خدا کے نہ عاشق بنے نہ طالب نہ سچے غلام تو خیر غلاموں کی فہرست میں نام تو لگ جائے گا' اتنا بھی ہو گیا تو زہے قسمت' اب مسجد میں آکر دیکھتا ہے کہ غلام غلامی کا اظہار کر رہے ہیں ' ظاہر جسم تو مخلوق سے ڈھانپے ہیں' باطن کی برائی خالق سے نہیں ڈھپ سکتی ' ندامت پشیمانی کا پردہ چھوڑ دیا ' یہ ندامت سترِ باطنی ہے اور وہ لباس ستر ظاہری۔

تکبیر ہو رہی ہے 'ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ ایک بہت بڑے شہنشاہ کی آمد آمد ہے نقیب پکار رہا ہے اتنے میں درباری وکیل (امام) آگے بڑھکر القاب شہنشاہ ہی پکارا" اللہ اکبر" لو مبارک ہو' وہ شہنشاہ تشریف لائے' یہ سنتے ہی سب کے منھ سے وہی القاب نکل رہے ہیں " اللہ اکبر" ۔

" اللہ اکبر" کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھ رہے ہیں ' میرے مولٰی تیری بڑی شان ہے' کان کو ہاتھ لگائے جا رہے ہیں ' دو عالم سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں ' یا اس سے بتایا جا رہا ہے کہ ایسی بڑی شان

والا کہیں سنا نہیں ' موجود ہونا کیسا ' یا اس واسطے ہاتھ اٹھا رہے ہیں کہ سُن لیا ہے شہنشاہ کی تشریف آواری ہو چکی ہے ڈوبتا (شخص) ہاتھ مارتا' اونچے کرتا ہے' میں بھی گناہوں کے دریا میں ڈوب رہا ہوں میرے مولا ! میرا ہاتھ پکڑلے' گناہوں کے دریا میں ڈوبنے مت دے' ہاتھ باندھکر نیچے نگاہ کئے نہایت ادب سے کھڑے ہوئے ہیں غلاموں کو آپ دیکھتے ہیں ' غلام کیا بلکہ بھاگے ہوئے غلاموں کی طرح سر جھکائے ہوئے کھڑے ہیں ' اس وقت کچھ ایسی فصیحت ورسوائی ہو رہی ہے کہ سر اٹھائے نہیں اٹھ رہا ہے آنکھیں ہیبت سے نیچے کئے چہرہ پر جلال وخوف کے آثار نمایاں ہیں ' پھر دیکھا سب کے منھ ایک ہی طرف ہے' اس سے یہ بتاتے ہیں کہ میرے مولا ! آپ کو پھوٹ (اختلاف سے نفرت ہے' اس لئے ہم سب اتفاق بتانے ایک ہی طرف منھ کئے کھڑے ہیں ظاہرہ میں تو ایک ہی طرف منھ کر کے اتفاق کا اظہار کر رہے ہیں مگر دل چوطرف بھاگ رہا ہے' ہاتھ باندھکر یہ بتاتے ہیں کہ میاں دل بھاگ رہا ہے اس کو پکڑ' پکڑ کر آپ کی طرف لا رہا ہوں' اب آپ ہی اس کو سنبھالو' قیامت کا پورا نمونہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا ' قیام سے قیام قیامت یاد آگیا ' ایسا ہی خدائے تعالیٰ برآمد ہوگا' سب ہاتھ باندھے سر جھکائے کھڑے ہوں گے' ان آنکھوں سے تو یہ دیکھ رہا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے موافق باطن کی آنکھ سے یہ دیکھ رہا ہے کہ اس نمازی کے سر سے لے کر آسمان تک رحمتِ الہیٰ کی گھٹا چھائی ہوئی ہے نیکیاں مینھ کی طرح برس رہی ہیں ' فرشتے اس نمازی کے پیروں سے آسمان تک اسکے چاروں طرف جمع ہوگئے ہیں ' اس کو متبرک سمجھ کر اس کی زیارت کر رہے ہیں۔

بادشاہوں کے سامنے عرض معروض کرنے کے پہلے سلطانی عظمت ظاہر کرنے کے لئے چند القاب ذکر کرتے ہیں ' ثناء بمنزلہ القاب شاہی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام جیسے پیغمبر کے معراج کے وقت بھی شیطان موجود تھا' جبرئیل علیہ السلام ہانکے تھے' کہیں میری معراج (نماز) میں بھی شیطان حارج نہ ہو' اس لئے " اَعُوذُ " پڑھکر خدا کی پناہ میں آرہا ہوں۔

یا یوں سمجھئے کہ دربار الہیٰ بھرا ہوا ہے یہ بھی دربار میں بلائے گئے ہیں ' ہاتھ باندھکر غلاموں کی طرح حاضر ہیں ' کچھ تو شیطان دشمن کی شکایت ہو رہی ہے کہ میاں وہ آپ سے اب تک دور رکھا' اور کچھ اپنی بے بسی کا اظہار ہو رہا ہے' اب عرض معروض کرنے کا وقت آگیا ' اب عرضی گذرانتا ہے' بادشاہوں کے عرضی کے القاب ہوتے ہیں ' یہاں عرضی کے القاب یہ کہہ رہا ہے۔

" الحمداللہ " میں کچھ نہیں ہوں آپ ہی حمد کے لائق ہیں۔

" رب العلمین " میں سمجھتا تھا میری بھی کچھ ربوبیت ہے نہیں پیارے ' آپ ہی ربوبیت کے سزاوار ہیں ' آپ ہی سب کے پالنے والے ہیں۔

" الرحمٰن الرحیم " آپ کی محبت کا کیا کہنا' قصور دیکھتے ہیں ' پھر برابر روزی دیتے جاتے ہیں ' قصور پر قصور کر رہے ہیں پھر ذرا توبہ کر لئے تو آپ جنت کی نعمتیں ہم پر سے نثار کر دیتے ہیں کیا آپ

ziaislamic.com

کی مہربانیاورعنایت کہوں' عمر بھر کا گنہگار اگر توبہ کرے توآپ فرماتے ہیں ارے گنہگار بندے گھبرامت ' اگرتوزمین بھرکرگناہ کیاہے تومیں آسمان بھرکررحمت تجھ پر نثار کرنے تیار ہوں۔

" ملک یوم الدین " آپ کو شہنشاہت کے پورے اختیارات ہیں ' آپ وہ ہیں کہ بڑے بڑے زبردست بادشاہ' مغرور پہلوان' جن وانس اور فرشتے تھرتھراتے' کانپتے' ڈرتے' لرزتے حضور میں ہاتھ باندھے ہوئے ایسے ہی حاضر ہوں گے جیسے میں اس وقت حاضر ہوں' سب کا فیصلہ آپ کے قبضہ میں ہوگا۔

" ایاک نعبدوایاک نستعین " میں آپ کا پشتنی غلام ہوں' ہمیشہ سرکار سے ہر قسم کی مدد ملتی رہتی ہے' قدیمی نمک خوار ہوں۔

پھر عرضی کااصل مضمون پیش کرتا ہے :۔

" اھدناالصراط المستقیم " اصلی معروضہ یہ ہے کہ صراط غلامی پر رکھو' جو چاہو کرو' مگر میاں اپنے غلامی سے مت نکالو' معاش کی فکروں میں پھرتا تو یہ مت سمجھنامیاں کہ آپ کو بھولا ہوا ہوں' آپ ہی کا حکم ہے اس لئے جاتا ہوں' پھر دوڑ دوڑ کرآپ ہی کے طرف آتا ہوں۔

ziaislamic.com

اس کی نعمت کا خاص کر دستر خوان زمین کی نعمتوں کا شکریہ ادا کر کے استقامت شکریہ کی دعا کر کے ناشکروں کے زمروں سے بچانے کی درخواست کر رہے ہیں۔

ایک فرشتہ پکار رہا ہے اے نمازی بندے ! اگر تو دیکھ لے کہ تیرے سامنے کون ہے اور تو کس سے باتیں کر رہا ہے تو واللہ قیامت تک سلام نہ پھیرے ' نماز ہی میں مشغول رہتے رہتے مر جائے اور کبھی بس نہ کرے۔

موسیٰ علیہ السلام کو ہیبت طاری ہوئی تو دل بہلانے فرمایا " وما تلک بیمینک یا موسیٰ" (موسیٰ تمہارے سیدھے ہاتھ میں کیا ہے) ایسا ہی بندہ کو معراج ہو رہا ہے کچھ ایسی ہیبت طاری ہے قریب ہے کہ بیہوش اور بے سدھ ہو جائے ' اسلئے بہلاتے ہیں ' کبھی " فیل وابابیل " کے قصّے سنتے ہیں تو کبھی ابو لہب کی داستان ' یہ ضم سورہ ہے ' آخر اللہ تعالیٰ کی ہیبت و عظمت سے عاجز ہو کر جھکا جا رہا ہے رکوع کیا ' یا یوں سمجھئے عرضی پیش ہونا تھا فوراً منظور ' اللہ اللہ کیا سخی داتا ہے ' کیا سخی دربار ہے ' قیام میں تمام گناہوں کی پوٹلی سر پر رکھے تھے ' رکوع میں جاتے ہی سب گناہ جھڑ جاتے ہیں ' رکوع سے خوش خوش اٹھتا ہے ' سمع اللہ لمن حمدہٗ " کہتے ہوئے کہ میرا اللہ سُن لیا ' پاک صاف کر دیا۔

اس وقت حکم ہوتا ہے کیوں بندے گیا نہیں ' تو سنا تو ہوگا کہ بادشاہوں کے پاس جانے کے لئے کیا کیا اہتمام کرنا پڑتا ہے کس کوششوں سے کبھی ملاقات نصیب ہوتی ہے کیوں بندے ہمارا بھی دربار دیکھا ' جب تو چاہے ہمارے پاس چلا آسکتا ہے : نہ تجھے اجازت کی ضرورت نہ کوشش کی حاجت '

ہاتھ باندھ لئے خدا کے سامنے ہو گئے۔

پھر نمازی دل میں کہتا ہے میرے پیارے کیا کروں' تیرے نعمتوں کا شکریہ کس طرح ادا کروں تو بتاؤ میاں ! میاں وہ کونسا کام کروں جو تیرے احسانوں کا کچھ تو بدلا ہو' تیری شان عالی کے سامنے مجھ بیچارے سے کیا ہو سکتا ہے' میرے سارے جسم میں سر اور چہرہ شریف ہے اس شریف عضو کو آپ کے سامنے زمین پر رکھتا ہوں تاکہ میری انتہائی عاجزی کا اظہار ہو جائے' اور میں جانتا ہوں اس سے آپ کی کچھ عظمت و کبریائی بڑھتی نہیں ' آپ سب بڑوں سے بڑے ہیں ' صرف میری عاجزی کا اظہار مقصود ہے اس لئے اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدہ میں سر رکھدیتا ہوں یا یوں سمجھئے کہ رکوع سے کھڑے ہوتے ہی خیال آتا ہے کہ رکوع ہیں ابھی میں دور تھا تو یہ سرفرازی ہوئی ' نزدیک ہونے سے خدا جانے کیا کیا ہو' اس لئے قدموں پر گرا۔

حکم ہوتا ہے بندے گناہ تھے وہ تو دھوئے' لے اب تجھے اپنا مقرب بناتے ہیں ' میرے بندے سجدہ سے سر اٹھا' کیوں پریشانی ہے تو ہی ہم سے دور دور تھا ہم کیا کریں ' اب آگیا ہے' تو تمہارا ہے' ہم تیرے ہیں۔

صاحبو ! یہ علاقہ یہاں کیا قبر میں مزہ دے گا۔

حکایت

رابعہ رضی اللہ عنہا کے قبر میں منکر نکیر پوچھے " من ربک " (تیرا رب کون ہے) تو رابعہ نے کہا میرے رب سے کہو تو اپنی لکھو کھا مخلوق میں سے ایک بوڑھی کو نہیں بھولا' قاصد بھیجا ہے تو بھلا یہ بوڑھی کا آپ کے سوا کوئی نہیں ' میں کیسے آپ کو بھولتی ' جو آپ چاہتے ہیں امتحان لیں کہ میں یادرکھی ہوں یا بھولی ہوں۔

جب بندہ سجدہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تو مجبور ہو کر ایک عبادت میں طرح طرح کی عبادتیں کرتا ہے' قیام ' رکوع' سجدہ' تکبیر ' تسبیح ' تحمید ' درود' تو میں قادر ہو کر کیا اس کا بدلہ نہیں دوں گا' طرح طرح کی عبادتوں کے بدلے' طرح طرح کی نعمتیں ' قسم قسم کے میوے ' رنگ برنگ کے کھانے کھلاؤنگا' سب عبادتوں میں سجدہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے اسکے بدلے اعلیٰ درجہ کی نعمت جو میرے دیدار کی نعمت ہے سرفراز کرونگا۔ میر بندے مجھے عذاب کرنے بہت سے کافر ہیں مگر تیرے کو میرے سوا کوئی نہیں ہے' اس لئے نماز کے بدلے تیرے سب گناہونکو بخش دیا ' میرے بندے ! تیری ہر رکعت کے بدلے جنت میں ایک عالیشان محل ایک خوبصورت حور دونگا' تیرے ہر سجدہ کے صلہ میں میرے چہرہ پر نظر کرنے کی نعمت عطا کروں گا۔

یا یوں سمجھئے بندہ زمین پر پڑے ہوئے عرض کرتا ہے " سبحان ربی الاعلی " (آپ پاک ہیں میرے رب اور عالیشان ہیں) تیری شان عالی کا کیا اظہار کروں' جس خاک پر رکھا ہوں' بس میں یہی خاک تھا' تو مجھے اس خاک سے پیدا کیا ' گو میں ناچیز ہوں مگر میرا رب بڑا اعلیٰ ہے۔

حکم ہوتا ہے اچھا بندے ذرا سب کو دکھا کہ ہم خاک سے کیسے پیدا کیئے تو بندہ اللہ اکبر کہتے ہوئے قعدہ میں بیٹھا کہ یوں خاک سے پیدا ہوا' پھر حکم ہوتا ہے کہ اس زندگی پر دھوکہ نہ کھانا' پھر خاک میں ملنا ہوگا' جاؤ خاک میں مل کر دکھاؤ کہ مر کر کس طرح میں ملیں گے' فوراً اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں گیا کہ یوں مر کر خاک میں ملیں گے' پھر حکم ہوتا ہے اچھا بندے! اب بتا کہ مرنے کے بعد خاک سے پھر کیسے زندہ ہوں گے تو اللہ اکبر کہتے ہوئے دوسرے سجدہ سے سیدھا کھڑا ہو گیا کہ دیکھو یوں قیامت میں کھڑا ہونگے' نمازی خدا کی قدرت کو آنکھوں کے سامنے دکھا دیا' اسی واسطے سجدہ میں جاتے وقت پہلے زمین پر زانوں رکھتے ہیں' پھر ہاتھ' پھر چہرہ اور اٹھتے وقت اس کا الٹا یعنے پہلے چہرہ' پھر ہاتھ' پھر زانوں اٹھاتے ہیں' قیامت میں اس سجدہ کا لطف دیکھنا' سب لوگ قبروں سے نکل کر باہر آئیں گے' فوراً مسلمانوں کے پاس فرشتے آکر انکے سروں سے مٹی پوچیں گے تمام جگہ کی مٹی پوچی جائے گی مگر پیشانیوں کی مٹی ہزار پوچنا چاہیں گے مگر وہ مٹی دور نہ ہوگی اتنے میں خدا تعالیٰ کی طرف سے ندا ہوگی' میرے فرشتو! پیشانی کی مٹی کو رہنے دو' یہ قبروں کی مٹی نہیں ہے' یہ سجدوں کی مٹی ہے' یہ میں نے اس لئے انکو پیشانی پر مٹی لگی ہوئی اٹھایا ہے تاکہ سب کو معلوم ہو کہ یہ میرے سچّے غلام تھے' غلامی کا جو اظہار کئے تھے یہ اس کی علامت ہے' پھر غلاموں کی طرح باادب بیٹھ کر تعریف کرتا ہے" التحیات للہ والصلوات والطیبات " (میرے اللہ ہی کے لئے ہیں میری مالی عبادتیں' میری بدنی عبادتیں اور دل و زبان کی ساری عبادتیں) اسکے بعد" السلام علیک ایھا النبی ورحمتہ اللہ وبرکاتہ "کہہ کر جن کی بدولت دربار میں باریاب ہونا نصیب ہوا' ان پر سلام و درود بھیجتا ہے' اور دوست یاد آگئے ان کو بھی ساتھ ملالیا " السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین " نماز ختم کرنے کے لئے کہا" السلام علیکم ورحمتہ اللہ " بھائیوں! اب تک میں دوسرے عالم میں تھا' کہاں کہاں گیا' بہت دور سے سفر کر کے پھر تمہارے پاس آیا ہوں" السلام علیکم ورحمتہ اللہ " سلام پھیرتے وقت

صرف منھ پھیرتا ہے، سینہ قبلہ کے طرف ہے اس سے یہ بتاتا ہے کہ میرا مولا ! آپ کے سامنے سے دل جانا نہیں چاہتا، آپ کی جدائی کا صدمہ نہیں سہا جاتا ہے، اب بہ مجبوری جاتا ہوں، منھ مخلوق کی طرف پھیر رہا ہوں، مگر دل کو آپ ہی کی طرف رہنے دیتا ہوں۔

یہ ہے غلامی کا اظہار، غلام اپنے غلامی کا کیسے اظہار کرتے ہیں، یہ دیکھنے کے لئے جو شخص مسجد میں آیا تھا وہ دیکھا کہ مسجد میں غلام نماز پڑھکر اس طرح غلامی کا اظہار کر رہے ہیں تو اسکو علوم ہوا کہ ابتداء تخلیق عالم سے آج تک کسی نے ایسا اپنے غلامی کا اظہار نہیں کیا ہے اس کو یہ عبادت بہت پسند آئی، وہ بھی اس عبادت میں شریک ہونا چاہا تو حکم ہوتا ہے یوں نہیں ذرا اس دنیا کے ظلمت کدہ کی سیاہی دھو کر آؤ، یوں بھی تو دربار شاہی میں جانے والا نہاتا، منھ ہاتھ دھوتا، کپڑے پہنتا ہے، تم بھی اب دربار الٰہی میں آرہے ہیں ایسا ہی کرو۔

دنیا میں دو طرح کی لذت ہے ایک میں سدھ باقی رہتی ہے جیسا کھانا پینا، اس کے لئے ہلکی طہارت یعنے وضو، دوسرے بے سدہ کرنے والی لذّت جیسے جماع، اس میں تو تم نے ہم کو بالکل بھولا، اس لئے تم خوب طہارت یعنی غسل کر کے آؤ اور پھر غلامی کا اظہار کرو، یہ ہے نماز ! اور یہ ہے مسلمانوں کی معراج۔

نمازیو ! تمہاری شان کل قیامت میں دیکھنے کی ہوگی، ایک مثال سے نمازیوں کے شان و شوکت کا اندازہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے ہیں کہ قیامت میں کئی جگہ ایسے ہیں کہ وہاں کوئی کسی کے کام نہیں آئے گا۔ اس ہیں ایک پل صراط بھی ہے، کیا کہوں کیسا خوفناک منظر ہو گا، دوزخ کی آگ جوش مار رہی ہو گی ، اس پر پُل تلوار سے زیادہ تیز اور بال سے زیادہ باریک رکھا جائے گا، مسلمان وہاں پریشانی کی حالت میں کھڑے ہوئے ہیبت اور خوف و دہشت سے بے سدھ ہو کر رو رہے ہوں گے ، فرشتے پوچھیں گے، ارے کیوں روتے ہو، وہ کہیں گے ہم کو آگ سے ڈر لگتا ہے، کیسے اس پر سے گذریں ، ایسے میں کیا دیکھتے ہونگے کہ جبرئیل علیہ السلام آکر کہیں گے تم دریاؤں پر کیسے گذرتے تھے وہ کہیں گے کشتیوں کے ذریعہ سے۔

فوراً بڑے بڑے مکان ریل کے ڈبوں کی طرح آکر کھڑے ہو جائیں گے، وہ اس میں بیٹھ کر پل صراط سے پار ہو جائیں گے، پوچھیں گے یہ کیا تھے، فرشتے کہیں گے یہ تمہارے مسجدیں تھے جن میں تم نماز پڑھا کرتے تھے۔

مسلمانو! اب وقت ہے کہ تم نماز پڑھکر آخرت کی عزّت حاصل کرو۔ اگر یہ وقت گیا اور تم نے نماز نہ پڑھکر موقع ہاتھ سے کھو دیا تو پھر پچھتاؤ گے، اس وقت پچھتانا کوئی فائدہ نہ دے گا۔

آج روز جمعہ جمادی الاولیٰ کی 23 ! تاریخ اور 1378ھ (تیرہ سو اٹھّتّر ہجری) ہے میں نے معراج نامہ کو ختم کیا ہے، اللہ تعالیٰ مجھ کو اور عام مسلمانوں کو اس کے نصائح پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ فقط

ابوالحسنات سید عبد اللہ حیدرآبادی ابن حضرت مولٰنا مولوی سید مظفر حسین صاحب قبلہ کان اللہ لہما

☆ ☆ ☆